

WACE'S CHRISTIANITY AND MORALITY.

مسیحی مین اور اخلاق

مترجمہ

پادری ہنری ویس صاحب ڈی۔ ڈی

مترجمہ

پادری جے علی بخش صاحب

پنجاب لیسٹریکس سوسائٹی

انارکلی لاہور

۱۹۰۵ء

P. R. S. D. LAHORE.

پہلا شمارہ



54416

54557

Book Society

MOORE

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نام لکچر
	حصہ اول	
	مسیحی تسلیم کی اخلاقی و روحانی حقیقت زمانہ حال کے شہادت کی کیفیت مثلاً مسیحی دین کے مخالفوں کی اقسام اور ان کے اعتراضات اور مسیحی دین کے بارہ	لکچر اول
۱۲	میں شہادت (رومیوں ۱۴: ۱۵-۱۶) مقصد اوٹے یا علت غائی۔ مثلاً اخلاقی فرض جس میں دو باتیں داخل ہیں۔ اول۔ حق کیا ہے۔ دوم حق پر چلنا چاہئے۔ نیز حق اور فرض کے بارہ میں خیال کیونکر پیدا ہوا۔ یعنی کائنات کی ماہیت کیا ہے۔ (متی ۲۳: ۵)	لکچر دوم
۱۰	رستہ بازی شخصی رشتہ ہے۔ مثلاً حق و ناحق کا امتیاز اور اس کی تعریف کرنا مشکل ہے انسانی ذات کا کمال باہمی رشتوں کے بجالانے پر موقوف ہے۔ ہمارے دلوں میں یہ خیال نقش ہے کہ حق کی پیروی کرنی چاہئے اور ناحق سے گریز۔ (رومیوں ۱۲: ۱۷-۱۸)	لکچر سوم
۲۵	الہی شخصیت۔ اول خدا کا جو تصور بائبل میں بیان ہوا ہے اس کے خلاف اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے۔	لکچر چہارم

صفحہ	مضمون	نام لکچر
۳۸	دوم خدا کی شخصیت ماننے بغیر کفارہ وغیرہ کی تعلیم سمجھیں نہیں آسکتی۔ ایسا ۲۹:۵۵	لکچر پنجم
۵۲	اسکی مسئلہ۔ گناہ سوچ رہے۔ کائناتیں لازم دیتا ہے۔ ایسی حالت کا علاج کیا ہے۔ (۱۸:۲)	لکچر ششم
۶۵	کفارہ کا اصول۔ کفارہ کی تعلیم کا تعلق انسان کی گناہ۔ حالات سے کس طرح سے یہ تعلیم ترقی کر گئی کفارہ کے خلاف اعتراضوں کا جواب۔ (۱۲:۱۵)	لکچر ہفتم
۸۰	راستبازانہ شخصیت کے معنی۔ اول اس مخلصی کا طریقہ جو عیسائی دین سامنے جان کے لئے پیش کرتا ہے۔ دوم یہ کہ نجات روحانی رشتوں کی اصلاح اور سماجی اور کمال صحت کی بجائی ہے۔ اس کے راستبازانہ نظریہ خدا کی رفاقت میں بحال یا سرفراز ہونا ہے۔ (روم ۱:۵)	لکچر ہشتم
۹۸	پاکیزہ بننے کا طریقہ۔ یعنی یہ کہ شخص رُوح کے دیکھے پاکیزگی ہم میں پیدا ہوتی اور نشوونما پاتی ہے اور اس روحانی تاثیر کے ذریعہ کل انسانی زندگی بدل جاتی ہے۔ (۲۳:۵۸)	لکچر اول
۱۱۵	حقیقت دوم جن اصولوں پر عیسائی تعلیم مبنی ہے ان کی تشریح واثر ایمان۔ عیسائی عقیدہ پر جو اعتراض کئے گئے ان کی تردید اور اس عقیدہ کی شہادت۔ (۱۲:۱)	

صفحہ	مضمون	نام لکچر
۱۷۷	مشخص خدا کے بارے میں شخص خدا کی شہادت۔ دینی ایمان پر اور اعتبار کا اجتماع ہے۔ یہودی قوانین میں راستبازانہ اور انسانی شخصیت کا ہم لازم معلوم ہوتا ہے۔ (۱۲:۱۵)	لکچر دوم
۱۳۹	کائناتیں کی شہادت اخلاقی خالق کے بارے میں جو قوت کائناتیں کو چاروں طرف سے گھیر رہے ہیں وہ شخص اور راستباز قوت ہے اور وہی ہماری خالق ہے اور یہ ظاہر ہے کہ کائناتیں کی بات طبعی تھیں بلکہ اخلاقی ہیں اس لئے کائناتیں کی خالق قوت بھی ضرور اخلاقی ہوگی۔ (۱۲:۱۵)	لکچر چہارم
۱۵۰	کائناتیں کی شہادت اخلاقی حاکم کے بارے میں۔ کائناتیں کی نہ صرف یہ شہادت کہ کوئی خدا ہے بلکہ یہ بھی کہ وہ قادر مطلق خدا ہے۔ پس ہمیں قادر مطلق خدا کا اصول اگر اخلاقی نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے۔ (۱۲:۱۵)	لکچر پنجم
۱۶۲	اخلاقی شہادت ایسا ہیج کے بارے میں۔ عیسائی ایمان کی بنیاد نہ مصلح مہر ہے مصلح مسیح کی قیامت بلکہ اندرونی شہادت ہے جو ہر دلی حیرت کے مطابق ہے۔ (۱۲:۱۵)	لکچر ششم
۱۷۷	مکاشفہ کی عام شہادت۔ مکاشفہ مسلسل ہے اس کی تہمت نہ ایمانی مداخلت پر مبنی ہے بلکہ اخلاقی فعل یا ایمان کی راستبازانہ کوشش پر۔ (۱۲:۱۵)	لکچر ہفتم
۱۸۷	مکاشفہ اور اخلاقی مکاشفہ ہے۔ یہ محض ظنی مسئلہ نہیں۔ نہ محض چند آیات پر مبنی ہے بلکہ یہ تواریخ کی سنجیدگی	

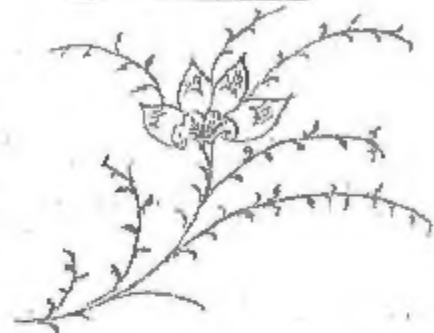
مسیحی دین اور اخلاق

حصہ اول

مہمید

مضامین کے اس سلسلہ کا مقصد یہ ہے کہ مسیحی عقیدے کے بارے میں جو شہادتیں انسان کی اخلاقی ذات یا طبیعت سے ملتی ہیں انہیں کو ظاہر کرے اور اس میں ایسے لوگوں کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے جو اخلاقی کے لحاظ سے فرض کو تو مانتے ہیں لیکن اس امر کا انکار کرتے ہیں کہ مسیحی دین سے کوئی خاص روحانی امور میں مل سکتی ہے۔ اس لئے مصنف نے پہلے یہ بیان کیا ہے کہ ہم کو حق اور باحق کی پہچان حاصل ہے اور پھر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ پہچان باحق و ناحق کی تیز جڑیں حاصل ہے اس امر پر لگاتار کرتی ہے کہ روحانی جہان اور شخص خدا کے ساتھ جملہ رشتہ ہے اور ہم میں روحانی تقاضے پائے جاتے ہیں۔ یہی سیموں کا یہ دعوے ہے کہ یہ روحانی تقاضے سوائے مسیحی دین کے پورے نہیں ہو سکتے۔ ساتھ ہی مختلف ان تعلیموں کو جو کہنے کی جہی کو شش کی ہے جو مسیحی تعلیم کے بارے میں پائی جاتی ہیں اور وہ ظاہر کرتا ہے کہ مسیحی تعلیم

صفحہ	مضمون	نام نگار
۱۸۶	یہ کلیہ میں داخل ہونے کی شرط تھا۔ یہ مسیح کی زندگی کی تشریح ہے۔ (دیکھیں ص ۱۸۶ تا ۱۹۱)	لکچر ششم
۲۰۰	اخلاق کی تکلیف۔ جو کہ اخلاقی مقصد کے لئے اٹھایا جاتا ہے وہ لغت کو برکت سے بدل دیتا ہے۔ (دیکھیں ص ۱۹۲ تا ۱۹۷)	



عالمی تہذیب و تہذیب کے مطابق ہے *
 دوسرے سلسلے میں خاص کر ان لوگوں کو جواب دیا جائیگا جو خدا کی
 شخصیت کے قابل نہیں اور نہ جانتے ہیں کہ خدا سے کسی نوعی الفطرت کاشت
 لئے کیا امکان ہے *
 پس پہلے جتنے میں مسیحی تعلیم کی اخلاقی و روحانی حقیقت ظاہر کی
 جاتی ہے اور دوسرے جتنے میں ان ابتدائی اصولوں کی پہنچ جہن پر
 تعلیم مبنی ہے *



لکچر اول

ہم میں نہیں کے سبب سے شرمندہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ لوگ
 ایمان لائے واسطے کے واسطے پہلے یہودی پھر یونانی کے واسطے خدا کی
 شجاعت و شجاعت سے شہرہ و شہرہ (۱۶۶) *
 ان لکچروں کے ہائی کا مشہور تھا کہ جو جھگڑے کو دیکھ کر دیکھ کر
 ہر سلسلے میں ان سے کہہ رہے ہیں اور دوسرے جہن۔ بہت بہت پسند
 محمدی لوگوں کے مقابلے میں بھی دین کو ثابت کریں۔ اس لئے اولیٰ یہ
 دریافت کرنا چاہئے کہ یہ لکچر کی کون سی جہان صحت میں ہیں جن کے
 خلاف مسیحی دین کو ثابت کرنا ضرور ہے *
 ہر پشت و زبانی میں خاص خاص مشکلات و غلطیات پیدا کرتے ہیں
 اس لئے ان لکچروں میں ایسی دلائل دی گئی ہیں جو غلطیوں کو مٹانے
 کی ضرورتوں کے مطابق ہو سکیں۔ ہر جہن دوسرے زمین پر تہذیب
 پرستی جہان افسانہ تو میں پسند جاتی ہیں مسیحی دین کا قہار ہمارے دیگر
 مذہب سے زیادہ دلچسپی پیدا کرتا جاتا ہے۔ دوسرے دوسرے سبب یہ
 جانتے ہیں کہ مسیحی دین کو اندرونی خطرہ ہے یعنی نہ سمجھنا پڑھنا اور سمجھنا
 اور پڑھنا سے خطرہ ہے کہ مشہور فلسفوں سے۔ یورپ کے مشہور فلسفوں
 والوں سے اور دوسرے نکات چینیوں سے۔ ایسے سفوفوں کے تعلیم یافتہ
 غیر تعلیم یافتہ سوسائٹی کا مسیحی عقیدہ کچھ بڑا ہے۔ بہت شک و شبہ
 مسیحی دین کے بارہ میں پیدا کر دیتے ہیں۔ مسیحی تائیدیوں اور تائیدی دین

بلکہ یہ بھی تہذیب کا دین جس سے بھی ہیں +
 بپتسمہ کا صاحب اپنی کتاب تفسیر کے دیباچہ میں فرماتے ہیں
 میں نہیں جانتا کہ کسی طرح سے لیکن بیتوں نے یہ امر تسلیم کر لیا ہے کہ
 مسیحی دین اس قابل نہیں کہ اس کی تحقیقات کی جائے کیونکہ آخر کار یہ
 فساد نکال کر ہوا ہے مادہ وجود نہ مانے ہیں وہ اس پر ایسی طرح سے نظر
 کرتے ہیں کہ گویا سب اصحاب فہم نے اتفاق رائے کر لیا ہے کہ مسیحی دین
 مواد کے اس کے اور کسی مصرعہ کا نہیں کہ وہ بظنی تھیں کا کثرت بنایا
 جائے تاکہ اس سے انتظام لیا جائے کہ اس نے اتنے عرصے تک ہدایاں
 کی عیش و فراہ میں نعل اندازی کی تھی + جبکہ صاحب کے زمانہ میں تو اخلاقی
 فرائض پر بھی قیاس لایا جاتا تھا اور اب بھی بعض ایسے مراحض ہو رہے ہیں
 لیکن چاروں مثالیہ ایسے لوگوں سے ہے جو مسیح کی اخلاقی تعلیم کو مان لیتے
 اور اس کی عظمت کے قائل ہیں بلکہ اس اخلاقی تعلیم کو مسیحی دین کا لب
 لباب سمجھتے ہیں، مگر وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایسے مادہ اور عمر کا شد
 کو تو اس اور دوسرے مسیحی عالموں کے خیال سے کافی دیا کہ خدا کا نام ہے
 چنانچہ ایک مصنف نے یہ تحریر کیا کہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ انہیں اور انہیں
 سنے لیوانی عقل کے مادہ دینی خیالات کو تار یک کر دیا ہے یہ مصنف
 ایسا انسانی قوت کا ذکر کرتا ہے جو خدا کا دستبازی پیدا کرتی ہے ایک
 دوسرے مشہور مصنف نے ایک صاحب کہتے ہیں کہ مسیحی مقصد صرف یہ
 ہے کہ میں اس اعلیٰ مادہ عقیدے کو نکال کر لوں جو مسیح کی مادہ تعلیم اور
 نور میں پایا جاتا ہے۔ مسیح کے اخلاقی نور نے پرکھ کر بھلا مانس اور انہیں
 نکالنا اس کی سیرت تعلیم و تعلیم کے لئے اخلاقی معیار سمجھا گیا ہے +

ہم کو اب ایسے کو میسر ہے واسطہ آتا ہے جن کے درمیان یہ
 خیال پھیل چکا ہے کہ اگر دینان کا ممکن ہو تو وہ ایمان بھی لے لیتے۔ وہ
 کہتے ہیں کہ مسیحی دین کے لئے دینی مسیحی عقائد شریعت + عیسائی عقائد و غیرہ کو مان لیں
 عقل اور اخلاقی طبیعت نہ کہتی ہے ان کے خیال میں یہ ہے کہ اگر مسیح اپنے
 فرائض کو تھیک سے سمجھتا ہے تو اس کے لئے چاروں پرکھ کر لیا۔ پس اس طرح
 ایسے لوگوں سے نہیں جو ایمان نہ لائے میں ان میں سے جو کہ لیتے لوگوں سے
 جن کی دل آرزو یہ ہے کہ کچھائی کو جانیں اس کی یہ راہی کریں +
 مگر اس سبازئی مسیحی دین کے بغیر حاصل ہو سکتی نہ تھی + مگر یہ ہے تو
 شاید یہ سوال پیدا ہو کہ پھر مسیحی تعلیم کی کوئی کلی حدودہ باقی رہی (دینی تعلیم
 جو جاری کی جا رہی ہے) اس کے لئے بعض عالموں کی تعلیم پر تامل ہوا ہے مادہ عقائد
 اور دست کر رہا میں برائیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ان کے لئے یہ روایے دینوں کے
 نہیں بلکہ ان کی طرف سے ہیں جن کی کو تعلیم اسکے اور کوششیں ہے یا
 ہیں۔ اس لئے اس کی شدت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی شکل
 کچھ گستاخی عیانی ہے کہ یہ کفر مخالف بھی ہماری طرح مسیحی دین کی اخلاقی
 تعلیم کو مانستے ہیں۔ ہم ایک ہی سیدان میں کٹر سے ہیں۔ اس مشترکہ
 عقیدہ یا سیدان سے ہم بحث شروع کر دیتے +
 آج کل کی بنی دینی کی کئی خاص صورتیں ہیں اس لئے ان کی
 تردید کے لئے دلائل بھی کئی اقسام کے چاہئیں۔ مثلاً راہ مانس کے
 بعض مسائل کے زور پر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ اجماعی واقعات جن
 پر مسیحی عقیدہ مبنی ہے۔ مانس کے متنبوں کے خلاف ہیں وہ بعض عقلی
 دلائل کے زور پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ نہ ان حقیقی علم ہو سکتا۔

عجب تک کہ اس قسم کے اعتراضوں کا جواب دیا جائے تب تک ایسی
یک طرفہ دلائل کا یہ نتیجہ ہوگا کہ ہماری آرزوں اور علم اور ہماری اعتدایوں اور
تجربوں کے باوجود ایک اتحاد کرنا ہوگا۔
میں یہ عقیدہ دیکھتا ہوں کہ یہ قائم ہے۔ اگر یہ پایا نہ جاسکے تو ہمارے
دوران کی بنیادیں دلائل کے ذریعے قائم نہیں کی جاسکتی جو ہماری فطرت کے
تفصیلات سے نکلی جاتی ہیں۔ جو شہادت ہیں ایمان لانے پر گویا مجموعہ
کرتی ہے وہ دو قسم کی ہے۔ اول شہادت ایسی ہوتی چاہئے جو میں کسی
امر کے ماننے پر گویا مجبور کرے یعنی مستبشادات (مجبور) ایسے امر کی
شہادت جو میں کا امکان ہے پس شہادت کا اعتبار اور دلائل کا امکان جب
تک دوروں میں جانیں ہم قائل نہیں ہو سکتے۔ یعنی مستبشادات ہوا اور جس امر
کی شہادت ہے جس کا امکان ہو۔ علاوہ انہیں اگر کوئی یہ ثابت کر سکے کہ
انسان کی اخلاقی ذات کی نہایت اعلیٰ ضروریات ان اعتدائی باتوں کے
بغیر پوری ہو سکتی ہیں جن کا ذکر میں عقیدہ اور مسائل میں ہے تو اس شہادت کی
جہ پر میرا مجتہد واقعات میں ہیں اور میں کہہ چکا کہ لیکن اگر میں اس
کے یہ قائل ہو جائے کہ صرف یہی مسائل ہماری اخلاقی و روحانی ذات کے
تفصیلات کو پورا کر سکتے ہیں تو ان کے ماننے میں جو شبہ ہیں وہ بہت
گہرا ہے۔

جہاں کے ساتھ ہمارا درناؤ ہے وہ نائنٹھ میں کوئی نہ کا تعلق پر پورے ہو
ہے اور موجود ہمارے کے خواہ اور ضروریات اس حق کا انبیاء ہیں۔ لیکن اس
خیال پر چھارت سے نظر کرتے ہیں۔ کہ اس اعتبار سے کسی طرح خدا کی شخصیت
میں ایمان لانے پر مبنی ہے۔ اس سے خواہ خواہ یہ نتیجہ نکلا کہ ایسے دعو

کے سامنے شخصی تکلفی یا معاومہ یا وسیلہ رضامندی پیش کرنا محض وہم اور وساوس ہے۔ اس سے کفارہ و راستہ راہ حقیت کی اصولی تعلیم کے عملی معنی اور حقائق میں ثابوت کا مستند محض خیالی اور وہی بن جانا ہے۔ اس رائے والے کم تعلیم یافتہ لوگ کچھ اس طرح پر بحث کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ خط ایک سا ہے اور وہ اس کے پاس جانے کا ایک ہی طریقہ نہ ہوگا بلکہ بہت طریقے ہوں گے۔ اگر بھی ایک طریقہ ہوتا تو وہ زافوں سے سارے جہان پھیل گیا ہوتا جب میں دیانت دار ہوں، تمیز کے مطابق چلتا ہوں اور انکی کے لئے نمونہ کی پیروی میں جو وجد سے کرتا ہوں تو میں کہیں اس کی نظر میں مقبول نہ ٹھہروں گا۔ ہم ایسے بہت جتنا ہوں گے لئے جابجہ نہیں ٹھہر سکتے جو ہمارے طبی سیلان سے سرزد ہوتے ہیں۔ اگرچہ ہم آزاد و مرضی رکھتے اور صلہ خفاہ میں تو بھی ہم اس قدر محتاط نہیں جتنا بعض سمجھتے ہیں اور اگر کوئی یہ محسوس کرے کہ جس طریقہ سے بائبل کہتی ہے اگر خدا ہمیں سلا دے تو بے انصافی ہوگی تو میں نہیں کہہتا ہوں کہ اس بے انصافی کا علاج ایک کامل معصوم شخص کا قربانی سے کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی بے اعتدالی کو جس کی پھیلی ہوئی ہے یہی مسائل کا نہ صرف اٹکلہ کا بانا ہے یا ان پر طر کیا جاتا ہے بلکہ ان کی نسبت پر کیا جاتا ہے کہ آج کل کے فلسفہ کے آگے یہ جڑھاکی کہانیاں ہیں جن کو لوگ کبھی دیکھیں سے نہ سنا کرتے تھے۔ الغرض خواہ یہ مسائل صحیح ہوں یا جھوٹ پر پاک بات گناہگار نہیں کر سکتے کہ یہ عقائد مسائل انسانی خیال میں بددست و نظام اور انسانی اظہار و الغرضوں کا باعث ہوئے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ کرب سے اس مذہب کی اشاعت ہوئی

تب سے فرح انسان کی ترقی اور بہ لازم مرقوم ہو گئے ہیں اس لئے
 ان قوموں کو تہذیب کے مانتے ہیں وہ حال دیا ہے جن پر آئندہ کی
 ساری امیدیں موقوف ہیں۔ یہ گناہ انسان ہے کہ ان کے لئے گناہ کا مسئلہ یا دنیا
 نصیب کی تعلیم ایک وقت مومن انسان کے لئے نہیں مگر اس امر کو انکار
 کر سکتا ہے کہ اپنے زمانہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ اشخاص نے ان کو مانا
 ان کی جدوجہد میں اس تعلیم نے عقیدہ لیا یہ سائنس ان کے لئے سمجھ
 و بہت تھے خواہ دوسروں کے نزدیک نہ ہوں۔
 فی الحقیقت کسی یہ کسی طرح سے یہ حالت ہوئی ہے کہ بعض اہل فکر
 اور فنی عقلی اشخاص نے بھی سچی تعلیم کو اٹھا سمجھا ہے جس سے نظام
 ہوتا ہے کہ وہ اس تعلیم کے حقیقی معنوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ مثلاً
 ایک مشہور عالم نے یوں کہا ہے کہ جو عظیم نشان سادہ عقیدہ و تصدیق
 نے دماغ صاحبانہ الفاظ میں بیان کیا کہ میں اس نے اپنی زندگی میں
 کی میراث نصیبی جو خدا کو اپنے سارے دل سے اور اپنے پڑوسی کو اپنے
 جیسا پار کرتے ہیں۔ جو زندگی ہر پاکیزگی فروشی اور فیض رسانی کے لئے اپنی
 عمل کرتے ہیں۔ سچی خدمت اور آج کل کی کیسیاں اپنی نماز کی کن پڑا اور خدا کا
 میں اس تعلیم کو طغیان اور متروک سمجھتے ہیں۔ نجات کے حاصل کرنے کا
 وسیلہ بالکل بدل گیا ہے۔ ابھی زندگی صرف ان کا حق بتائی گئی ہے جو
 بعض عالموں کے اختراع کردہ کو وہ خاص خاص جلیوں اور نظموں کو قبول
 کرتے اور ان کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر کوئی عام یا لا پرواہ صنف اس قسم کو
 بیان کرنا تو قابل توجہ نہ ہوتا۔ صاحب علم و فکر بھی جانتے ہیں کہ ایسے بیانات
 نے انجیل کے حقیقی دکان کو ایسا لاس پٹیا ہے جس سے خواہ مخواہ نہیں آتی

اور خیال آتا ہے کہ جو صفت دین کی پاکیزگی کا بڑا اٹھائے وہ ایسی
 باتیں پیش نہ کر سکا۔ لیکن سورہ واقعی کو کس طرح چھپائیں یہ تو امر واقعی ہے کہ
 سچی تعلیم کو ہی (علم الہی) بہت شان ابہان حق کی نظر میں لایینی نصیب گئی ہے
 اندر میں یہ سے کہ بعض سچی دینی عالموں نے اور فرقوں نے عہدہ ہدایت کی اعلیٰ
 صداقتوں کو شک و تار یکا کرنے میں بہت کچھ دودھی ہے اکثر اوقات
 ایسے لوگوں نے نجات کے بارے میں سنت و اعتقادوں کو پیش کر کے اپنے
 تئیں منکر بنا لیا اور ان اعتقادوں کو اپنے خیالات کی سطح پر اتار لائے
 لیکن یاد رہے کہ عقیدہ اور نماز کی کتابیں اور سب سے بڑا حکم عقلیت
 نوشتوں کی عبارت جس کی تفسیر کو یہ عقیدہ سے لے کر کتابیں کرتی ہیں الگ
 بنیاد پر قائم ہیں اور چاہئے کہ ان پر بے تردد ارادہ و بے غرضانہ غور و فکر اور
 راستہ رفتی کی جائے۔
 میں سچی دین کے حامیوں کی التماس نہ خیال کے مخالفوں سے یہ
 ہے کہ بیشتر اس سے کہ وہ سچی دین کو قطعی طور پر رو کریں وہ نہ سچی تعلیم کے
 سمجھنے کی کوشش کریں۔ اسے مخالف نہ تم کہتے ہو کہ یہ مسائل متروک ہیں
 اور اگر نہیں غور نہ کریں تو یہ کہیں گے کہ ہدایت کے لئے ان پر ہوتے ہو
 چکا ہے۔ اگر ایسا ہی ہو تو ہر حال چاہئے کہ وہ روشنی میں مریں نہ تاریکی میں
 میں یہ تو نہیں کہتا کہ ان مسائل کو پورے طور سے ہم مل کر سیکھیں ہیں لیکن یہ
 تو تین سے گزرتا ہوں کہ جو معنی ان مخالفوں نے ان کے سمجھے ہیں ان سے
 کہیں اعلیٰ ان کے معنی میں۔ یہ زیادہ گہرے نتیجے اور انسانی ذات سے زیادہ
 حقیقی تعلق رکھتے ہیں کہ ان متفرقوں کا خیال وہاں تک نہیں پہنچا۔ اگر اس سے
 ہم قطع نظر کریں تو نہایت دین و ایمان انسانی تجربے کو ہم بے فائدہ کر چکے۔

میں ان باتوں کی دلائل لائیں گا نہ محض ایک عقیدے کا اشتہار دوں گا یا محض نصیحت پر اکتفا کروں گا۔ یہ تو واقعی بات ہے کہ ان صدقوں نے انسان کی روح کو زیادہ حقیقی اور پر حقیقت رشتہ میں گامزن کیا ہے جو کسی دوسرے انسان کی تاثیر سے نہ ہو سکتا تھا۔ ان گنتین معلم نصاحت ہر صحت تھا لیکن وہ گہرے اور شریفیت جن بات جو اس کی کتاب اقوال میں پائے جاتے ہیں سچے علم کا نتیجہ ہیں۔ تو حقیر کا سچ کی طرح ہونا اور اس کا ایمان اس کے دینی عقیدہ کا نتیجہ تھا۔ پس ایسے مسائل کی کوئی امداد کے لئے ان بکچروں میں تلاش کرنے جائیگا اور محالوں کو ان ہی باتوں کے زور پر جواب بھی دیا جائے گا۔ جن کو وہ پورے طور سے ماننے میں۔ خدا کی روح ہمارے خداوندیتورج مسیح کے وسیلے اس کشش میں نہ دے سکے۔

لکچر دوم

فلت غائی۔ ساتھ خدا روح

”سہارک میں وہ جو غریب دل میں کیونکہ آسمان کی بادشاہت ایسوں ہی کی ہے۔“ (متی ۵: ۱۲)۔
 لکچروں کے مجدد مسلسل میں جس جگہ سے مجھے بحث شروع کرنا ہے اس کا ذکر میں کر چکا ہوں۔ ہم اور وہ جو سچی دین کی نسبت شک رکھتے یا اس کا انکار کرتے ہیں اس امر پر متفق ہیں کہ اخلاق اعلیٰ فرض ہے۔ دین سے قطع نظر کہے بھی یہ امر مسلم ہے کہ حق ہے اور ناحق ہے۔ حق سب سے

اعلیٰ اور ناحق سب سے اعلیٰ ہے اور جن سے میں مخاطب ہوں وہ ماننے میں کہ حق کو ناحق پر ترجیح دینی چاہئے خواہ کیسا ہی نقصان کہوں نہ اٹھانا چاہئے۔ مگر اگر یہ حق پر ظاہر نہ ہو تو ترجیح بھی نہیں ہوتا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کے تسلیم کر لینے میں کیا کیا کچھ شامل ہے۔ اگر ہمارے کے نتائج کا یہ ایک شرع لگائیں تو کیا یہ سچی دین کی طرف اشارہ دیکھنا کہ صرف یہی اس کے تقاضے پورے کر سکتا ہے۔

پہلے میں ان مختلف خیالات کا ذکر کر دینا جو حال کے سامنے وائز کے باہم سس اخلاقی کے آغاز تکمیل اور بالخصوص اخلاق کے بارہ میں ہیں۔ ایسی حقیقتات کا آخر میں خواہ کچھ ہی نتیجہ لکھ لیکن اس میں کسی کو کچھ کلام نہیں کہ نوع انسان کے فوے و تصورات اخلاقی بعض اہم امور میں تبدیروں نشوونما پانچکے میں۔ اس امر کی تحقیقات میں اگر کن اصلی بیچوں سے یا چشموں سے اس نشوونما کا آغاز ہوا سائنس سے مدد ملتی ہے۔ ابھی تک شلیہم اس بات کا نتیجہ میں بہت قاصر ہے میں کہ کیسے وسیع مسائل میں یہ جملہ جاری ذرات پر سابق آتا ہے کہ ہم خاک سے لئے گئے ہیں۔ (دعا ۱: ۲۷)۔
 البتہ یہ وہ باتیں الگ الگ ہیں۔ اول یہ کہ فلاں شے کن کن چیزوں سے مرکب ہے۔ یہ باکس طریقہ سے اس نے نشوونما پایا دوم وہ شے اپنی کل و مرکب حالت میں۔ بعض اوقات اول ان کے جائز سے دوسرے کی یا دوسرے کے جائز سے پہلے کی توفیق نہیں ہوتی۔ مثلاً پانی دو گیسوں سے مرکب ہے۔ جو ایک خاص انداز سے مل کر پانی بن جاتی ہیں لیکن ان دو گیسوں کی غیر مرکب حالت میں جو عناصر ہوتی ہیں ان سے پانی کی صفات کا کچھ خیال قائم نہیں کر سکتے۔ اسی نظام سے یہ دو گیسوں مل کر آنا غانا پانی بن

جانی ہیں جس کے فوائد تعلقات خواص اپنے روحنا صریح بالکل متفق ہوتے ہیں۔ ان عنصروں کا علم اس لئے تو مفید ہے کہ ہم ان کو کس طرح سے مانکر اپنی بنالیں۔ لیکن مرکب حالت میں جو فوائد و خاص اس میں پیدا ہوتے ہیں وہ اصلی کیس کی حالت سے بالکل الگ ہیں۔ ویسا ہی انسان کی اخلاقی ذات کے عام معنی کا لکھا ذکر کرتے وقت ان مختلف راولوں میں اپنے تئیں پہچان سکتے ہیں جو اس ذات کے نشوونما کے بارہ میں پیش کی گئی ہیں بعض فیلسوف اس نشوونما کا باعث راہ ترقی تاثیریں تھیں لہذا اس میں وہ بعض عقلی عارضی پر عقل مستقل کی حقیقت کو اس کا سبب بتاتے ہیں۔ بعض متفادہ یا انتہی نفع و فائدہ اس کا باعث سمجھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مذکورہ باتیں اس کی وجہ ہیں۔

مگر ہماری اخلاقی ذات بعض ایسے واقعات و تعلقات کو پیش کرتی ہے جو فی حقیقت موجود ہیں۔ اور سارے علمی مقاصد کے لئے ان راولوں پہن کا کچھ اثر نہیں۔ ہم میں خواہشیں ہیں اور ہمارے فرائض ہیں جن کو مانکرنا ضرور ہے۔ کچھ متضاد نہیں کہ وہ کس طرح سے پیدا ہوئے لیکن زندگی کے مقاصد کے لئے ہمیں ان امور واقعی ماننا چاہئے۔ اس تشریح کے کہ ان کا کارکنس طرح سے ہوا۔ اگرچہ جانوں۔ تیرے پر غلطی کی ہے کہ سبب انہوں نے کسی خیال یا شے کے اجزاء کے مرکب کو معلوم کر لیا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جو کچھ ہیں اس کی ذہنیت جانتا چاہئے۔ فقارہ ہم نے جان لیا حالانکہ شے اپنی مرکب حالت میں اپنے اجزاء کی مدد و حالت سے بالکل متفرق ہے۔

پس ہمیں کہہ۔ اس کتاب کا مقصد ہے ہم ان راولوں سے بلان کی بلے دہری کے قطع نظر کر سکتے ہیں۔ سائنس ایسے مضامین کے متعلق متبادل

و فی مشعل دست میں ہے اور اس کے آخری نتائج قائم ہونے تک کہ رہنا مشکل ہے۔ لیکن انسانی ذات کے خاص واقعات و خواص ماننا ایسی متبادل و غیر مستقل ہیں۔ اس لئے جب بھی اشخاص لوگوں کے سامنے یہ بات پیش کر سکتے ہیں کہ ہمارے نزدیک حق و ناحق کے اس وقت کیا معنی ہیں اور جن اخلاقی فرائض اور روحانی تقاضوں سے وہ واقف ہیں وہ کون سے ہیں تو وہ ایک پختہ بنیاد پر رہتے ہیں۔ قانون ترقی پائدار کشش کے دریافت ہونے سے پختہ نظام نسبی کے خاص اثر سے واقعات معلوم تھے۔ حالانکہ اب اس قانون کو دریافت ہونے تقریباً دو صدیاں گزری ہیں تو بھی اب جب اس کے اجزاء کے مرکب و تحلیل کے بارہ میں ہم بہت کچھ واقف ہیں۔ ویسا ہی ان تعلقات و رشتوں کا رد و رد کے ساتھ ہیں، تھیں کہ طلب معلوم کر سکتے ہیں اگرچہ سرج کے کام و نشوونما کے فلسفی قانون اب تک شقیہ حالت میں ہیں۔ ہم نے شروع ہی میں فلسفہ کو یہ عزت دے سے چھوڑی ہے۔ اب باوجود حقیقت میں ہم زندگی کے معمولی واقعات سے واسطہ رکھنے کے معمولی زبان استعمال کر سکتے اور یہ سمجھ سکتے کہ ہم انسانی ذات کا نہیں بلکہ خاص انسانی وجود و اشخاص کا ذکر کر رہے ہیں۔

حق و ناحق کی تحقیقات خاص دو حصوں پر تقسیم ہے اول حق و ناحق کا خیال یا تصور۔ دوم حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے۔ اور دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ ایک تو عام اعلیٰ اصول ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ میں حق پر چلنے کے لئے پادہوں سو سزا دے، اصول کو یہ یاد دہ امر حق ہے پس اخلاق کے فرض اور اخلاق کے معیار راہ الگ طور کو چاہئے۔ اس سے کہنا ہے کہ یہ بھی خیال کے بموجب، اگر ہم ایک کا جواب دیں تو وہ دوسرے کا

مسیحی جواب ہوگا لیکن زندگی کے امور واقعیہ میں ان کے درمیان امتیاز کیا پائے۔ ہمیں مورد و قیہ سے ہم بحث شروع کرتے ہیں۔ وہی کے لئے جو حق بن کر وہ اپنے کا شمس تیز کے مطابق چھٹے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ یہاں عمل کر رہے ہیں اس لئے وہ عمل بذات خود حق ہے۔ لہذا اس کے بعض اشخاص نے اپنی تیز کے مطابق عمل کرتے ہوئے یہ کام کئے ہیں جب کی نسبت ان کے ہاں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے یہاں کوئی نہ ہو۔ اگر یہی شیئ ص کا یہ نہیں وہ یہاں تھا کہ وہ کر رہے ہیں۔ ان کو عین فرض ہے تو ہم یہ سمجھیں کہ تو مجرم نہیں بلکہ لیکن ان سے ان کا یہ مورد مجرم نہیں ہے۔ انہوں نے ہی ذلت کے لئے اچھے اصول کی پیروی کی۔ اگر یہ فلسفہ یا یہ تعلیم کے ذریعے اس دوسرے اصول سے وہ نہ سمجھتے ہیں محنت فطری کی اسکت ہے کہ ایک دی اپنے علم کے مطابق عمل کرے تو ہمیں کہہ کرے وہ درست نہ ہو۔ ایک معنی میں وہ حق کر رہے ہیں دوسرے معنی میں وہ ناجائز کر رہے ہیں۔ اس سے مقدس رشتوں کے بعض مقامات کی کافی تشریح ہوتی ہے کہ بعض لوگوں کی تربیت یہی ہے فضا کی وجہ سے ہوتی ہے جو بات خود ذہن تعریف و صحت سے رہتے۔ ہر حال ان مثالوں سے یہ تو یقینی واضح ہو گیا کہ نہ پر پہلے کا فرض جان لینا درست ہے۔ حق و ناحق کے حقیقی معیار کو ہم کو یاد رکھنا چاہئے۔

مسیحی دین میں ان کے خالق کے اعلیٰ معنی میں اس کا خاص ذکر۔ وہ یہ ہے کہ میں ہوں۔ اب ہم دوسرے سوال کو پتے پتے ہیں۔ جس طریق سے یہ عاموں سے اس کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہم کر چکے ہیں۔

یہ کہ انسان کے دل کی فائیت نہ کیا ہے۔ میں اسے زندگی کا فائیت مقصد نہ تو نہیں کہتا کیونکہ یہاں اس کا سوری فطری عقل کی رسائی سے ہے۔ لیکن روح کی فائیت متنا کا پورہ شدہ ہو تو کہہ سکتے ہیں وہ یہ نتیجہ نکالے بغیر بھی نہیں۔ یہ سکتے کہ جو طریقہ دراصل اس متنا کو پورا کر رہے وہ ضرور وہی ہوگا جس کی پیروی کر کے کامیاب اور وہ ہے۔ اس ہی نقطہ سے اس طرح شروع کیا اور اسی نقطہ سے اکثر گمراہ فیصلہ شروع کرتے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں فی حقیقت بہت حقائق نہیں بدوئہ ان سے زیادہ کامیاب کرنا کہ اس نے بنا رہا کہ حقائق کے بارے میں اسی سے شروع کیا۔ اس نے بتایا کہ زندگی کا فاضل و فائدہ ہر مقصد خوشحالی سے کہ ان کے انگریز فیصلہ بھی کچھ تبدیلی کے ساتھ اسی ترمیم کو قبول کرتے ہیں۔ یہ انسان ہدایت کا نادرہ و تحفہ ہے وہ یہ سمجھ کر بھی اس سے بہت اختلاف نہیں۔

مسیحی اخلاق پر اکثر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ ہمارے ملنے سے غور و خوض نہ مقصد پیش کرتا ہے جس کی خاطر اس پر چبے کے سے نہیں کہتا بلکہ مقصد کی خاطر۔ اس کا جو بھی رشتہ کے میں چبے سے ملتا ہے کہ نیکی کے حیاں کو خوشحالی کے خیال سے جدا نہیں کر سکتے۔ جہاں نیکی ہے وہاں خوشحالی ہے۔ اگرچہ خوشحالی کا خیال زیادہ وسیع ہے۔ مثلاً اس خوشی پر سے طرز سے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خوشی و سعادت انسان کی محض متنا ہی نہیں بلکہ جائزات ہے۔ خدا کے سب حکم کے ساتھ وعدہ ہے جو وہ غلطی میں ظاہر ہو جائے جو۔ خاص نقطہ میں سے وعدہ چمکتا ہے وہ

سارک ہے۔ اس مبارک یار کی مبارک حالت خوشی سے خوشی
 تو ہے کیونکہ مبارک حالت سے درجہ پائے طہر کی قسم کی خوشی ہے۔ یہی کہ
 بخشش میں اس قبیل کی کچھ ضرورت نہیں۔ پہلا مہر اور پہلا مہر و عطر
 میں عطر پر خوشی میں بہاؤ دینی و عطر کے آخر میں اس بات کا یقین ہونا
 کہ ہے کہ کوئی صبح کے کوہ پر چل کر گیا وہ واقعی حقیقت میں رہے گا۔
 (منہ ۲۴ ۲۵) = حیح کی اطلاق تسلیم کرنا کہ حیح پر گت سے حالانکہ
 دو سو سالوں سے جو خداوند نگاری خود قربانی کا سلسلہ ہے وہ وہی
 خود نگاری کریمہ ہے۔ وہ جو پسی جان بچا ہے سے کوئی کیا سیکے
 وہ جو پسی جان میری وہاں تک کہ فاطمہ عطا ہے وہ ہے کسی بنگلہ درخشاں
 میں خود نگاری کے ساتھ وہ دانی یعنی حفاظت کو بھی پیش کرتا ہے۔ پہلی
 میں شکل سے نفی فقرہ ہو گا جس میں خود نگاری کے ساتھ برکت پڑنے
 کے حق نہ ہو وہیں رسول نے ہر گھنٹہ درہم یہ باتیں میں واسطے لکھتے ہیں
 کہ خدا کی خوشی پوری جو بتا ہے، پوری، میں کہ اس پر اس کے
 خدا کی تہیہ سے یہ نقش ہو (پیر محمد علیہ السلام) ان رسولوں کی
 زندگی سے اس طرح کی تعریف کی شرح ہوتی ہے کہ خوشی یا خوشی روح
 کی غلطی حقیقت ہے۔ بلکہ کیا ہم سے اہل کا تجربہ انسانی جذبات
 کے اس انداز کی صداقت دیتے ہر خدا کو مجبور نہیں کرتا۔ یہ بھی خدا ہے
 کہ جو خدا انسانی کو آتا ہے وہ بھی کسی غلط صورت میں خوشی کی تحصیل تلاش
 سے، حالت ہی ہوتا ہے لیکن کیا ہم فی الحقیقت کسی میں تلاش کو کسی
 کے لئے تصور سے جدا کرتے ہیں؟ و فضل جس خود نگاری کو ہم پہنے
 پر فرض ٹھہرتے ہیں یا وہ رسول کو اس کی ترغیب دیتے ہیں خود وہ

[illegible]

جو خوشی کی کوئی زندگی کا دلچسپ خاص مفصل ہے وہی انسان کو
 خوشی کا اندازہ دیتی ہے۔ گاہ کہ اس میں خوشی پیدا کرنے
 کا میدان اس درجہ تک ہے۔ ہر انسان اس مفصل میں اپنے وہ سبب کہ
 اس وقت کو پیش کش کرنا ہے کہ اس کے سامنے وہ دنیا میں پائیدار
 کام رہتا ہے۔ جس وقت اس مفصل میں اس وقت سے خوشی کو
 جس کی تحفہ کی شان نہایت دھاری سے کشش کرنا تھا۔ قابل
 تحفہ کی شکل تک پہنچا ہے۔ وہ بھی یہ کہ وہ چاہے کہ شاید اس مفصل کے
 اس عین محدود و محدود دنیا میں گزروں کو پہنچے۔ چنانچہ اس (Walden)
 ساحل پہنچے۔ اس میں ذکر کرتے ہیں کہ بہت لوگ خوشی کو
 کی خوشی سے بے غماں ہو جائیں۔ وہ لوگوں کے طول و عرض میں
 دنیا کے چہرے بہت درجہ تک اس صورت میں ہر حال میں وہ
 یہ لوگ مانتے ہیں کہ انسان میں جو کہ تخلیقی اور عقلی طاقت ہوتی ہے
 ان میں سے وہ ایک ایسی سنی کے قابل ہے جس کو ہم قابل فہم
 کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی وہ تسلیم کرتے ہیں کہ انسان کے انتظام کی ایک خاص
 نوعیت اس میں رہی ہے۔ چنانچہ خوشی کا مفصل نگاہ کر کے دوسروں کی
 خوشی کو بہت کچھ باعث ہو سکتا ہے۔ پس ایسے عالم پر کہتے ہیں کہ
 حق کامیابی کی اپنی خوشی نہیں بلکہ ان سب کی خوشی ہے جن سے اس
 کامیابی ہے۔ اس بزرگ ایسے قصورات ہی کا خیال کیا جائے تو اس کی خوشی
 سے نہ پامٹیں کہ سب لوگ ہیں۔ لیکن اس میں تباہی چھپا چھپا ہوا ہے کہ
 یہ عالم انسانی زندگی کی ان طاقتوں کے لئے بولی کافی ضمانت بھی
 پیش کرتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا وہ انسانی زندگی کے اس تاریک پسو کا

کالی، حاکم میں جس کے دور کرنے کے لئے بعض ن کے پتہ ہمارے
 پیش ہیں۔ اس میں بھی پیش کرنا مشکل ہے کہ یہ شریعت جانیں بعض
 اس کے لئے یہ کی گئی تھیں۔ درجہ تک یہ معلوم ہو گا کہ وہ تو بلی رشک
 حاکم میں اس دور میں کو یہی ہے خوشی کو اس کرنے سے ہی ہے تو
 اس حالت کی خوشی کو کہانی ہو چکی۔ میں یہ فیصلہ جس مرکز
 اور اس کے لئے وہ ہے کہ اس وقت میں جو مدت ہم دیکھ رہے ہیں
 پائی جاتی ہے اس کا ایک علاج کریں۔ یہ عالم مانتے ہیں کہ کشتوں تک ہی
 حالت رہے گی۔ اس سے حق سر ہے کہ کشتوں تک اس کے
 ہی سے خوشی نہیں مل سکتی۔ بائبل میں خوشی کا عین پیشہ متکلف
 ہوا ہے لیکن وہ اس جہان کی خوشی و فخری نہیں ہے۔
 خیالی، درحقیقت ان باتوں کو بہت کرتے ہیں لیکن یہ کہنا یہ چاہئے کہ
 ہیں واسطہ کن لوگوں سے پڑتا ہے۔ وہ کھینچے ہیں تو یہ آتا ہے کہ ہمارے
 چاروں طرف ضرورتیں آتی ہیں۔ چنانچہ اس کے گرد ب میں پڑے۔
 عزیزوں کی موت کے بعدوں سے تھلا ہے۔ وہ چیزوں کے بوجھ
 تھے وہ بہت ہیں۔ ہمارے جہان میں ہی اس سے پس یہ فیصلہ
 ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر جہان کے لئے یہ خوشی حاصل ہوگی
 ایسے آدمیوں کو یہ قتل دے سکتی ہے۔ عادی قتل کے محتاج ہی ہیں
 ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے بہت لوگ وہ اپنے کسی تصور سے جگہ
 نامہ دوسروں کے گناہوں اور بدیوں کے باعث دیکھ رہے ہیں
 اس لئے یہ قتل کے زیادہ مستحق بھی ہیں۔ پھر ان عالموں کی تعبیر ہے
 جو موجودہ آدم یا انسانی یا انسانی کا انکار نہیں کرتے لیکن اسے بالکل

ایک غیر یقینی مہر بھگت نظر نہ کرتے ہیں ان کو کیا حاصل ہو گا کہ تو
ہم نے مانا کہ بچے محبوب کے لئے کام کسے میں خواہ ہو۔ کچھ ہی
فرض ہو بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ میں جب ہمیں یہ معلوم ہو گا کہ
ہمارے یہ خود انکاری و خود قربانی بے فائدہ تھی تو اس سے سخت تکلیف
پیدا ہوئی۔ ایسی بے شرم بداشت و تحمل پر روج کو مستقل و قائم رکھنا
نہایت مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے فلسفہ سے یاس و ناتیرگی
پیدا ہو جاتی ہے جیسے بدھ کی تعلیم سے ہوں۔ زندگی کی باہر کسی ایک ہی
مرد قس سے کر اسے دیر تک نظر نہ نہیں کر سکتے۔ پس جو مسلمان مر
کو نظر نہ کرنا ہے وہ باہر کسی کا دین قائم کرنا ہے +

اس جہاں میں بہت مرد عورت ایسے گزرے ہیں جنہوں نے
خود کے من سخت پر جھگڑا کیا اور غائب ہوئے اور یہ ممکن ہے
کہ کچھ کا ایک بہت بڑے حصہ انسان کو بہت بڑی خوشی مل سکے
لیکن یہ باخجل مر بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ نوع انسان کا بہت بڑا گروہ
اس دنیا کو حاصل کرنے میں قاصر رہا جس کے پیچھے وہ مرا جاتا تھا۔ اور
یہ بھی سچ ہے کہ بہت لوگوں نے ایک خوشی میں مشغول رہا جسے کائنات
باندھنے کے سستی پائی اور اپنے من تصور کر دین کی صورت میں خلا ہو گیا
مگر یہ خاصہ صرف مسیحی دین ہی کا ہے کہ اس نے ان منافقوں کو مصیبتوں
کا علاج پیش کیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو فلسفہ مسیحی دین کی جڑ اٹھا
کر اپنے پیروں میں کس کی جگہ قائم کرنا چاہتا تھا اب وہ خود مسیحی دین کی تائید
میں غلط پیدا کرتا ہے۔ جو آست میں نے عنوان میں لکھی ہے وہ ہمارے
دعوت کے شروع کی آست ہے اور ہمارے خداوند کی تعلیم کی یہ کئی ہے

وہ آسمان کی بادشاہت کا شوق دیتا آیا ایک روحانی سلطنت کا پورے
سلطنت سے تو متفرق رہے لیکن واقعی وہی سی ہے۔ وہ سی جہاں
میں ہے اور ہم اس میں خوشی حاصل کر سکتے ہیں۔ مسیح نے یہ اشتہار کیا
کہ سلطنت میں وہ ساری حاجتیں پوری ہو سکتی ہیں جس کے پورا کرنے
میں جہاں قاصر رہے۔ جو مصیبتیں اس جہاں میں پیش آتی ہیں اس کا
علاج اس روحانی سلطنت میں ہے۔ اس کے قریب جیم
وہ معلوم نہیں ایسے لوگ جو فی زمانہ حقیر گئے جاتے ہیں اس سلطنت میں
پناہ پاتے اور کاتھدک رہتے ہیں۔ اس کا دوا اثر ہمارے خداوند قس
کی زندگی کو صاف ثابت کیا۔ اگر یہی سلطنت کی تائید مجبوروں کے
ذہنیے ہو اور ایک کمال تک نہ تھکے ولس کے مثال سے اس کی تشریح
ہو اور ایک ذرا الجھال قیامت سے اس کا اظہار ہو تو کی تعجب اس
کے لیے جن کے کہ دروں نے خود زوروں کو چیر کر دیا۔ اس نے
مصیبت زدوں کو خوشیوں کی نسبت زیادہ منظور بخشا اور عزم کا
نشان دیا یعنی صلیب وہ جہاں میں اسے تختہ کی کا نشان بھرا +
اور وہ انہیں یہ بھی قبول کر دیا کہ ہمارے خداوند نے یہ مشکلف
نہیں کیا کہ ان موجودہ غموں کا شہرہ اچھے لگا بلکہ ایک روحانی سلطنت
کو مشکلف کیا جس میں موت کی اعلیٰ قوتیں متواتر طور پر پاسکتی ہیں۔ اگرچہ
انسان چاروں طرف تو کھیں اور مصیبتوں سے گھرا ہوں کی غریبی
حکم و صبر اس خالی توکل کا نام نہیں جو مشرق کا ہے۔ بلکہ وہ شوق
کی ایسی پختہ بدشت ہے جو روحانی حقیقتوں سے عطا ہو کر کھتی ہے
اور ایمان و ایمان کی قوتوں کو کس کی طرف سے جاتی ہے۔ اس وقت

سے کہ صرف ہی نہیں بلکہ ہم مصیبتوں میں بھی خوش ہوتے ہیں یہ جان کر کہ مصیبت ضرور پہنچتی ہے اور صبر تحریر۔ درجہ امتیاز و تہذیب شریعت نہیں کہی کیونکہ خدا کی محبت روح القدس کے ذریعے جو ہمیں دیا گیا عمارتوں میں جی سونی تدریس (۲۰) پس شہیدوں کی زندگی کا یہ اکابر صرف ہی نہ تھا کہ جس عقیدہ کو وہ مانتے تھے اس کی شمار میں بلکہ اس کے کہیں بڑھ کر کیونکہ انہوں نے جہان پر نئی روحانی حقیقت کو آسانی مزاج کو وہ ہی صفاتوں کو متاثر کیا اور اس طرح سے وہ نئے نئے دنیاوی مزاج کو خدا کی سلطنت کے احاطہ میں لے آئے۔

جب سے یہ وعظ پڑ پڑایا گیا تب سے ہر مصیبت زدہ کے لئے ایک طرح سے روحانی جہان کا دروازہ کھل گیا ہے۔ مسیح نے یہی سلطنت متنت کی ہے جس میں ہر کوئی کام کر سکتا ہے ورنہ کسی کی محنت ضائع نہیں ہوتی اور روح کی ہر اہم ضرورت اس میں پوری طرح سے رفع ہو سکتی ہے۔ مسیح ناجیل میں کسی سے یہ نہیں گستا کہتی، علی خوشامی کو دوسروں کی بھلائی کے لئے خدا کو دیکھ کر ہنس، اس کے وہ یقین دلاتے ہیں کہ دوسروں کی خوشامی کو دیکھتے ہی میں خود بخود ہنس، اس پر گستاہی نہیں کیوں نہ ہیں وہ اپنی اعلیٰ اور مطلق خوشامی دیکھتے۔ درجہ امتیاز و تہذیب ۱۰۹

۱۰۹ ایسا کوئی نہیں جو گھریا ہو یا یہاں یا وہاں یا وہاں کو خدا کی دیکھا بہت کے واسطے چھوڑ دے اور اس میں نہ تو کسی گناہ کا اور اس کے لئے عالم میں ہمیشہ کی زندگی نہ پائے خود کوئی کہنے ہی چھوڑے نہ وہاں ہو یہ مسیح ہر ایک سے اطمینان و آرام کا وعدہ کرتا ہے۔

بعض اگرچہ سہ سہی جہان کا لحاظ کریں تو بھی یہاں پر ہر ایک انسان

کی تشا خوشامی سے واسطے ہے۔ وہ آپ لوگ یہ مانتے ہیں کہ اگر سورج میں یہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن نور اس روحانی جہان کا خیال کرو جو مسیح نے ہمارے سامنے کھل دیا ہے تو یہاں پر ہر ایک کے پاس زندگی میں کوئی شخص اپنی روح کی تشا حاصل کرے سے محروم رہے پر مجبور نہیں۔ سخت سے سخت کام روحانی بھروسے کے ذریعے ممکن ہو جاتا ہے اور تاہم سے تاریک راہ ایمانی نور سے روشن ہو سکتی ہے اپنے دل سے درجہ سے رہا منت کریں کہ کیا یہ ہے ہمیں کی آپ نے ایسے شخص نہیں دیکھے گوان کے ہر سے ہر سال کے ہم در و ط کے آثار پائے جاتے ہوں ہیں پھر بھی۔ روحانی زندگی کی تشا ہمیں چہرے پر چمک رہی ہیں۔ یہی سیرت کے اشخاص محض ہر منت کو دے نہیں بلکہ وہ زندہ کارکن اور ان کی روحانی قوتیں ترقی کر رہی ہیں۔ اس کامل زندگی کو پہلے خوشامی کے تصور کو کامل کرنے کے لئے ضروری سمجھا۔ روحانی قوت میں وقت کام کر رہی ہے اور کمال تک پہنچ جائے گی۔

پس یہ ماننا پڑے گا کہ جب مسیح نے محض اپنے اخلاق کی بنا دی کر کے سچے، اپنا کام شروع کرتے وقت اس نئے جہان کو کی پکٹاؤں کی تو اس نے انسان کے عمیق خیالات و حالات کو مد نظر رکھ کر کیا اس کا شد پر پناہی و عقل کی کل تعلیم ہمیں ہے مسیح صرف اسی پر قوت نہیں کرتا کہ رومی تسمیہ میں کہہ دے کہ گناہ کے لئے پھر اس ضرور ہے۔ بلکہ وہ ہمیں گناہ کے ہے کہ ہم ایک روحانی سلطنت کے موثر قوانین سے نکلے ہو۔ وہ روحانی فتوے کا قریب ہے جو شرعی یا خودی فتوے سے

نہ پر خطر ناک ہیں۔ وہ انہیں نصیحت کرتا ہے کہ سپہ ستمگانی میں
نہ لڑ جیج کرو۔ وہ نکر دیتا ہے کہ خیریت پوشیدہ و وسوسہ پر فیدہ کی
نگو، کہ تم را باپ جو پوشیدگی میں دیکھتے ہو، تم کو ظاہر ہو سکے گا
یہ تو شاید سچ ہے کہ اس پہاڑی دھڑکی بیٹھ کر غصہ کرے، اسی جہان
کا مٹا دینا چاہئے تو قائمہ عام و رس اخلاق کے مطابق نہ ہوگی جو غصہ
اسی جہان کے لئے بنایا گیا ہو۔ نہ سچ سنے، یہاں کہ ہے۔ بلکہ اس نے
نویک نئی سلطنت میں سنے تو میں کے مشافہ کی اور وہ میں بتوتا
ہے کہ اپنی رفتار میں کے مطابق مددگار ہیں۔

اب یہ نتیجہ نکلا کہ جو زندگی آدمیوں کی اخلاقی فطرت کے ساتھ
جہان میں پیش کی جاتی ہے اس سے ملے زندگی کا مکاشفہ مسیح نے ہیں
مکمل اور یہ مکاشفہ انسانی روح کے لغات کو پرکرتا اور اس کی حالت
کے عین مطابق ہے۔ یہ زندگی حال و استقبالیہ دونوں زونوں پر
متل ہے۔ تو کیا یہ پیغام میں نے اس مکاشفہ کا اشتہار دیا اپنی تائید
میں بارہا ان کا سلف نہیں۔ ہر سرے و غلطی میں ہمیں کہہ سکتے ہیں
کہ اخلاق کے نہایت ابتدائی اصولوں سے یہاں تک کہ ہمارے
اقدام کا مٹا کسی ایسی شے کے ذریعے متاثر ہو سکتا ہے جو اس جہان
کے وقعات و اشخاص سے پر ہے ہو۔ یہی میں فرق فطرت و اصول
مکمل کر چاہئے۔ ان کو صرف مسیح نے مکمل کیا ہے۔ میں یہ تو نہیں جانتا
کہ اس کے ذریعے میں سے بڑھ کر کوئی دلیل پیدا ہوئی ہے۔ لیکن شروع
میں اگر ظن بھی تائید کرے تو یہی دین کے اجداد وادی پر یہ وہ رہا
جائے گا۔

لکچر سوم

راستبازی ایک شخصی رشتہ ہے

”انہوں نے پسند نہ کی۔ نہ وہ نہ کہ خدا کی پہچان کو حفظ
کر رکھیں۔“ (۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔

ہوئے۔ کیا ایسی صفات کے لئے ہم خطا کا شکر نہ کریں۔ میں یہ تو نہیں
 کہتا کہ ایسی کوئی صفت کسی دین کے دائرے کے باہر کسی باطن نہیں
 باقی۔ مگر ان کا پیچہ دین کا مقصد اس امر کا ظاہر کرنا ہے کہ انسان کی اخلاقی حالت
 کے تقاضوں کی تسکین کسی دین سے ہوتی ہے۔ تو اس کے بھی اس امر کا
 ہے کہ اقلید و جہد کی وجہ سے انسان کا جو نیا عنصر پیدا ہوتا ہے وہ غلط فہمی انسان کے سامنے
 پیش کیا اس کے فیصلے یہ صفت مستعد از حد قوت و توسیع یا تنگی۔ پہلے
 کی حالت ایسی تھی جیسے کوئی پروانا ایک وسیع و وسکان میں کافی شوہ
 نہیں دیکھتا۔ لیکن جب اس کو وہاں سے اکھڑ کر کسی مٹا سب جگہ میں
 لگاتے ہیں تو انچھی طرح چھٹا پھوٹتا ہے۔ ویسے ہی جب سے سچ سے
 انسانی عظمت کی روشنی میں پروانی وہ نئے سرے سے ہر سے ہر سے ہوا
 سدائے گہم گئے۔

جان سداوت مل صاحب کہتے ہیں کہ اگرچہ یسوس ہمارے صلی کی
 میں جڑ کے قریب معلوم ہوتا ہے تو بھی جتنا تک وہ جٹ اس کے ہاتھ
 میں چھا ہے اور جس کے بارے میں نہیں ہو پائی حق و نام میں کا اعتبار
 نہ ہمارے فہم میں روز بروز کی بات ہے تو بھی فیاض اب تک بھگت
 رہتے ہیں کہ اس کا ٹھیک معیار کیا ہوا ہے۔ پچھلے ترقی کے رکھنا اور اس
 کے ذریعے پہلے سے اس مغرب میں اخلاقی تحقیقات کا غشوق مشتعل ہو گئے ہیں
 اس سوال کا اٹھا جس کو کرنا ہے لیکن جب وہ اس مضمون کی تقسیم کرنے لگتا
 ہے تو پھر جواب شکیبہ ہوتا ہے۔ تصور اس کے بارے میں افکاروں کے جو
 ہوتے تھے ان کی کہ ہے وہ اس کو حل کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر وہ نیا
 سچی کے باعث اس کی تشریف کرتی ہے مگر حیران بھی ہے کہ خرفہ کی

ہوا۔ اب میں یہ چھٹا ہوں کہ اس مقدمہ میں کوئی ایسا حداثتی صی سے
 جو ان مذکورہ بار بکثرت سے آتا ہو۔ جن معمولی مور کے ساتھ ساتھ
 کا خاص تعلق ہے۔ مگر ہم نے کی تحقیقات کریں تو اکثر یہ معلوم ہوا کہ وہ
 اخلاقی صفت کے باہمی شکوک پر مبنی ہیں کسی بیرونی بار یا کسی صی
 سے نہ کو ہم در سے دور سے۔ غلابوں کے وقت میں جاری کئے ہیں
 اور اب جانکی گئے ہیں۔ وہ قاعدہ نمیدہ عام اصول میں کے ذریعے کسی
 فعل کا نتیجہ یا اخلاقی ہونا پر کیا ہے۔ حاصل ہفوں کے رشتہ پر مشتمل ہیں
 ہے جو غیر منحصر یا تاریکی کی کھلاقی ہیں شدہ پاکیزگی در رانگی۔ خاص کر
 صداقت کا فرض یہ صدق چہر حالت میں روح کے لئے ضروری ہے
 ہادی نظریں اس تو عہد قید سے مستثنیٰ معلوم ہوتے ہیں لیکن انعام
 کا یہ معلوم ہو جائے گا کہ پریشانی بھی اسی قانون کے ماتحت ہیں۔

و خلیج ہے کہ بعض افلاس کی صفت اس رشتہ پر موقوف ہے
 جو فعل و معمول کے درمیان ہوتا ہے بلکہ ہر فرد کی رشتہ کی اس شہد
 پر موقوف ہے جو ایک شخص کا دوسرے سے ہے۔ نہ نہ تبار کی کا
 نذرہ بھی اسی رشتہ سے لگ سکتا ہے بعض اعمال سے جو سرزد ہوتے
 ہیں۔ اس بات میں انسانی روح فانی ہون سے متفرق ہے۔ ان
 دونوں کے تعلق کے درمیان رشتہ زندہ ہے۔ اگرچہ اس میں ہے انسانی
 کی یعنی غریب اور نقص بلکہ ہر فرد کا ایک ایک سماج کر سکتے ہیں
 سکتے ہیں۔ مذہب بعض صورتوں میں نروادہ کا ذکر ضروری ہوتا ہے
 کیونکہ نروادہ ہوتا ہے۔ پاب دوسرے پر موقوف ہیں اس میں اخلاقی
 قوانین کا عکس نظر آتا ہے۔ اس سے اس کے سوا ہم عموماً یہ کہہ سکتے ہیں

سردیاں ہیں حالتِ صحت میں سے یا نہیں۔ اور اگر وہ بدن بیمار ہو تو دوسرے بدوں کا ساخنہ کے لیے اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے بدن پر دوسے کی مانند ہے یا مجبور دوسے کی مانند ہے جس کی مرضی مرضی صحت یا صحت کسی دوسرے پر دے یا دے کے ہم بیان کر سکتے ہیں۔ اس مشہور ضربِ منش میں کہ انسان ممکن ہے اسی امتیاز کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ یہی تمدنی صفتِ انسان کہ عیسے سے پہلے یونان سے یونانی سے پہلے چمکریہ واقعی ہوتا ہے کہ انسان تمام کی زندگی بسر نہیں کر سکتا اس لئے اس کی تمدنی حالت پر ہر لحاظ سے مشغول رہنا ضروری ہے جو وہ اپنے چاروں طرف کے اشیاء سے رہتا ہے۔ اگر کوئی معجزہ اشیاء پر نہیں سے کسی کی حالت کا پورا پورا چاہے تو وہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے چاروں طرف کے اشیاء کو نظر نہ دے اور پھر ہمارے مختلف تمدنی اشیاء کو دیکھ کر حال کے تعلقات سے واقف نہ ہو۔ ہم بعض افراد نہیں ہیں کہ یا وہ ہیں۔ سے ہم دین یا ولاد۔ میاں بیوی۔ خاوند کو کر۔ دوست و دشمن ہیں۔ پس یہ سولہ نام ہم حق پر ہیں یا ناقص پر۔ دراصل یہ سوال ہے کہ ہم کس طرح ان اشیاء سے بارے میں جن سے ہم کو واسطہ پڑتا ہے نہاؤں گئے ہیں۔ دلاؤ کی پہلی سچ کہ وہ اپنے والدین کے خاص رشتہ کو نظر رکھ کر اس کے مطابق عمل کرتی ہوئے۔ شوہر اور والدین کی ایک محض اس امر متنبہ نہیں کہ وہ اصل کا اپنے خاندان کے عام فائدہ کے لئے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اپنی حقوق کو استعمال کرے بلکہ اس امر پر کہ وہ اپنی بیوی یا اپنے بچوں سے کیسا واسطہ رکھتا ہے۔ اور جس نسبت سے جو بیوی اور ولاد میں رہنے کو محسوس

کر سکتے اور اس کے مطابق عمل کر سکتے ہیں یہی نسبت سے یہ نسبت ہو رہی وادیں میں ترقی یا ترقی پاتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ حق و نام کی تشریف پانچویں کرنا و شور سے شریعت قانون پر قانون اور اگر کسی ہے لیکن چاہے یا بھی شخصی رشتوں سے جو بہت تعلقات پیدا ہوتے ہیں ان پر وہ محیط نہیں ہو سکتے۔ عدل پر قرار کرنا ہے کہ میں ایک طرف سے اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں اپنے اہل و عیال جو عدل کر سکتے ہیں وہ بھی بہت اذیت دیتا ہے۔
ایک طرف سے عورت و محنت کا بھانڈا، دیگر ایک محسوس کا ناز و نگاہ، کسی سیرت یا سیرت کو صورت دیتے ہیں نہایت مشکل سے نہاؤں گئے ہیں اس وقت کو دیکھا ہے اگر کسی سے نیکی کی تعریف یا ستائش ہو سکے کہ خود پر کسی سے تو وہ اس طرح ہے وہ کہتا ہے کہ میں ایک سو ہے جو بہت زیادہ متنبہ رہتا ہوں۔ دینی مدد جتنے صرف فیصد یا زائد محسوس ہی ٹھیک کر سکتا ہے پس ہر معاملہ میں حق و ناحق کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک شخصی اندازہ لگانا ضروری ہے۔ معنی یہ ہے کہ یہ شخصی فتنہ تمدنی کا محسوس ایک جز نہیں بلکہ جمہور اخلاقی مقصد کے کل زندگی، نہیں شخصی رشتوں پر مشتمل ہے۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں یا تو دوسروں کے کرنے سے یا دوسروں کے فائدے کے لئے کرتے ہیں۔ اس میں اس کے کرنے میں اس میں کی خوبی کا اندازہ نہیں لگا سکتے جب تک اس امر کا لحاظ نہ کریں کہ ہم نے کس نسبت اور نسبت سے وہ کام کیا ہے۔
اگر اگر وہ بالا بات درست ہوں تو یہ نتیجہ نکلتے گا کہ ہماری وجہ کی واسطہ بہت حالت کا حصر ان شخصی رشتوں پر ہے جو ہم دوسروں سے رکھتے

ہیں اور دوسرے ہم سے رکتے ہیں۔ ان دونوں باتوں کو یہ دیکھنا چاہئے
 جن سے ہمارا تعلق ہے اگر وہ درست طور سے ہماری طرف رجحان نہ ہو
 شب تک ہماری ذات کا نشوونما چاہے وہ کسے نہیں ہو سکتا۔ البتہ آدمی خود
 دوسروں سے درست سلوک کر سکتا ہے خواہ دوسرے اس کی طرف رجحان نہ
 ہوں یا نہ ہوں لیکن اگر کوئی چاہے کہ اس کی ذات کا کوئی خاص اثر ہو تو یہ ضرور
 ہوگا کہ اس کے والدین اس کی بیوی اس کے بچے کس کے دوست اس
 کے کامیابی ملکر کریں۔ اس وسیلہ سے اس کی ذات کے مصلی غمی
 پر سے غریب سے تحریک پائے گی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس دستاویز کے
 قابل نشان ہے وہ اس کے طور سے نشوونما پائے تو یہ ہے کہ ایک دانا
 اور نیچے جہ بر اس کے ساتھ ہے۔ اس بیان سے صاحب ہرگز کہ
 راستہ ہی محبت سے چلتے ہیں کیونکہ راستہ ہی اس لئے محبت کا ایک
 جزئی پہلو ہے۔ ہم تقریباً یہ کہہ سکتے ہیں کہ راستہ ہی راستہ ہے اور
 محبت حقیقت ہے کیونکہ زندگی کی حقیقت شش ہے اس پر مشتمل ہے جو
 اشخاص کا شفیق اس سے ہے نہ اس پر مشتمل ہے جو اشخاص کا کسی ذات سے
 ہے۔ پس اگر انسان کی حقیقت شخصی ہوتی ہو تو وہ ہے۔ تو گویا
 عالمیہ نہیں کہ ہماری ذات کا یہ خاصہ ہمیں اس میں پر جا رہے ہیں
 ہمارے لئے نشوونما اور غمناک آثار ہر ہے کیا وہیں شہید سے ہم
 یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور نہیں کہ وہ خاصہ جو آخری دم تک ہمارے ساتھ رہتا
 ہے وہ اس سے ہے بھی ہمارے ساتھ رہے گا ہر شخص نہ رہے کہ اس
 سے ہوں میں پر مشتمل ہے وہ کچھ سے تکمیل پاتا ہے لوگوں نے اکثر کوشش
 کی ہے کہ پتے ہیں یہ مشقوں سے علیحدہ کریں حریہ کوشش صرف یہی

زمانہ اور ملک ہی میں محدود نہیں بلکہ ہر طرف سے رکتا ہے۔ رستہ سبائی
 میں یہ کوشش زیادہ طریق رہی۔ یہ تصور کہ جتنے بھی کفرت النفس پر مشتمل
 ہے مصلی عالموں کی تعلیم نہیں ہے۔ انسانی سیرت کا اس لئے نمونہ متفقہ نظر
 یہ ہے کہ لوگوں میں پایا نہیں جاتا بلکہ ان لوگوں کے رویوں میں اس
 اس لئے نمونہ کی پیروی کی جس کی ساری عمر محبت کے فرائض ادا کرنے میں صرف
 ہوئی اب میں یہ تو نہیں کہتا کہ تم اس وقت اس وقت کا خیال کو جب
 جہانی رہتے متقطع ہو جاتے ہیں اور صرف ان کی یہ نگاہی رہ جاتی ہے
 میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری موجودہ زندگی کے حالات ہی کا حکم
 اس امر کے تسلیم کرنے کے لئے کافی ہے کہ روح انسانی کے بعض ایسے تقاضے
 اور خواہشیں جو انسانی رشتوں سے کہیں بالا ہیں روح انسانی کے بعض ایسے
 ہرگز انسانی تعلقات طراندہ کو سنے پر مجبور کرتے ہیں چنانچہ اکثر بڑے بڑے
 بزرگوں کے اب باپ بیوی ادا کرنا کہ بلکہ یہ تو مذہب کا تجربہ ہے کہ ہر شخص
 کا عزیز مر جاتا ہے یا کسی کوئی مرحمت مدد پہنچا۔ یہ تو جہانی رشتوں سے نہیں بلکہ
 کسی اندر دفن رہتے سے ہی ہوتے ہیں یا مدد دل کو سنا ہے کہ ہم یہاں کسے نہیں
 کہ جب یہ جہانی تعلقات دور ہوتے ہیں یا بیوی وغیرہ کے موقوف ہوتے
 تو ہم تھوٹ۔ حکم۔ حیرت۔ غیور و شہید میں جھیلے جاتے ہیں ہرگز نہیں
 بہت دگ۔ ایسے ہیں جو کچھ دیکھ کر تو انہیں ملنے لیکن تن قبول
 کرتے ہیں کہ ہماری عقل میں ایک میں کل تحریک ہے جس کے قریب
 سے ہم انسانی شخصی رشتہ کا تصور رفتہ رفتہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اور ان
 کا نیر فانی سے منسوب کرتے ہیں۔ وہ اتنا گہرے کہ ایسے نتیجہ کا ثبوت
 نہیں اور اگر ہم زیادہ غور کریں تو ایسا دعوے پر چھوڑ دیتے۔ ایسے دعاوی

کا ذکر دوسرے حصے میں ہو گا۔ لیکن اس وقت، تناظر میں کہیں گا۔ جو
تشبیہ انسانی ذات کے کل تجربہ کے مطابق ہے اس کی نسبت یسوع
خالص پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کا معقول طور سے انکار نہیں کر سکتے۔
مقدس نوشتوں سے بھی ہی ظاہر ہوتا ہے کہ روحانی رشتے پہلی ٹیٹوں
سے مشابہ ہیں۔ چنانچہ بائبل میں کل اخصاق کا لقب لب لب اس جہ میں بند
کر دیا ہے کہ "تو اپنے چڑوسی کو اپنے جیسا پایا کرتا ہے پس روحانی زندگی کے
قانون کے لئے ان سے زیادہ کر اور کون سے مناسب اور بہتر مفاد ہو
سکتے ہیں کہ تو خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل سے پیار کر بھیج
یہی میں اس الہی ہستی کے عطا مقصود کی تشریح اور تصدیق کسی دوسرے
موقع پر کروں گا۔ لیکن یہ نتیجہ کہ کوئی ایسی ہستی ہونی چاہئے جس کے ساتھ
رشتہ رکھنے پر ہماری روحوں کی اعلیٰ زندگی موقوف ہو ہمارے عام نتیجہ
کے مطابق ہے۔ اس صورت میں، استبازی بھی ایک ہی قسم کی ہوگی خواہ
سر دنیا کی سمجھیں خواہ اس دنیا کی۔ بیسیے غلطی و استبازی سمجھتے ہیں
سب دیتے ہی روحانی استبازی بھی۔ خواہ آسمان میں خود زمین میں ہماری
ذات کی صورت شخصی رشتہ پر مبنی ہوگی +

میرا نے ذکر کیا تھا کہ پاکیزگی و روحانی قاعدہ عام سے ظاہر کچھ
مستحق معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن فی الحقیقت ایک طرح سے ایسی سب
نیکیاں زیادہ تمدنی ہیں۔ اور اس امر سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ
توقیر نفسی لیا اپنی عزت آپ کرنا، ایک ترقی بھی نہ عالم تجرد میں بلکہ عادت
تعلق میں ہوتی ہے۔ سوسائٹی میں رہ کر اپنے ہم جنسوں کے ساتھ
صمیمت رکھنے کے ذریعے آدمی پورے طور سے سیکھتا ہے کہ میر حق

تجربہ پر پہنچے۔ میرے خیال میں جو لوگ صحت کی حالت میں
کرتے ہیں وہ اس امر کو تسلیم کر لیتے کہ صحت پر ہم محض اس سے
عمل نہیں کرتے کہ وہ ہمارے ہم جنسوں کے لئے ایسی سرور ہے۔
جو محسوس کرتے ہیں کہ حق ہماری ذات میں ساری نیکی کی بنیاد ہے
انسانی درجن کے خلاصہ میں حق کے لئے یہ تقاضا و سبباری کی
بنیاد بننا ہے۔ وہ یہ خود خدا اس ایمان پر مبنی ہے وہ ہر ایک
ہے۔ رہنا یہی کہ دوسرے حکام قومی شریعت کا خلاصہ میں سیکھ
مرزا میں کن کی سمجھت یہ اسے۔ ہی ہوتے تھے وہ شخصی عداوت کا خلی
خلاصہ ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کہ ایک ہی خدا کو ماننا چاہئے چنانچہ
آتما ہے کہ خدا کا نام بے قاعدہ نہیں لین چاہئے۔ چنانچہ اس زمانہ میں
سبب و عہد سے شہر کے ذریعے ہوتے تھے اس حکم کا مقصد یہ
تھا کہ قتل اور قتل و قتل میں صدمت ہونا چاہئے۔ جن کا یہ نتیجہ یہ ہے
تھا کہ ان کا بار۔ صحت اور انہی رشتہ ایک، اعلیٰ روحانی جو سے ہے
اس کی زندگیوں کا مقصد اس طرح کی اعلیٰ عزت و سبباری کوئی اس کا
بھی انکار نہیں کہ وہ اس کے ذریعے نہ صرف نفسی بلکہ باطنی زندگی
کی ضرورت و فرض زیادہ روشن ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ دین انسان کو یہ
تقدیر دیتا ہے جیسا کہ مقدس پورس۔ ترقی ۶: ۱۵ میں لکھا ہے
کہ وہ اپنے خلیج مسیح کے عطا سمجھیں۔ در اس طریقہ سے انسان ایک
کامل مقدس شخص کی شرکت حاصل کر لیتا ہے۔ اور توقیر نفسی راہی
ہو آپ کا خیال روحانی تحریک کے ذریعے زیادہ ترقی پڑتا ہے +
قدیم کوئی یہ کہے کہ جن عداوت ایک، اعلیٰ ہستی کے بارہ میں ہیں اور تھے

ہیں ہم اس کو کہہ دیکر سچ باتیں جب تک کہ ہماری ذات میں کوئی خاص پایا
اس قسم کا پایا نہ جائے کہ ہم ایک ایسے وجود کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔
اور بالآخر ہم گریہ مان بھی لیں گے ایسی راستے ہمارے تجربہ اور حاجات
کے ہیں مطابق ہے تو بھی ہم اس کو ایک دائے ایک قلب میں ہی کیجئے
حسب ایک کہ ایک شخص کا تجربہ ہمیں حاصل نہ ہو۔ مثلاً کسی کوئی ستارہ
پہنچ کر دیکھ کر کہنے میں کچھ دیر سوچنا ہے اور اس کا یہ سبب بتایا
کرتے ہیں کہ کوئی دوسرا یہ سے جس کی کشش کی تاثیر ہے یہ ظاہر
بے قاعدگی وقوع میں آئی ہے۔ لیکن ہم اس دائے پر یقین نہیں کر
سکتے کہ کچھ بھی کوئی ایسا ستارہ موجود ہے جسے تاک کہ ہم اس کی جگہ
"گردش سے" نہ ہوں، نہ میں ہم سے بات کو ظاہر کر سکتے کہ
ایسے سون کا جو پ ہمارے خداوند کی زندگی در اندازہ سے ملتا ہے
ایسے معاشقہ سے پیشہ بھی ایسی شہادتیں ہیں خاص کر زہر کی کتاب
میں من سے ایسے ایمان کی حقیقت و صداقت ظاہر ہوتی ہے جب
اس فن کا اندازہ اس قتال تجربہ کے ساتھ نہیں رہیں مگر ذکر مزید میں
ہے، تو اس سے سنجیدہ مزاج لوگوں کے دلوں میں رقت پیدا ہوگی
کہ بہ شریف ایمان کا علمی تجربہ حاصل کریں۔ لیکن اس موقع پر یہ
تسلیم کرنا چاہئے کہ اس اعتراض میں کچھ زور تو ہے اور اس کا کچھ جواب اس
مضمون کے دوسرے حصہ میں ملے گا یعنی آخری ٹکڑ میں ۵
اب تک تو ہم اس بات پر غور کرتے رہے کہ حق و ناحق کا معیار
کیا ہے۔ لیکن اب غور کریں کہ حق و ناحق ہے کہ خدا فرض لازمی
کیا ہے جس کے باعث ہم محسوس کرتے ہیں کہ حق کی پیروی کرنی

چاہئے نہ ناحق سے گریز کرنا چاہئے۔ جیسا میں نے ذکر کیا تھا۔ یہ ممکن ہے
کہ کسی خاص مقدمہ میں ہم غلطی سے سمجھ لیں کہ حق ہے اور ہم اپنی اس
غلط راستے کے مطابق تصرف عمل کریں بلکہ عمل کرنا فرض سمجھیں۔ اب
ذرا خبر دہری سے معلوم کرو کہ ہم کس طرح کس مرکی کرنا چاہتے ہیں کیا
اس مرکی کہ بعض تاثیرات و ردول کی نسبت یہ وہ مستقل اور ہماری ذات
کے زیادہ موافق میں ہیں کیونکہ وہ تاثیریں تو دوسری تاثیروں کی نسبت
بالکل مختلف طور سے فرماتی ہیں۔ اور یہ تو فرض اور خواہش کے سامان
قربان ہے۔ حال ہی میں بتوں نے کوشش کی ہے کہ جس انداز میں
کی تعریف کریں ان عموماً میں سے ایک نے تو یہ کہا کہ جب ہم زمین
مستقل تر عقل کو شخصی عارضی عقل سے متروک ہونے دیتے ہیں تو
عدا یا دیر بعد ایک طرح کی بے المانی اور بے یقینی ہماری طبیعت میں
پیدا ہو جاتی ہے۔ فرض کرو کہ ہم یہ رائے مان لیں وہ یہ ہے المانی یا تو
بے یقینی محض یا تھیری ثابت ہوگی۔ در آخر کار خوشی پر عجب ہنگامہ اور
حکم یہ معلوم کر لیجئے کہ چاہے کسے کسی اور طرح سے عمل کرنا چاہو وہ چھٹا ہوتا۔
لیکن اس قسم کے خیال سے فعل پر گئے لئے کوئی بچھاؤ پیدا نہیں ہوتا اور
وہ کسی نیک فعل کے لئے خوش۔ ایسے احوال سے شاید اس بات کے
سمجھنے میں تامل و غور کہ بعض باتیں حق ہیں اور بعض ناحق۔ لیکن اس سے
اس مرکی کچھ تشبیہ نہیں ہوں کہ جب ہم ایک چیز کو حق سمجھتے ہیں
تو کیوں اس پر چلنا نہ صرف گو کہ بلکہ فرض لازمی سمجھنا ہے۔ بعض ایسی
صورتیں بھی ہیں کہ جب آدمی سے ناحق سرزد ہوا ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے
کہ اس کے اس فعل سے کسی کو ہوا و سہل یا بد و سہل کوئی نقصان نہیں

پیشی تو وہ اپنے دل میں اپنے عقیدے کو ثابت کرتا ہے۔ یہ اعتراض ان لوگوں
 کی رائے پر مبنی ہے جو کہتے ہیں کہ ایسے خیال کے شوقینوں کی وجہ
 وہ تائید ہے جو باعث کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن عرض کے ادا ہونے
 پر جو بحث نچ اڑ چکا وہ یہ ہوتا ہے جیسا کہ ہر اکوفی تاملی نالوں بھی
 نہیں لڑتا اس کی تشریح ایسی رائے سے نہیں ہو سکتی +
 اگر ہم کائنات کے خلیا اور روح کے دیگر قوتوں کے درمیان
 متبادلی بھی کریں تو بھی یہ مشکل پورے طور سے رفع نہیں ہوتی کیونکہ جیسا
 خطا ہر گپ کا کائنات صرف اندر بلکہ حکومت کرنے کا حق جتنا ہے
 یہ بعض بہت قوت ہیں بلکہ ایک با اختیار قوت ہے۔ اس رائے
 سے امر واقعی تو ظاہر ہے لیکن اس کی تشریح نہیں ہوتی ہم جو پے
 اندر فرض محسوس کرتے ہیں اس کی اصل یہ ہے کہ ہر چند سادہ مثالوں
 سے اس کی تشریح کریں گے اس میں تشبیہ کے ذریعے اعلیٰ رشتوں کا
 ذکر کریں گے۔ کیا فرض کا پہلا خیال اس وقت پیدا نہیں ہوتا جب آدمی
 پر جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے۔ یا ماں یا باپ سے۔ یا اپنے بھائی
 چاہئے تھا۔ یا چاہئے پنے۔ یا باپ کو۔ یا فرض کرتا ہے کہ میں کو یہی
 وقت ناقص کا خیال کرتا ہے یہ ناقص کا خیال اس خیال سے متفرق
 ہے کہ میں نے کسی کو نقصان پہنچایا ہے۔ یا کہ میں نے فلاں شخص کا شہ پھینکا ہے
 نہیں کیا تھا بلکہ یہ تکرار پہچان اس عرض ہے کہ میں نے فلاں شخص سے
 کو تفسیر اور انہیں کیا۔ یہ منیاز اس خوف سے بھی متفرق ہے کہ
 ہم کو سسر سے گی۔ بے شک یہ خوف پیدا ہوتا ہے لیکن جیسا
 بات ہے کہ بعض اشخاص میں سے کچھ ناحق سرزد ہوا ہے وہ سسر

کو خوشی سے قبول دیتے ہیں۔ ان کے دل میں ایک طرح کا ایمان پیدا ہوتا ہے کہ چچ سوار سوار لہنی و تروں پر سخت پوجہ مٹاتا۔ ان کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ اس سے کس حد کا نتیجہ نکلے گا۔ اس میں تیار ہوں اور اس سطر کے قبول کرنے کو وہ ایک طرح پر آمیزہ سمجھتا ہے۔ حقیقی سطر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ یہ سمجھ کر آتا ہے کہ ناحق کا اندر و باہر حق کرنے والے کی سزا سے ہمیں جو تکلیف پہنچا رہا ہے کہ ہم نے اپنی عارضی خوشی کے لئے اسے شخص کو عقاب پہنچایا ہے جس سے خاص سلوک کیا گیا۔ وضو تھا کیا۔ ہم نے رشتہ میں خیانت کی ہے۔ وہاں فراموشی و بے شکریہ رہنے میں بعضوں سے ہمارا خاص رشتہ تھا وہ ہم پر اس حق رکھتے تھے وہی اس سلوک کے ہم سے متعلق تھے لیکن ہم نے اس کو بے یاس و محروم کیا۔ اب ہم یہ سمجھیں کہ ہم نے اس سے اپنے تئیں جدا کیا ہے اب ہم مشورہ سے انہیں اس طرح کی طرف کیجے ہیں کہ ہمیں اپنے رشتہ داروں سے جدا ہو کر رہیں۔ یہ حقیقی رشتہ حق پر ہی ہوتا ہے۔ تباہی و بربادی یہ لازم کائنات میں شدت سے محسوس ہوتی ہے۔

لکچر پریم

اسی شخصیت

خداوند کا ستارہ ہے جس میں تمہارے خیال نہیں درخشاوی
 سر میں میری۔ میں نے کہا کہ میں تمہارا ستارہ بنوں گے وہی میں اسی
 خدا پر ہی رہیں گے۔ ہوں سے۔ میرے نہیں تمہارے
 خیالوں سے۔ + ۱۵۸ ۱۵۹ +

گورنمنٹ لکچر میں یہ تو میں نے کیا تھا کہ میں شہید سے اس مر
 کاٹن غالب پیدا ہوتا ہے کہ پیلیہ جا سے مرئی اور نیا وی رشتے
 رہا بیٹے سی ہمارے عزیز مرئی در نئی رشتے میں۔ وہ رشتے شخص
 و شہید سے نہیں کیا رشتی میں سے میں یہ بھی دکر ہوا کہ اقدق کی
 تہ میں کاں درنا نفس مسود تہ میں میں اس بات کی طرف اشارہ کرلی ہیں
 کہ رہتا رہی یا سکن کی شریف کسی کا لہو کے دیہے سے نہیں ہو سکتی
 و میں کا کہ بھی ہوا کہ روح کی صحت کا اور اور اشخاص سے صحیح ہوا
 رکھے رہے درجب ہم نے دیکھا کہ وہ بد وقت کا زلزلہ ہم پر ہے
 درائش فرض کا غافلہ میں نے اس سے کیا جو ہم جنس ہم پر رکھتے ہیں تو
 اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا تھا۔ یہی یہ کہ روح شخصیتوں کے لئے
 نظر کا ایک تجربہ ہے مجرور روح کو دینے سے اس کی صحت کا مسئلہ

میں کر سکتے ہوں کہ جسے جان شے یا انسان کے ہے جان۔ جس کی صحت
 کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ٹھیک جیسے کسی تیارہ کی صحت شخص اس کی
 اندر دنی ساخت پر ہی مشتمل نہیں بلکہ اس میں بھی درہم سے یہ روں کی
 کشش کی کیا تاثیر اس پر اس کی کیا تاثیر ہے۔ یہی ہے کہ اس کی صحت پر
 سورج کے گرد گردش کرتا ہے۔ وہی ہے ہی کسی شخص کی صحت یا شہادت
 اس امر پر منحصر ہے کہ اس کا لائق در دوسرے اشخاص سے کیا ہے و اس
 کے گرد وہ سب شاید شخص جان کے کسی مرکزی سورج پر چمک رہے ہیں۔
 اگر وہ صحت میں یہ چور مقولہ دشمنوں کا بیان نہایت سلیس و درجہ
 ہے کہ وہ غلاف کا قطر دیکھا گیا ہے کہ وہ تو جسے پڑوسی کا ہے۔ یہی
 ہے۔ یہ دیکھا ہی اسے تھا کہ کائنات ٹھیک ہیں۔ یہ سوچ کر تو خود
 اپنے خدا کو پکار کر کہ

ہاں ٹھیک تو جان تھا۔ یہ ایک سی قوم اور ایک ہی کتاب
 فی الحقیقت موجود ہے جس میں جان در مستقبل زندگی کا کل ہیں اسی
 کے معنی ہو ہے۔ رومیوں کے ہے خاص تر اثرات کی فوٹوں
 کا تھا۔ وہاں کے ہے خوبصورتی کا۔ لیکن یہودیوں نے اسے ایک
 نہ کیے شخص کی مرضی و محبت۔ کہ اب تقدس کے ہر صف پر یہ جن
 تشریف سے کہ ایک شخص وجود ہے و منتقل کا اس سے یہ قری
 سے تھا کہ در کسی شخص یا شے سے نہیں ہو سکتا۔ دیدہ جان پر جو
 ایک کتاب ہے ہوا ہے وہاں لکھا جاتا ہے کہ ایک عجیب روح
 کی مدیت سنگت ہو ہاں ہے میں ہیں ہم جیتے در جیتے پھرتے ہیں
 و میں ہم سے بدن در روح مطلقاً موقوف ہیں۔ اس میں یہ کثرت

یہ ہے۔ حضرت درجہ نبیوں کی رہنمائی نے جو کچھ ہم پر آشکار کیا ہے وہ ان تمام کے مطابق ہے جن کا ذکر ہم نے کیا تھا۔ وہ ہماری حقائق و بات کی صورتوں کو برقرار رکھتا ہے یا نہیں +

اعتراض اول

اس میں یہ پید ہو رہا ہے کہ کو تو کہیں۔ ایک مشہور عالم شریعی مسیحیوں کا سرگرمی سے یہ ذکر کرتا ہے کہ شخص خدا کا یہ تصور جو وی و شوق کے اصلی معنوں میں وہ جس نہیں۔ اس سے کچھ عرصہ پہلے یہاں کم سے کم انگلستان میں یہود وہ بھی جاتے، و حقیقت میں یہ سیاسی ہے لیکن چونکہ اب وہ نہیں، اس قسم کی رائے تقریباً ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ دیندہ لوگ بھی انہی شخصیت کا زیادہ واضح الفاظ میں بیان کر کے سے دیتے ہیں اور حتیٰ قوت کی نسبت یہ رائے ترقی پست کر وہ بھی مسیحیوں کے نزدیک اس ذات کے لئے اس قسم کا شخصی رشتہ منسوب کرنا ناممکن ہے۔ اور دین کا سبب باب کے نزدیک صرف یہ ہے کہ ایک دور سے سے صحیح پڑا ہو نہیں۔ جب کوئی شخص کر کے ہے کہ میں خدا کی ذات کے بارے میں کان علم رکھتا ہوں تو اس پر وعدہ سبھی کی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کا خیال ہے کہ جبرانی مصطفیٰ نے شاعر و جو پر شخص کا خیال خدا پر چھایا ہے۔ وہ جس جگہ کی کہ خداوند ہوا ایک خداوند ہے۔ یہ تفسیر کرتے ہیں کہ مسیحیوں کی یہ رائے ایک طریقہ ہے۔ اور خدا پر لوگوں رکھنے کے یہ منہ سے جاتے ہیں کہ قانون روتھ پر وہ رکھیں +

انہیں کی عبارت ایسی شکل نہیں ہے کہ اس قسم کی تشریح کو کوئی

میں نے جو کچھ تو سنی۔ عجمیوں کو شریع میں روح تہ سوتے ہیں کہ شروع میں زمین پر دوش کے کسی توفیق کا ایک شہ ہے۔ ہرگز نہیں پہنچے لفظ یہ ہیں۔ خدا میں خدا کے، عمان دین کو پہنچا کیا۔ خدا والی خدا کی آواز مرئی بچو رہا ذکر کا نام ہے۔ اس عبارت کے کلی معنی دیکھنے کے لئے اس امر کی حد ضرورت نہیں کہ دنیا کی ہند کا کیا ذکر ہے۔ چہ بے سبب کا جو توفیق پر پڑا ہے۔ یہ ہے کہ خدا کے ادوس۔ یہ سب کچھ بایا۔ بائبل میں کہ خدا کی شخصیت کا تصور پیدا کرنے کے لئے ضرورت ہے وہ وقت کو پیش باب۔ مسعود مقام یوب کی کتاب میں سے رجب و باب اسد یوب اور اس کے دست الہی۔ مقام کا بیان کر کے ہیں تاہم سے خدا سے کہہ رہے ہیں کہ یوب کو جو بد دیا۔ اب مرد کی مانند بنی کرنا۔ میں تجھ سے سوال کرنا تو تجھ سے میں ان کو تو کہاں تھا جس میں نے زمین کی میوٹوں پر توفیق سے پہنچا۔ اس کی سے اس کل باب کو موسیٰ کی پہلی کتاب کے پہلے باب کاٹ خیرہ ہیں کہہ سکتے ہیں۔ پوری دیکھ کر دنیا و انسان دوش کے لواقط سے نہیں چڑی بلکہ اس لئے قدرت و حکمت کے مکاشفہ پر جو قدرت پر غور کرنے سے ہر جگہ ہوتے ہیں۔ بتدی رہا میں شاید اسے نہ ان کی نسبت اس قسم کا ثر زیادہ چرنا تھا۔ یوب کی کتاب میں جس کا ذکر ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق سماں و زمین میں مخلوق کو پیدا کرنا۔ اس پر حکمرانی کرتا ہے وہ جس کی اس یا ایک تاثیر نہیں۔ ایک دوسری مثال بیچنے۔ ملازمہ ۱۰ کو دیکھو۔ اس مزدور کی شریع آیات ہی سے کیا نہیں چھوڑا ہے۔ اس کے میری بات خداوند کو مہر کہہ۔ اسے خداوند

میرے قہر و خیریت رہتا ہے۔ تو حضرت اور وہاں کا لباس پہنے ہوئے
ہوتے۔ وہ دور کو پوشاک کی مانند ہوتا ہے اور مسافروں کو پروے کی مانند
چھپاتا ہے۔ وہ اپنے ماضی کو پانی میں بنا دیتا ہے اور پانی کو
پانی رہنے دیتا ہے۔ وہ اپنے ہندوؤں پر وہ سر کرتا ہے وہ اپنے فتنوں
کو روکتا ہے اور اپنے ہندوؤں کو گنگا کا شعلہ نہ کہ یہ روز روشن
کی طرح ظاہر نہیں کرتا۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذریعے
ایک شخصیت کو متاثر کرے۔ ہر شخص کو اس کی طرح فطرت کا
پاں کرنے کے لئے شخصیت فطرت کو متاثر نہیں کرتا بلکہ فطرت کے
واقعہ کو ایک شخص کا بیان کرنے کے لئے معقول کرتا ہے۔ یہ ہر مسیحی
کی زندگی فطرت کا بیان ہے۔ ہر مسیحی کے لئے فطرت اور عقائد کا ذکر
کرنے کے لئے کافی ہو گا۔ لیکن جب ہم مسیحی دنیا میں پڑھ کر رہے ہیں
میں سات کے دل کی دردناک شہ کا بیان ہوا ہے تو یہ عجیب سی
دور رس کی۔ یہ فطرت کا بیان نہیں۔ مثلاً شاید کوئی تریب کو فخر دیکر
پرس کہے کہ میں لکھتا ہوں کہ "خیر و بد میں خوش کرو" وہاں عبادت میں
خوش کرو۔ یہی ان کے خیال میں اس سے مسیحی خوشی مراد ہے۔ جو
دن شادی سے پہلے مسیحی ہیں لیکن اس قسم کی فطرت بہت دور تک
چل نہیں سکتی مثلاً۔ ہر مسیحی کی فطرت وہ کیسے کرے گی جس کے
دور رس کو کہیم ہے۔ غصہ ہونے میں دھیمہ اور شفقت میں شرم ہے
اس کا عجیب و غریب ماحول ہے۔ وہ اپنے غصے کو چمکاتے ہیں چھوڑتا ہے۔
جس طرح باپ اپنے بیٹوں پر رحم کرتا ہے۔ کسی طرح خداوندی پر
اس سے فخر نہیں کرتا کہ وہ ۳۰ فیصد فطرت کو جانتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ

ہر مسیحی میں۔ وہ کہتا ہے کہ خداوندی ہونا ہو گیا۔ اگر یہاں ایک شخص کا
فکر نہیں تو یہ۔ یہ مسیحی در مصنف بنے نئی باتیں کرتا ہے۔
دیکھ عزائمات جو خدا کی شخصیت کے بارے میں کہتے ہیں۔
کا مفصل جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ تو یہ ہے کہ ہم
نہیں جانتے کہ شخصیت کیا ہے۔ ہم اپنی شخصیت کی فطرت بھی نہیں
پہچانتے۔ لیکن اس لاعلمی سے یہ متنبہ نہیں ہوتا کہ ہم میں کسی کوئی شخصیت
ہے شخصیت کہتے ہیں۔ جس کے ذریعے ہم دیگر کے حال و روز پر
سے متاثر ہوتے ہیں۔ سائنس میں یہی قانون ہے کہ کسی شے کی فطرت کا
سے پہلے ہم اس کی قسم دریافت کرتے ہیں۔ جب تک یہ نہ کریں ہم ایک
قدیم سائنس میں پڑھا ہیں کہ اگر ہم پڑھتے ہیں کہ ایک شخصیت کا
کی شخصیت کو۔ مصنف کی مدد کو ایک قانون یا قوت سے منسوب کریں
تو یہ جوتی ہوگی۔ یہ بھی قوت ہے کہ مقدس فطرتوں کے مصنف اس قسم
کے منطقی اور فلسفی امتیازوں میں اپنے تئیں ہمیں اچھا لگتے ہیں۔
جاری سبب زندگی کے غلہ و غم و امور کو زیادہ سمجھتے ہیں۔
مسیحی قسم کا مشغول ہوتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں
روح کی جتنی تحقیقیں ہیں جو شخص اس میں حرکت دے سکتی ہیں وہ
یہودیوں نے سمجھا۔ یہ تحقیقیں خدا کے بارے میں ہمارے مذہب سے
طرح سے مشغول ہو سکتی ہیں۔ مثلاً محبت۔ بھروسہ و غیرہ۔ ان کو فطرت
کو اگر ہم مسیحی کو پار کر چکے وہ ہم کو پار کر گیا۔ اگر ہم میں پرہیزگار
وہ عادی مدد کر گیا۔ ضروری سوال یہ نہیں کہ خدا کی ذات کیا ہے بلکہ
یہ کد کی طرف ہماری کسی رغبت ہوئی چاہئے اور یہ کد ہمارے طرف

کلی ہی رخصت رخصت ہے۔ یہودی یہ آسمان ماحول کو جو اب دیکھ کر وہ حد سے ایسی ہی رخصت رکھ سکتے ہیں جیسی وہ دوسرے ملاح سے رخصت ہیں جو کو وہ اشخاص سمجھتے ہیں۔ درجہ انہی کے پاس وہی ہی رخصت رکھنا ہے۔ یہ بوجہ استہانتہ گوئی خود پر ہم غلط شخص کی تعریف کر سکیں۔ مختصر شخص دو ہم سیکھ درخت کے مستحق بھی ہیں وہ یہ تو قسم کرنے پر کہ غرض کہ غرض میں خدا مشغول منکشف ہو ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ جو سیرت حد کی حاصل کرے اسے خود اس میں ہیں سوائے وہ خود کے شایاں نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں نے خود کو شخص تو سمجھا لیکن پس۔ گو اپنے عیب شخص غلط و درجہ۔ تا جب وہ تہذیب و خلق کے اثر میں نہ آئے جو انکے ہر کے بیان کیے ہیں میں سب کی حمایت تو نہیں کرنا کیونکہ ان کا بیان تو یہی طور پر ہوتے ہیں جیسا کسی نے کہا وہ بیکار ہیں۔ اور اس امر کا حال نہیں کیا گیا کہ یہ تعلیم درست ہے یا غلط میں نے یہ ممکن ہے کہ کبھی اس کے خیالات خود کے بارے میں شایاں نہ ہوں جیسے کبھی کبھی ان کے کام بھی حد کے حدود کے شایاں تھے۔ لیکن میں پھر بھی یہ کہہ سکتا کہ یہ اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ غرض میں نے اس بات کا حال نہیں کیا کہ کس طبیعت اور مزاج کا وہاں اطاعت ہے جو ہم نے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ وہ کی سیرت کا بیان کرنے کے لئے امور و فطرت کو متصور کیا ہے۔ ایوب کی کتاب کا مختلف اور جزو نہیں جو کہ فطرت میں عبادتشان ماقدمت حور و صدمت یا دہا مشاہدہ کرتے ہیں ان کے ذریعے سے خدا کی لٹے صفات کا کچھ متفقہ ہوا ہے ان پر جہاں چاہتے ہیں۔ مزبور نویس ان امور کو اس سے متاثر پھیرتا ہے۔

اس کے ذریعے اس پوش کا مکاشفہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن لباس اس پوش کو دکھانے چاہتے ہوئے بھی ہے۔ فطرت میں جو کچھ اعلیٰ ہے وہ اسی ذات کا کچھ عکس ہے۔ ان سب کو جمع کر کے خدا کی کچھ تصویر نظر آ پاتی ہے۔ جیسے مزبور ۱۰ میں ہیں جب خدا کا مکاشفہ کسی قدر ہے جان امور فطرت کے ذریعے ہو سکتا ہے درجہ اعلیٰ طور اک طرح کا عکس میں ڈکھانا شایاں ذات کے ذریعے اس کا کچھ مکاشفہ نہیں ہو سکتا۔ گو ہم کہتے ہوئے ہیں درخت میں ہیں تو کیا خدا کی فطرت میں ہم ہی ایسے برسے ہیں کہ خدا کی صفات کا کوئی سایہ درخت میں ہم میں پایا نہ جاسے؟ انسان میں درخت مان گو وہ عمارت تو بھی وہاں کی جیسی قوت سے وہاں سے ہو سکتا ہے کیا انسانی خلق میں نور ہے بھی اسلئے ہے کہ وہ خدا کا اس میں ہو سکے، مقدس و فطرت کے منصف تو اس کو اب حقیر نہیں مانتے کہ اس میں خدا کا جلال و اس صفت ظاہر نہ ہو سکے جیسے ہم ۱۰ مزبور میں یہاں کہا گیا ہے کہ نور۔ فقہ۔ دل اور ہر خدا کا جلال ہی ہر کرتے ہیں ویسے ہی عمارت ساری باتیں میں انسانی جذبات قابل توجہ و غیرہ کو ہی ذات کے کمال کا سایہ چاہا ہے۔ غلط۔ غیرت۔ تو یہ جنگلی و غیرہ کو، دئے قسم کے جذبات میں لیکن جیسے فطرت میں طوفان۔ بھونچاں و غیرہ تھے میں ویسے ہی انسانی دس کے یہ طوفان اور بھونچاں ہیں۔ پس جب خدا کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے خدا کو جتنا ہے۔ خداوند بہت پائوں پر ہے۔ ویسے ہی انسانی ہونے کے گرجوں اور کھیلوں کے ذریعے اس کا بیان کر سکتے ہیں۔ ٹھیک طرح پر وہ دونوں محاورے اور فطرت میں درست ہیں لیکن راستی کو ظاہر کرنے کی یہ کوشش درسی ہے اس قسم کے حارس

خالات اور تشبیہات کو نہ کرنا وہ کسی تقیض معلوم ہوں خدا کا قصہ پائیل
میں پیش کیا گیا ہے۔

اعتراف سوم۔ ان معترضوں میں سے ایک مشہور دانشور نے
پائیل میں سے مختلف نکالات جمع کئے ہیں جن میں اس کے نزدیک
خدا سے چند ہی صفات اور مزاج معلوم ہوتے ہیں۔ اور اس نے
یہ عجیب نتیجہ نکالا ہے کہ یہودیوں کا خیال خدا کے بارے میں ہوتا ہے
نقصا و مردہ رہتا اس میں ترقی ہوتی۔ مثلاً ایک مقام میں لکھا ہے کہ خدا
سنتیں میں رہتا ہے۔ دوسرے مقام میں یہ لکھا ہے کہ انسان خدا کا
کے آسمان میں تیری گنجائش نہیں تو کتنی کم اس گھر میں ہوگی جو میں نے
بنایا۔ ایک مقام میں تو یہ ہے کہ اپنے خادموں سے رفاقت رکھتا
ہے۔ دوسرے مقام میں ہے کہ وہ پوشیدہ ہے اور اس کو کوئی دیکھ نہیں
سکتا۔ ایک وقت تو اس کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے
ساتھ بدی کرنے سے بچتا۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ وہ انسان نہیں کہ
پہچانے ایک وقت تو وہ سوختی قربانی طلب کرتا ہے۔ دوسری جگہ
لکھا ہے کہ وہ قربانی میں چاہتا۔ اعتراف تو یہ تھا کہ یہودیوں نے خدا
کو محض اپنے جیسا انسان نہ نہ کہا ہے۔ بات میں دیتے دیتے
اسی رنگے کو کاٹ ڈالا کیونکہ ان خدا ہر تقیض حالات کے ذریعہ کم سے
کم تناؤ ظاہر ہے۔ کہ وہ محض ہمارے جیسے نہیں کیونکہ اگر خدا کا یہی
الفاظ اور نگاہ و رت میں ظاہر کریں جو بالکل انسانی مہیا۔ در تصور سے مطابقت
ہوں تب تو یہ اعتراف درست ہوگا لیکن تقیض و نفرت کو پیش کرنے
کے ذریعے ہی سے اس قسم کی رائے درست نہیں تھرتی۔ اور یہ مہذب

نہ گریک صاحب اپنی کتاب بنام مسیحیوں کا عقیدہ ص ۱۰۰

پر یہ عترض عدسونا ہے کیونکہ وہ خدا کو اپنے جیب حد بگھٹے میں لپیٹ کر
کی رائے کے مطابق خدا کا نظریہ سے وہی رشتہ ہے جو ہمارے جیب
وہ مہربانی خورش کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا جیسے ہم سمجھتی تھیں اس کے
خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ عکس اس کے پائیل نے ہر شے کو جو ہر وہی
یا مدنی نظریہ میں غلط ہے۔ دنیا میں یادوں میں۔ اس کو ہمارے خدا
کی پاک ذرا لکھاں تصور کھینچ رہی ہے اگر اس تصور کو نشان پر عائد
کریں تو ہمیں ہو سکتی لیکن خدا پر یہ صفات ٹھیک طور پر مہیا ہو سکتی ہیں
اس سے عاجز ہے کہ پائیل نے خدا کو محض انسان کا سر نہیں کر۔ ہر
انسانی تشبیہات کے ذریعے اسی کو خدا ہر کرنے کی کوشش کی ہے
چنانچہ سداک آیت اس کا ثبوت ہے "میرے خیال ہمارے سے نیال
ہیں۔ نہ تیری میری میری ہیں۔ کیونکہ جس قدر آسمان میں سے
اچھے ہیں وہی میری ہیں۔ تیری راہوں سے در میرے سیارات
قدرے حیات ہے۔"

خدا کی شخصیت کے خلاف اعتراضات کا جواب دینا ضروری
یہ کہ جب تک کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا شخص ہے وہ کسی دین کی صورت
باقوں کو بھی ٹھیک نہیں سمجھ سکتا۔ مثلاً کہ اس کا سب مطلقاً سمجھ میں
نہیں آتا جب تک یہ نہ مانا جاسے کہ خدا در انسان کے درمیان شخصی رشتہ
ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں جاننا مہیا نہیں وہ بھی اس
درجہ سے کہ لوگوں نے ان میں عام صاف عبارت کو بھی ہی غور نہ کیا۔
لغز ان عترضوں سے یہ نہ تو نکلا کہ ہم نے دیکھ لیا کہ پائیل میں خدا
کا تصور کیا بیان ہوا ہے۔ اب ہم کوشش سے ان کو جمع کریں اور دیکھیں

کہ روح کے غلے تھاؤں اور غلے ہوشوں کے گلاب تک سلا بن رہی
 ہم پناہ پست نہیں کرینگے لیکن قدیم بزرگوں کا۔ مشکلہ۔ ہر دور
 صحت۔ بنیادیں پستیں رسائے نہیں ان میں مصلحتوں کی دلی حاسن
 منکشف ہوتی ہے۔ اور ان کا روحانی تجربہ خاص ہوتا ہے۔ ان
 میں اول تو یہ بات پائی جاتی ہے کہ قدرت اور ثابت میں جو
 غریب و رشوت سے وہ سب حد میں پائی جاتی ہے درندہ کے س
 تھوڑے نشان میں ایمان پیدا کیا۔ یہ ایمان ہمیں نے ان کو طرح
 کے خوف سے غلطی دی۔ درندوں کے بغیر کبھی نہ رہتے
 اگلے ہے اس لئے جو میں پروردگار راہبات رکھنا ہے وہ ہے سکر
 چلی اور روحانی دشمنوں پر قابض ہے۔ ان وقتوں کو یاد سے نہ
 اگلے ہے میں وہ خاک رسوں کے ساتھ رہتا ہے وہ اپنے قدرت
 لکھتا ہے۔ لیکن ہر دور بھی ہے۔ سب وقتوں سے دیکھ رہی ہیں
 ایک سمت۔ دلیری پیدا کر دی غلی۔ اس سمت میں یہ وہ اول قدرت
 ملائے گئے ہیں۔ ساتھ دند جس نے اسے پیچھا تھا کو پھاڑا اور
 نے سے سرریل تھا کو بپا پو کہتا ہے سمت کر رہی ہے نے پیچھے
 رہی رہی۔ میں نے تیر نام لے کے تجھے بلایا تو میر ہے۔ جب تو میر
 میں گزرتا تو میں میرے ساتھ ہو گا اور جب تیرے میں ہوئے جا بکا
 ہووے تھے تو وہاں کی۔ جب تو گنگ کے درمیان چینگا تو مجھے آج کے گنگی
 درندہ تجھے نہ بھگتا (بیر ۲۴۵)۔ دوسرے مذہب میں
 بھی کہ ہے کہ میں۔ یہ ایک مذہب میں تو بعض بڑے بھادو گرو
 ہیں لیکن انہوں نے کٹر تقدیر کی یہی ہے کہ وہی پسند نہ کرتے

ان درندوں چنگ کی دھڑکیں تھکتے۔ جب تک کہ کو سمجھ
 نہ ہو۔ دھڑکیں ان مانتے ہیں و نشان کے تھے اور کوئی نہ ہی میں
 کھلی سوئے اس کے گروہ میں کچھ بکوں کو اسے در اس کی مرضی
 کے لئے دور ہی سے جھک جاتے۔ لیکن اگر خود میں وہ ساری دھڑکیں
 صفا تھکتے ہیں جو قدرت اور انسان میں پائی جاتی ہیں کہ وہ جھکتے اور
 میں نے ان کو کو محسوس کیا ہے کہ کی۔ دلیری اور قدرت کی وہ ہے
 کو نے کرنا ہے۔ یہ ہے کہ میں نے کوٹک ان کے بعد سے یہی ہے
 تہہ۔ سنا کہ اس لئے ہے
 خوشی کا سہا ہے کہ ان دنوں میری طرف کی باتوں میں نہایت
 کی خدشات تیری میری درمیان سے دھڑکیں تھکتے ہیں کی تحقیقات
 میں جسے لور سے ڈر ہوا تھا۔ اس سے ناگوار سے دھڑکیں
 کے شک شک کو کہ میں کا میں جواب دے۔ انہوں میں اس سے ہیں
 کہ کوٹا میں جواب دے۔ اس سے دھڑکیں تھکتے ہیں کہ وہ شکلات کا تھکا
 کرنا پاتے ہیں۔ اس لئے یہ شک یا ان کا شک ہے نہ بڑے تھکا
 کا شک میں نے سمجھا۔ یہ تھکتے ہیں۔ یہ راویاں ہیں
 پس ہوسے کوٹک (۱) ہوتی۔ یہ راویاں سے دین میں ہوا نقد
 پیدا کر دے۔ صحت کا نہ کہتے ہیں۔ تو تھکتے ہیں، یا ان کو تھکا
 وہ اپنا شک جی میں موجود ہے۔ اور جو کہ میں نے سمجھا ہے کہ
 درمیان میں تھکتے کو سرسبز دین میں لئے اب ساری سب باتوں کی
 تحقیقات سے تھکتے ہیں۔ یہی بات کا نتیجہ ہے کہ یہ باتوں میں
 سب دین کے ساتھ کامل فرما رہی اور دھڑکیں تھکتے ہیں۔ وہاں

حاصل میں موجود ہیں۔ حق دان جن کا تصور و حقیق کے معیار کا تصور صرف
یہی تھا ہر کرتے ہیں کہ جس کی کرنا چاہتے ہیں علم و حکمت کا خدا کے ساتھ
سا کیا برکت ہے صرف یہ لائق ہوتے ہیں کہ انہیں کیا کہہ کر سکتا ہے لیکن
جو ان کی طرف سے انہیں کو مفید ہو سکتا ہے وہ اس بات کو درپشت
کرنا چاہتے ہیں۔ شاید اس خیال کا اندازہ میں معلوم ہو
کیا اس پر پھر تو خداوند کا کثرت ہونے کی یہی جڑی کو جڑی رہی ہے
کہ وہ انہیں ہمارے میں کہہ کرنا چاہتے تھے کیا ممکن موجودہ حالت
کا عبادت وہ نہیں کرتے کسی بھی چیز سے کہہ کر عبادت کا سبب
یہ سب کو ان کے لئے رہتا ہے اور یہ ضرب المثل ہے کہ ہر چیز کا سبب
جسے سبب سے کہہ کر کسی چار کو ہستال میں سے چاہیں اور اکثر
کو سبب سے کہہ کر کرنا چاہتے تھے انہیں یہ پادہ کو کرنا چاہتے تھے۔
کی سبب کو کہہ کر اکثر پریشانی کر سیکے کہ یہ کیسے ہے۔ یہی حال
میں انہیں راجا ق کا ہے وہ جہاں یہ تو کہتے ہیں کہ کیا وہ یہاں ہونا چاہتے
لیکن وہ یہ نہیں چاہتے کہ ہماری حالت کی حالت کی سبب سے کہہ کر انہیں
فصل ہے *

اسی تصور ہی سے کہ خداوند کی طرف سے ان کی حالت اب کی ہے
شخصی تجربہ کو لیا عام لوگوں کے تجربہ کو کو بھی بہت ہوتا ہے کہ انہیں
کہہ کر انہیں کو لیا عام لوگوں کی حالت ہے۔ اس کے لئے ہمیں عاموں
سے پاس جاننے کی ضرورت نہیں بلکہ شاعروں اور مورخوں کے پاس
کیونکہ وہ دنیا کی حالت کا خاکہ دیتے ہیں۔ جسے اسے شہروں کے
دیکھ کر سب سے و جرم ہوتے چلے جاتے ہیں وہ انہیں اور دوسرے

مصلح اور چاہتا ہے کہ وہ لوگ انہیں ہر کرتے ہیں اور خداوندی مقاصد سے
دور جاتے ہیں۔ شاید ہم میں سے ہر ایک یہ افسوسناک نظریہ شادہ
کر چکا ہے۔ بڑے بڑے پرگوں اور مقدسوں کی زندگی ایسی امر کی
ت ہے کہ شک ایسی کو جہاں کہہ کر خداوندی ہونے کے لئے جاتے
میں عقلی، علمی، انجیل اور جتنا اسے سبب رہتا ہی نہ زیادہ ہم اپنے نقصوں
کو معلوم کرتے ہیں *

یہیں انکما ان، خلاق نے یہ کہا کہ "مسیح نے، اس لئے اور سادہ عقیدہ
میں اس نے اس طرح سے بیان کیا ہے ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ
ان سے کیا ہے جو خدا کو اپنے سارے دل سے یہ کہتے ہیں اور
اپنے پڑوسیوں کو اپنے جیسا اور چاہتے ہیں کہ وہ بھی ہماری زندگی
میں رہتے ہیں۔ بڑے شک ہمارے خداوند نے ایک موقع پر یہ کہا تھا
کہ یہ کہہ کر تو کہتے ہیں کہ انہیں شک ہے کہ یہی سارا عقیدہ نہ تھا۔ جب یہ معلوم
ہو گیا کہ کو سبب کا وسیلہ بن رہے ہیں تو چاہتے ہیں کہ ان کا دل بڑھ جائے
تو کہہ کر انہیں اس بات پر قوف ہونے کہ ہم خدا کو اپنے سارے دل سے
اور اپنے پڑوسی کو سبب ہونا چاہتے ہیں تو کہہ کر ان کی امید رہتی جس
شخص کو جو اسے تہذیبی طور سے یہ عبادت کے لئے کہہ کر تو کہتے ہیں کہ اس
لئے ہے کہ انہیں عبادت کے لئے کہہ کر بھی پڑھا کہ تیرے ہی کو
ہے دنیا کی سامری کا نہیں کے ذریعہ اس کو چاہا دیا جس سے
خدا قائل ہو گیا کہ اس دوسرے حکم کو پورا کرنے کی کیا ہے اس کے داکر نے
میں وہ تھا مر رہا ہے۔ دوسرا مصنف یہ نثر بلند کرتا ہے کہ یہ خارج کے
مقدس و پب حریف کو میں نے یہ فتنہ کر رہا ہے اس کے خیال میں

[illegible]

اب میں جید دینی علماء کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو ہر شخص سے ان کی سچی
بہداشت کر رہے ہوں۔ میں یہ یوں کہتا ہوں کہ یہ سب لوگ جو اصل حق و حقیقت
کو جانیں۔ اور ان کے عقائد کو سمجھیں اور یہ ایمان و یقین کا اہتمام ہے جس سے
میں نے ان کے لئے اس لئے کہ یہ سب لوگ جو اصل حق و حقیقت کو جانیں۔
چاہتے ہیں کہ ان کے عقائد کو سمجھیں اور یہ ایمان و یقین کا اہتمام ہے جس سے
میں نے ان کے لئے اس لئے کہ یہ سب لوگ جو اصل حق و حقیقت کو جانیں۔
چاہتے ہیں کہ ان کے عقائد کو سمجھیں اور یہ ایمان و یقین کا اہتمام ہے جس سے
میں نے ان کے لئے اس لئے کہ یہ سب لوگ جو اصل حق و حقیقت کو جانیں۔

[illegible]

کو چاہتا ہے اور اسے شہر حاصل ہے اس لئے یہ شکل پیش کرتی ہے
یہی وجہ ہے کہ روح جاگ اٹھتی ہے اور لوہے کرتی ہے کہ مجھے کیسا
ہونا چاہئے تھا اور کیا کرنا چاہئے تھا اور یہی وجہ ہے کہ لوہے کرتی ہے کہ میرا
رشتہ خد کے ساتھ درست نہیں، اچھے یہ بتا دے۔ یہی وجہ ہے اس کا طریقہ
درا کر ہے۔ اب میں ہر مرکز راستہ کر کے۔ ہر ایک تعلیم میں شہر ہستی کے
کہ سبک موفی ہے۔ لیکن طریقہ میں اس وقت کو ہمیں کہہ دیا اس
تعلیم کی میں ایک شخص کے پیرا دلانہ دکھوں اور غول پر ڈی گئی۔
شیخ کے ذریعہ انسان کے دل میں سرور و اند ہونے کا وجہ ہے یہ اس
وجہ سے کہ یہاں شری و سرور نام ہوتی ہے کہ شری ہی سے روح
انسان کے نفس اور اعلیٰ دکھوں کے کلکوں کا شجر ہوتا ہے۔ وہ روح
انسان کے گناہوں اور غول کے بوجہ کہ اپنے ویرانہ میں ہے تاکہ
موت کا پتہ لگے۔ لکھتے ہیں کہ ہر گناہ سب تھا کہ بہت بہت سے
فرز و اول کو جلد میں لئے ان کے نجات کے پیشوا کو انہوں سے
کائن کر کے پیر سے کہ سب میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہوں
سرور کی تعلیم انسانی میں ہے کہ مطالب ہے تو میں یہ بھی بتا دے پتہ
ہاں کہ میں تریب سے اس تعلیم کا پیرا یا تعلیم میں آیا ہے، یہی سلسلہ
و تریب سے میں بیان کرتا ہوں۔ یہ تعلیم کے میں جسے میں کھارہی ہے
کا مقصد میں بیان ہے وہ علم میں اس شعبہ کو خد ہے اور یہ انہوں میں سے
میں خط کے دوسرے باب سے ہے میں اس خط کا مقصد شرح
ہی میں پیر مرکز ہے کہ شیخ ہماری گزارشات سے ہماری پیرا
پیرا وہ انہیں بتائی گئے ہیں شہر ہستی پر میں صلی کہ لکھے

گوشہ اور میں شریک ہیں وہی راہی ان میں شریک ہوا تاکہ
موت کے پہلے میں کو بہت کوسے میں کے میں موت کا درخت ہوا
ضرور ہے کہ شریک ہاتھ میں اپنے کھیلوں کی مانند ہے تاکہ وہ ان
دلوں میں جو خد سے بہت رشتہ میں لوگس لئے گناہوں کا کھارہ کرنے
کے رشتہ ایک رجیم اور پیرا تدریس کا من ٹھیک ہے کہ جس حال میں
لئے یہ ہی امتحان میں پیر کے دکھ پایا تو وہ ان کی جو دکھ میں پرستے
میں مدد کر سکتا ہے۔
بہشت کا کھ تدریس کے شریک ہیں کہ ہر گناہ میں کو کھ میں کو موت میں
خطا کی نفس کو یہ کہہ دے کہ وہاں کے میں کو موت کی
ماست کو نفس ہے میں خدا کا بے شکا شہرہ و گناہ و ہر گناہ میں جو ہے غول
میں بلکہ ایک طرح سے جو ہے گناہوں میں شریک ہوتا ہے اس وجہ
کے کہ یہ وقت کہ بہت کھ گناہ ہے یہی وجہ ہے کہ ہم یہ خد
کو تدریس کر سکتے ہیں وہ اس پر ہر گناہ کر سکتے ہیں جو خود گناہوں
پر اس میں سے بہت اور انہوں کو بہت اور کے مطالب میں ہر گناہ
میں جو ہر گناہ کہ وہ بہت ان تعلیم کے نتائج کی پرست کرے
میں جو نفس میں نے خود ہماری ذات میں رکھ دیتے ہیں۔ میں یہ تو نہیں
کہنا کہ یہ شکل میں تعلیم سے باطل ہے جو جاتی ہے۔ کہ جو کہ جب اور جہ
مشکلات اور زندگی اور سائنس میں الی مانی میں تو کچھ نصیب میں کہ
میں ہر گناہ میں ان سے بچ کر شکل پائی جاسے۔ لیکن سب ہم میں
ہاتھ کا بہت تدریس ہے کہ ہر گناہ میں اپنی غلو ہاتھ کے گناہوں اور
غول کو اپنے گناہوں میں لیا اور وہ تعلیم اس شہر ہستی کے کہ ہیں وہ بہت

تکلیف کی نہیں ہوتا تو کائنات میں کارہا اعتراض است چھ تو جس جو رہا ہے۔
 انکی تکلیف ہم دریافت نہیں کر سکتے کہ کیا کی ہے یا کہ خدا جسم میں ظاہر
 ہو سکتا ہے کیوں نہیں ہوگا ہماری تیز مدخل کا تعلق ہے وہاں تک کہ یہ
 مسئلہ کہ تکلیف کی حقیقت میں رہی باقی جائے جس قسم سے قدرے
 حل ہو جائے کہ خود خدا نے ہماری ہی کا تھیہ تھیہ خدا حقوق بن گیا تو
 اس کی میرت انسان کی میرت کے مطابق خدا ہی سہی۔ سب سے یہ
 یاد رکھنا جائے۔ خدا ہی سے جان کے گناہوں کو پہنے اور بھڑکا
 مسیحی ان کے معترض یہ کہتے ہیں کہ جس کلام کی صورت نظر نہیں
 آتی۔ اگر صورت بھی ہو تو بھی گناہ کا امکان ہمیں۔ پہلے سوال کے تحت
 یہ یاد رکھیں کہ ہم خود صحت راہ نہ دہیں۔ اگر پناہ مت ہو جائے کہ جہاں سے
 انہیں نقص اتفاقی میں یہ صورتی یا عبوری ایک قوت کے سامنے کفار دیتا
 ہے جس میں شیعہ کے ان صورتوں میں نہ وہ بھی علامت شریعہ ہوگا بلکہ ایک
 ذاتی نقص ہوگا جس سے ٹھاپا ہے لگے گا کہ یہ حالت اشد نما میں ہے اور سزا
 صرف اس نقص کا تھیہ ہوگی درحقیقت طرح سے وہ سرکھانے کے
 مستحق نہ ہوگی۔ سبب ان میں قدرے سچا ہے۔ ورنہ بختری بھی ایک
 طرح سے جہوی بختری ہے جس سے گناہ کا صریح ہوں کے تصور کا
 اندازہ لگنے میں سب کو یہ دکھنا چاہیے۔ کسی گناہ کی شدت سے اس کی
 تہذیبی یا شہادت خاہر نہیں ہوتی لیکن اس میں تنازعہ درود ہوتا ہے
 کہ جس سے یہ نتیجہ نکلے کہ ہم خدا کے سامنے ذمہ دار نہیں یہ رخصت ہوگا کہ چونکہ
 اگر خدا کے سامنے ذمہ دار نہیں تو ایک دوستی کے سامنے بھی ذمہ دار
 نہیں اس لئے اپنی طبیعت کی تلافی کو نا ضروری نہیں۔

جس سورگ پر پہلے ہو گیا ہے وہ جس کے ذریعہ ہم کے مسیحی تھیہ کی تھیہ
 کی ہے نہیں جس کی طرف سے ہر جہز جہز کریں جب ہم ایک دوسرے سے
 تعلق کرتے ہیں تو کیا ہم محض اپنے تئیں ذمہ دار محسوس نہیں کرتے؟ اور جس
 کا کافی تعلق کرنا پسند نہیں کرتے اگر اگر وہ مرضی یا اس مسئلہ کی روشنی میں
 قسم کا فعل ہو رہا ہو۔ شاید ہم بھی گریہ کے تانچے پر بہت افسوس کرنے
 درج کی تھی کہ گناہ کی تہذیبی تہذیب۔ لیکن جب ہماری سرکار کشش
 جاگ بختی ہے تو ہم سے ہم سے تعلق کیا ہے ان کی طرف سے۔ بلکہ صرف
 حیات میں پسند ہوتا ہے۔ دینی محسوس کرنا ہے کہ جس درجہ ہوں کو جو
 تھیہ میں کرنا چاہتے تھا وہی میں نے کیا اور میں ایسا کرنے کے لئے مجبور
 بھی دیکھ اور میں۔ یہ نفس کے لئے اپنے تئیں معذور بھی نہیں سمجھتا اس
 حالت میں ہم چہ تئیں فعل میں رہیں بکھنے میں۔ ہمارا دل اراکہ تھا ہے
 کہ ہم سے پہلے اختیار و کھلا استعمال کیا۔ اگر یہ فیماں دوست سے کہ ہم ایک
 دوسرے کے سامنے پناہ رکھنے میں پہلے تئیں زبردستی میں تو کیوں نہ
 دیکھنا میں اس صفت کو خارج کریں۔ میں یہ ماننا ہوں کہ یہ مشکل ہے
 وہ مشکل صرف سچوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مذہب و فرقہ میں ہے
 شوق میں آتی ہے کہ اس میں متاثری درجہ ہوں جو کہ تھیں ہیں۔ ہم
 صرف تھیہ کے متعلق امور پر پناہ کرتے ہیں۔ ہم پہلے اس میں محسوس کرتے
 ہیں کہ ہم اپنے جملہ ہوں کے لئے ذمہ دار ہیں۔ درحقیقت میں اس کا انکار
 نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ ذمہ داری ہمارے
 کل ذمہ سے شہوت ہے۔ درحقیقت میں ذمہ ہے۔ اس نقطہ سے
 شروع کرنا کہ ہم صدمہ ہوگا ہو کہ تھیہ تو یہ ہوا ہے کہ ذمہ داری کی برائت

کے معائنہ انسان تقریباً ہمیشہ محسوس کرتا ہے کہ میں الہی قدرت کے سامنے ذمہ دار ہوں۔ اور اپنے تصوروں کا کفار و مجسمہ ہے۔ یہ وہ ہیں جس میں انسانی کا وہ روح انسانی کے عالمگیر دستور کی تشریح ہے۔ مگر عام و متواضعی کا ثبوت ہے جس پر وہ دستور ملتی ہے تو سابقہ و یہاں کا تہذیبیہ دستور سے زیادہ متواضع رہا ہے اس لئے یہ دستور کفار و کہ ضرورت کی تائید کرتا ہے پھر نہیں۔ جس دلیل پر نہیں دیتا کہ وہ میں تو اس کے شہادت میں نہیں کر رہا ہوں مگر خبر سے۔ لیکن اگرچہ نہیں کا روح بہت کچھ بگڑ گیا پھر بھی یہ قرین قیاس ہے کہ اس دستور میں ایک حقیقت کا توازن ہے جو مذہبی طور پر جو۔ یہ مٹا دینا نہ ہو گا اگر ایسا ہی نگہ بردار محض نہیں پڑے۔ جب لوگوں میں یہ پچھتاہ ہو کر رہا خدا سے کرشمہ ہے وہ ہم اس سے باز نہیں رہے پیچھے کر اپنے بھائیوں سے دفا و انہیں سے تو فیض کے کمارہ کا خیال ضرور اچھا۔ تو اس شہ کا خیالی شکل قوانین فطرت کے سامنے محنت ہو جو ہو گئی ہے تو بھی ہم یہی شخصی کرشمہ سے دلیل دے سکتے ہیں کیونکہ باہمی خود داری کا خیال آزاد مرضی یا ضل فکاری پر مبنی ہے کہ ہے اور کنہ کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔

اگر اس دلیل کو مان لیں اور یہ سمجھیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا نہیں کیا اور پھر جب یہ معلوم ہو جائے کہ جس کا فرض ہم نے ادا نہیں کیا اور جس کو ہم نے تنہید کیا ہے وہ خدا کا ہے جو ہمارے دولہاں ہے معیت و دردمت کے دوے پر نہ گرا ہے تو اس تصور کی شدت چند در چند ہو چکی۔ اس میں اس کے دوسرے پہلوؤں پر غور کرو گئے۔

رضی کر کہ ہم خدا کے سامنے ذمہ دار ہیں۔ اس کا تصور ہم نے کیا ہے

یہ سوال اب اگر طرح کرتی دوسرے شخص ہمارے کفار و دوسے مکتا ہے۔ جس شخص نے خدا کی مگر وہ نفاذی کے اور دوسرے شخصوں کی جگہ میں کرے تو اس کی کیا قدر ہو سکتی ہے؟ اس سوال کے جواب میں اس تو یہ مہیا ہے کہ کفار و مجسمہ باہمی جو بھی تعلیم ہے جس میں تصور و روح خدا سے تعلق کرنا جاری نہیں بلکہ تو مافی محنت کی سہاگنی کے لئے ایسے شخص کی تہذیب ایک طرح سے شامیت ضرور ہے۔ دیکھا کہ بعض لوگوں نے کفار و تعلیم کا یہاں کیا ہے کہ وہ ستر و ستر لڑائی کو قصور و شخص کو ستر کشتہ کی گئے ضرورت نہیں یہی تعلیم کے صاحب فکر لوگ کہ بہت بڑے ہیں۔ یہ باہمی تعلیم و تہذیب کی تعلیم جو کفار و مسیح کے وہی کی گئی۔ بائبل میں بھی تہذیبوں کے یہ کیا کہ ہے وہ بھی تصور سے ان میں سے ایک یا دو تہذیبوں کے کہ اس کے کفار و کل تعلیم سمجھ رہے۔ شہادت کتب میں تہذیب کی عورت کو بھی یہ تعلیم سے کہیں پڑا اور انہوں سے تہذیب کی طرح سے تہذیب ان تہذیبوں کا کیا ہے۔ کہ جو کام تہذیب کی عورت کے ہر ہر اور ان تہذیبوں میں چنگہ کئی مثالوں سے جس کا بیان چاہیے ہی ہے کہ ان میں سے کسی ایک کہ یہ تعلیم کی پوری تہذیب نہیں ہو سکتی۔ یہ تعلیم میں وہ مردی مردوں وہ پڑاؤں یا پڑاؤں کی تعلیم کے معنی سے وہ اور ان تہذیبوں کے کہ انہیں سے سمجھ رہے۔ اگر وہ لوگ کہ نظر کریں تو اس تعلیم میں کہ وہ لا تعلیمی سے سمجھ رہے۔ انرا قول جس انصاف کا تصدیق پر کرتا ہے وہ انہیں کے رشتوں پر مبنی نہیں بلکہ شخص رشتہ پر مبنی ہے۔ یہ کہ سے کوئی قریب رشتہ لڑا گیا تو میں ہی دیکھ سکتا ہوں کہ یہ رشتہ پر ہو گیا ہوں۔ یہاں یہ حقیقت جو باقی ہے۔ یہ سرور ہو اس سے

[illegible]

آگ سے گڑھا، گھنٹہ سے تھک رہا ہے اور خاک، پتھر کا پتھر ہے۔ اس کا ہر ذرہ ایک کائنات ہے۔
 ایسا کسی دوسری کاسپ میں نہیں۔ اس اسکان کے ذریعہ کہ مسیح نے چار
 لکھ لکھ دیا تو یہ کی صنعت کو زیادہ ترقی ہوئی ہے۔
 جس قدر تھکی تو ترقی کرتی ہے اسی قدر کفار کی ضرورت کی دلیل زیادہ
 سمجھ میں آتی ہے جنہیں شیعہ یہ نہیں کہ کسی توہم و افسانہ پر روشنی پڑی
 خطاؤں کے لئے کافی کفارہ ہے کسی دوسرے کفارہ کی ضرورت نہیں۔ اگر
 ایسے شخصوں کی تیسری بخشش، زیادہ روش پر نہ لے تو وہ دیکھ کر حیران ہوتا ہے
 کہ جو جی ٹی ٹی سے سرزد ہوئی ہے۔ "X" "X" "X" جو یہ نقصانات انہوں نے کیا ہے۔ اس
 سے متاثر ہیں ان کی تہائی کیسی اولی سے سادہ و سہل ہے کہ بعض ایسی خطائیں
 ہیں کہ ان کی تلافی جو بھی نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی نے رچہ چڑھا ہو تو وہ واپس
 لوٹتا ہے کیسے اگر کسی نے دوسرے کی محنت و محنت کو برباد کیا ہے
 کسی کے سوا کسی اور کو خراب کیا ہے تو کسی طرح سے تلافی ہو سکتی ہے؟
 جیہ کہ جو بڑے بڑے بااثر ہیں سے سرزد ہو سکتے ہیں ان کی تلافی
 نہیں ہو سکتی۔ پہنچ جاتی ہے۔ اگر ان پر تاج کا ایک کرشمہ ہی نظر آئے
 تو ہم کو ناپ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ان کی تلافی نہیں کر سکتے۔ و
 جس قدر کہ وہی سادہ و سہل میں پھیل رہی ہے وہ جو بڑے تاج کا ایک ہے
 وہ دوسرے کے لئے کوئی فائدہ نہیں اس کا کافی کفارہ دے سکتا ہے۔ یہ سب
 انسانیت کے لئے بہت بڑا کفارہ ہے۔ ہر شخص کو اس کا ساتھ دینا شروع ہو جائے
 عالموں کی ایسا ہی ترقی میں ایک انسان کی تیسرا کفارہ ہے۔
 اس پر سوال ہے کہ اس طرح ہر ممکن ہے کہ کوئی دوسرا اس سے
 کہہ دے۔ جو خود ہم پر سے ہوسکتے ہیں کہ اس طرح کوئی دوسرا

سورہ میں کہہ دیا کہ اس کا ہر ذرہ ایک کائنات ہے۔ اس کا ہر ذرہ ایک کائنات ہے۔
 سورہ میں کہہ دیا کہ اس کا ہر ذرہ ایک کائنات ہے۔ اس کا ہر ذرہ ایک کائنات ہے۔
 آنکھ کی تیز نگاہ سے اس طرف سے کہ ہر شخص ایک کفارہ ہے۔ وہ کسی
 دوسرے پر نہیں۔ لیکن مقدس فرشتے ایسا نہیں کہہ سکتے۔ ان کی تلافی
 بھی اس کی تلافی نہیں کرتا بلکہ ان کا ایک دوسرے سے واسطہ اور
 ایک دوسرے پر نہیں ہے جیسے ہیں۔ ان کی سیرت ان کی خوبیاں
 ان کی بدیوں باہمی تعلقات کا نتیجہ ہیں۔ شاید کوئی مشائخ نے یہ خواہش
 کی باہمی تعلق میں کہ ہر شخص کی ضرورت کو سمجھ دیا جائے کہ ہم کو کچھ
 وہ ہیں اور دوست دینی اچھا ہے۔ یہ شمس کوئی کی تلافی
 ہے لیکن دوسرے بھی اس لئے سر ہیں۔ اگر ہم ہر ایک کی
 ضرورت کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لیں تو ہم ان میں ملے۔ ہم میں سے
 ہر ایک کی کا ایک حوزہ ہے۔ دوسرے ہر ایک کی اصول پر چلتا ہے۔
 مکمل و جامعیت کو ہم وہاں کے ہر ایک اور ہر ایک کے لئے توفیق
 دیتے ہیں۔

و جب ایک ممبر نے قصہ کیا کہ جب ہم ساری جماعت یا ایک
 سے توفیق طلب کرتے ہیں۔
 جو اوقات میں ہے وہ سب کو۔ یہ تو انفرانت ماند شیعہ را
 ممکن ہے کہ ایسا انتظام ہر شخص ہو لیکن ہر ایک صداقت پر مبنی
 ہے۔ وہ انتظام مصلوب نہیں کہ کوئی کسی مدد کے سبب اس کی
 شخص کے نفس میں حصہ ہے اس لئے وہ سب اس کے لئے ذرا دین
 یا باہمی اگر کسی جماعت کے ایک نے چاہتے ہوئے خدا کی ہے تو میں نہیں

[illegible]

جب شیخ کا فتنہ بھٹے چائے اور اس کے گنہگار کی تائید کر دیتا ہے تو شیخ کی طرف سے اس روحانی بیوقوف کو برا بھلا تو کہیں کہ اس کے کفارہ کی غلطی قیامت اس امر پر موقوف ہے کہ اس نے اپنے تئیں خود بخود بھلا سے نہ کی مگر جس کے سامنے روحانی قربانی کروانا اس قربان کا کمال اس میں ہے جو کہ اس نے اپنا خون ایک بے باق وراہے بدن کو نذر کرنا دکھایا ہے کہ سر ہر خدا کو نجات کے پیشہ کو انہوں سے کامل کرے اور یہ بھی لکھا ہے کہ "ابو حاتم ہے نہ صرف یہ کہ ان بلکہ نفس کی جان بھی۔ یہی علل صلیب پر بساؤ گئی درگاہ زانی کی سحری" ع کی حالت بھی حضور مقلی تاکہ میں بخشش شمع کی قربانی کا پورا ثبوت مل جائے ورنہ علم اور محبت اس سے نہ ہو کہ "تیسرے ہاتھ میں اس کے ہاتھ میں یعنی مسیح سوویتا ہوں نہ شیخ کا لہو و رضا صدی اور پھر سے بھلا کیا وہ سلمان و زمین کے سامنے اس بات کا نشان دہی تھا کہ مسیح کا یہ سونپا جانا بڑا و کمال تھا۔ اس سے حد کے سامنے ایک پورے کفارہ دیا گیا۔ اور پھر ہی اس کے درپے اس خدا کو فرض انسان پر تو اسے کام نہ ہوگا۔ پھر یہ حضرتوں کے جیسا کہ فرمایا ہے

یہ ایک وہ ہے جس کے باعث یہ مانا جاتا ہے کہ مسیح کا خون ہم کو حیات
 گناہ سے صاف کرنا ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر۔ اس سے صرف پہلے
 گناہوں کی قصور وادی معاف رہتی ہے بلکہ بیماری اور مرض کی گناہوں کو دور
 بھی دور پہنچاتی ہیں۔ دل پس جاتا ہے۔ شہابی کی نسبت وہ ایک کئی خواہش
 پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے تمیز بھی مٹ رہا کاموں سے جدا ہو جاتی ہے تاکہ
 اس زندہ خدا کی عبادت کرے جس کے سامنے وہ نے سب سے پہلے اور ترجیح
 کو رکھ دیتا ہے۔

ہم کے شریک کچھ میں بتایا کہ توحید اپنے ہاتھوں سے زندہ کر دے
 سامنے پیش کرتا ہے جو میں سمجھنے پر تیار ہوں۔ وہ کم و حدائقے سے
 نہیں کرتا۔ پولیس کی وسالت سے حصار وصال کا بھی اتحاد ہو گیا
 ہے۔ اقل کو کچھ میں کرنا اور محسوس کرنا چاہئے اس نے کیا وہ محسوس کر
 روم وہ ہیں قدرت بخشا ہے کہ ہم کی مانند جیتے جا رہے ہیں۔ جیسے ہی
 ایک شخص سے دوسرے تک پہنچتی ہے دیے ہی نیکی میں۔ اور توحید الہی
 اور انسانی شخصیت کے باعث ہمارے اور خدا کے درمیان اتحاد و
 ہو گیا جس کے باعث فرع انسان کو نبی امتیاز اور نبی زندگی ملتی ہے۔
 جس طریقہ سے یہ اتحاد خدا اس کا ذکر ہمیں دوسرے میں ہو گا +



سانو ال لکچر

استنباط فیہ فیہ کے معنی

”ہاں جیکہ ہماریس کے عجب واستنباط فیہ فیہ کے معنی میں اور ہماریس
ہمارے خداوند فیہ فیہ کے معنی میں ہو۔ (۱۰۱۵)
جو سب سے پہلے دیکھ کر اس کا فطرت اسان کے لئے مفصلی کے
مسئلہ پیش کرے تو اسے پہلی تا حاضرہ جو کاکس طرح سے وہ مخلص تر
ہوگی۔ ایسا نہ سمجھنا کہ اس میں کچھ اور اس کی روح کے مختلف فانی
رشتوں و فانیوں کا ناظر کچھ رہتا ہوگا کہ اس طرح سے یہ مذہب یا تعلیم
نہ پر فطرت سے اس امور کو غور کرنے میں اس سے پہلے تعلیم پر مقرر
کئے ہیں اور ہمارے لئے۔ دل میں اس تعلیم سے تشریح چاہا ہوگی اور
اس میں نے کہا کہ یہ تو محض انسانی بائبل نہیں اور اس کے بارے میں ہے
فائدہ کوئی کہ تکلیف دی جاتی ہے۔ اس لئے میں نے دو اصطلاحوں
کی تشریح کر دیا تاکہ پتہ چل سکے۔“

نہ تو اس کو سمجھنے کے لئے بہت فورہ کر دیا ہوگا۔ میں نے تو
میں کہتا کہ جب تک کوئی شخص عقلی تربیت حاصل نہ کرے وہ کمال
کے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ صورت بہت کچھ جاری ہوئی ہے
مشاہد ہے۔ لیکن بے کمال شخص کو کل تندرست ہوا وہ ہمارے فانی

سے پر زائد ٹھکانا ہو تو بھی اپنے بدن کی سب سخت و غیر سے ہمارے فانی
ہو۔ لیکن اگر صحت کے فانیوں کو معلوم نہ ہو یا اسے وسائل دیا نہ دے
ہوں جن سے بیمار شخص کو صحت حاصل ہو تو طب کا علم دیکھنا اور صحت
کی صحت و ہم کے لئے یہ علم کی شاعرت ضرور ہوگی ہی حال دین کا
ہے۔ کوئی بھی عالم اس بات کا نکارہ کرے گا کہ وہ ایمان نہایت کے
نئے ضرور ہے۔ جیسے صحت کے لئے زندگی کے سادے قوانین
کوئی ہو سکتے ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے میں بھی۔ اور پھر وہ لوگ خوش قسمت ہیں
جن کو اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں اور بہت لوگ ٹھکے اس میں دیکھنا
اس حالت میں انتقال کر گئے ہیں جو خدا پر ایمان رکھتے اور سچ کو پیار کرتے
تھے۔ اس بیان کا تاثر ہے یہی جو ہمیں میں ترقی کر کے یہ گویا رہنا
ہوگا کہ چاہتی زندگی ہے جن پر شک کے ہاں سب سے سادے نہیں خول
و تفریق کے طغیانیوں سے ہمیں گھبراہ ہے۔ لیکن اس کی صحت جو
و دوسرے فانیوں میں نجات کھاتی ہے ایسی سانی سے قائم نہیں رہتی اور
بے ایک دیکھ یہ جاتی رہتی تو اس کو کھان کر کے لئے کم سے کم دیکھ
ہی و سچ علم دیکھ ہوگا جیسے بدن کی صحت کی کھان کے لئے علم طب دین
میں سادگی کی تلاش ایک طرح کی شاعرانہ خواہش ہے جو سادہ اور ہفتانی
”شک کی خواہش و غریبوں کا گیت گاتے رہتے ہیں پھر بھی اس میں
سادہ علم کی زندگی بسر نہیں کر سکتا اگرچہ وہ نہیں چاہتا کہ مطلق زندگی کے
عرض زندگی کے چنگ و جمل و تفریق کو اختیار کرے مگر اس سے کچھ چاہتا
نہیں۔“

اگر ہم یہ سمجھیں کہ روح کی صحت کم سے کم بدن کی صحت پر چھوڑ دے

نہ بڑک ہے تو ہم اس کے قوانین اور فصول کے منقسل نشوونما کو نہ کرنے کا خیال بھی نہ کریں گے۔ ذی عقل انسان کے لئے جسے دل اور تیز نگاہیں حاصل ہے۔ نادانستہ روحانی زندگی بسر کرنا شاید نہیں۔ اگر ہم روحانی زندگی کی طرف سے نگاہ بیکل بند کریں اور اپنی مادی اور عقلی قوسے کی ترقی ہی کا لحاظ کریں تب تو روحانی قوانین وغیرہ سے قطع نظر کرنا قرین قیاس ہوگا۔ لیکن یہ کہ انسان کا تجربہ ہو ہے مگر ہماری سب سے بڑی غرض علمی روحانیت اور روحانی حیات کے درمیان رشتہ پر موقوف ہیں تو ایسی قطع نظر بالکل غیر معقول اور بھٹکانی ہوگی۔ اس لئے یہ اصطلاحوں کی تشریح نہایت مفید اور ضرور ہے۔ دیگر علوم کی طرح اس علم میں بھی یہ درکار ہے کہ اس علم کے نتائج صاف اور قابل فہم ہوں۔ دیگر علوم کی طرح اس علم میں بھی قوانین اور اصطلاحیں ہیں جن کو مریض بھی سمجھ سکتا ہے و مریض سے تلاش کرنا ہے کہ ان سے کیا مراد ہے۔

اگر میں نہجی سائنس پر کچھ دینا تو ضرور مجھے ایسی اصطلاحیں استعمال کرنی پڑیں گی جیسے تعلق وغیرہ۔ اور حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے ان اصطلاحوں کو سمجھنا ضرور ہوتا۔ یہ اصطلاحیں مورد قی کے مختصر نام ہیں اور تجربہ کے نتائج سمجھنے میں یہ نام ضرور دیتے ہیں۔ یہی حال ان دینی اصطلاحوں کا ہے جیسے مثلاً زنجیرنا۔ پاکیزہ بننا۔ ان دونوں سے بھی تجربہ کے نتائج سمجھنے میں ضرورت ہے۔ مثلاً انسان زنجیرنا روحانی زندگی سے ویسا ہی تعلق رکھتا ہے جیسے کشتی نقل طبعی زندگی سے۔ بے شک بہت عمومی مقاصد کے لئے اتنا جاننا کافی ہے کہ شاید زمین پر گرتی ہیں لیکن کیا اس وجہ سے ہم اس زیادہ صحیح و علمی بیان سے پسپو نہیں کریں کہ ہمارا ہر جزو دیگر ہیں

کہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ درپیش ایسی نسبت سے جوئی ہے جس نسبت سے ان کی جسمات ان کے فاصلوں کے مرتبہ پر تقسیم ہو کر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اتنا کافی ہوگا کہ آدمی ایمان اور سچائی کے ذریعے نجات حاصل کرتا ہے۔ لیکن کیا اس وجہ سے ہم اس زیادہ مکمل نگاہ کو نظر انداز کریں کہ ہم خدا کے سامنے ایمان کے ذریعے صرف اپنے خداوند مریخی یسوع مسیح کے باعث رہتے ہیں۔ ہمارے احوال کے سبب سے یہ طبی اور دینی امور میں سادہ بیانات بہت سے بے کافی ہیں۔ یہاں بھی معقول ہے کہ جس طرح انسان ترقی کرتا ہے وہ اس سچائی کو زیادہ زیادہ دریافت کرتا ہے جسے کشتی نقل کے قانون کے ذریعے ہماری طبی قوتیں بہت بڑھتی ہیں اور ہماری طبی زندگی بہت اعلیٰ ہو گئی ہے۔ ویسا ہی مسیحی تعلیم میں ترقی کرنے کے ذریعہ ہماری روحانی تیز زوہ تیز ہو جاتی ہے اور ہماری عقلی اور روحانی سیرت زیادہ اعلیٰ ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے جتنا زیادہ انہیں کی تعلیم کو دریافت کیا ہے اور اس پر عمل کیا اتنا ہی زیادہ انہوں نے روحانی خوبیوں میں ترقی کی ہے اور اگر ہم بھی سین مقدس لوگوں کا تجربہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسی مشاغل کو جاننا چاہئے جس سے ان مقدسوں کو متاثر کر دیا۔

گزشتہ کچھوں سے زیر بحث مسئلے کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ شروع ہی میں شاید یہ بدینا فضول نہ ہوگا کہ ان دو اصطلاحوں اور سبب زنجیرنا اور پاکیزہ بننا کے معنی سمجھا دیں۔ بعضوں نے لفظ نجات۔ و سبب زنجیرنا۔ کیرہ بننا کو بدنامی کے طور سے استعمال کیا ہے کہ مضمون کو سمجھنا ہی مشکل ہو گیا ہے۔ جنہوں نے میرے بیان پر غور کیا ہے ان کو یہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا کہ اس سے کیا مراد ہے۔ بخفی ندرت ہے کہ نجات کے ہی معنی نہیں

کہ وہ فتویٰ سے کوئی عجیب آئندہ مخلصی ہے بلکہ اس سے مودت و مودت کی
کالی ہے۔ یہ حال اب شروع ہو جاتی ہے اور بعد کمال ہو جائے گی۔
یعنی رُوح کے صحیح رشتوں اور کمال صحت کی بحالی میں ہیں کچھ شک نہیں
کہ رُوح کو بیماری لگ گئی ہے۔ اور کوئی ضرورت نہیں کہ کوئی انسان سے
انکسرت ہو کہ بتا دے کہ بیشمار مرد و عورت ایسے ہیں جن کے لئے یہ بدیہی
ظہر پر لا غبار ہو گئی ہے اور میں کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہماری کل پیشی فنا ہو جائیگی
انسان کی تیز سمجھنے سے جو کہ اس بات کی شدت دی ہے کہ بڑے بڑے
دلوں میں بھی یہ خرابی یہ بیماری پائی جاتی ہے سبھی دلی کا یہ دھڑکنے ہے
کہ اس قہرک بیماری کا علاج کیسے دراز ستب۔ ٹھیکرنا و در پیرہ جانا اس علاج
کے سنسن کے طریقہ ہیں۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ انہیں کی روشنی کہاں ہے
ہماری روحانی پیشی کے کامات پر ٹپکتی ہے ورنہ ہر ایک آئندہ جہان کا
حیات ہم میں پیدا کرتی ہے۔ اور یہ بھی ہم نے معلوم کر لیا کہ رُوح کی صحت
کلی رُوح کے مختلف رشتوں کی صحت پر مشتمل ہے۔ دلی کو ایسا علیحدہ وعدہ
تین تین کر کے جیسے پورے اور جوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے ان کے
حالات پر غور کر سکتے ہیں کہ اس بات کے بارے میں یہ دنیا فتنہ بہت
ہے کہ اس کا دوسروں کے ساتھ کیا رشتہ ہے اور یہی ہیں اس شخص
میں کو خدا تک وسیع کرتے ہیں۔ وہ وہ اپنی شخصیت کے کچھ ہی ہیں
ہم اس سے ہر جس شخص پر مشتمل نہ کہنے ہیں اور اگر وہ درست ہے تو ہماری
والت کی نجات ہی رشتہ کے درست و سالم ہونے سے حاصل ہو سکتی
ہے۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ رشتہ ہیں جس کو
وہ خدا واری کے خیال سے سچ نہیں سکتے دیہی خدا کے ساتھ جب

ہماری قسم کا رشتہ ہوا تو ہمارے نفس و رُوح اور ہمارے دل کی خیریت
پیدا ہو چکا ہے۔ رُوح و جسم انسان کو جو ہے ایک نہایت عزیز و چاہنے کی
وہ کام و قدر و قدر میں جس کی طرف توجہ ہے اس کو اس کا رُوح و جسم
ہے۔ ہر انسان اور ہر انسان پر تو ان کے گھر ہوں گے لئے کسی نہ
کسی شخص کا رہا ہو گا۔ ضرور ہو گا اور کمال پاکیزگی کا چشمہ نہ کہ جو کہ اس عام ہر
کسی شخص کو دیکھو۔ جسم کا ساری شدت اختیار کرنا اور چاہے گھر میں
کچھ نہ ہو۔ چنانچہ ہم کو عروسی طرف کشیدہ اور طرح سنات کی عزت و قدر کر چکا
ہے۔ اگر وہ ہم سے دور ہو جائے ہیں یا نہ اور وہ خدا کے سامنے ہمارے نفع سے
وہ ہر دستہ گناہوں کا گناہ ہے تو ہمیں نہیں ہے کہ ہم بھی اس ہی وقت
سے ساری ہیں جو سکتے ہیں۔ بھی نیک ہیں۔ اس بات کا تو ذکر نہیں کیا
کہ انہیں ہم خود صبح کو یہ شخص سیکھتے ہیں درحقیقت ثابت ہے کہ اس کا
ہمارے۔ ہاتھ درجہ کے ساتھ رشتہ ہے۔ یہ تو اس دوسرے حصہ میں
تفاوت کا۔ ہر ایک تو اس سے اس کا ذکر کرتا ہے جو کہ یہ پیش کردہ خیالات
ہماری تیز سمجھنے کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہیں۔ ہر ایک خدام اور ان کے
چند کر یہ پتا چکے کہ اس طرح یہ نجات پیشی ناظر کام کرتی ہے۔
پہلی ضرورت یہ ہے کہ رُوح کو خدا کی ذات میں بجا کریں۔ خدا جس
سے وہ اس تک مراد رکھیں۔ اور اس مقصد یہ ہے کہ ہم خداوند بننے والا کو
ہم سے دل و جان عقل و طاقت سے پیار کریں۔ ہر پڑوسی کو پسند کیا
پیار کریں۔ اس مقصد کا حاصل کرنا جاری کمال پاکیزگی ہے اور اس طریقہ
سے ہم کمال پاکیزہ بننے ہیں اس کا ذکر آگے کیج رہے ہیں جو گا۔ اس بیان کا
پہلا درجہ ہے کہ اس جہالت اور جہالت کی حالت سے جس میں رُوح

معلوم ہو گا +
 رشتہ کا یہ تعلقانی جز نہیں بلکہ ضروری جز ہے۔ سرف بیٹے کی تئیں سے
 اس کی نوا و تشریح ہو چکی۔ باپ و بیٹے کا جسمانی رشتہ چند اس قدر نظر
 نہیں جو کچھ باپ بیٹے کو دے سکتا تھا، اس کا حظ تھا، مگر وہ دوسرے
 رشتہ میں نہیں، اس بات پر موقوف ہو گا کہ بیٹے کا تعلقانی طور پر باپ سے کب
 بڑا ہو گا۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی بیٹا جسے طور سے بڑے کہ باپ کو بڑے رشتہ سے
 اس میں کچھ لیکن چھوڑا ہے۔ بیٹے سے چھوڑا ہو گا کہ بڑے فریض کر دیا
 حالت میں باپ اپنے بیٹے کے پاس جو اس کے گھر سے چھوڑا گیا ہے یہ پیام
 بھیجے کہ گو تو نے نا اہلی کی ہے وہ مجھ سے اور ہے۔ اتنا صاحب سلوک
 کہ ہے تو بھی میری محبت میں فرق نہیں آیا۔ میں منت کرنا ہوں کہ تو کہیں
 میرے پاس آ جا میں تیرے گوتہ سلوک کو لاؤں اور دیکھ لو کہ
 بھی نہیں کہوں گا۔ در ہر طرح سے اپنے بیٹے کے طور پر سوچ کر لگا۔ میں کچھ
 پرانی لکھ کر دیکھ کر تو میری حقیقتی بیٹہ ہے۔ در شاید تو اپنی پہلی بڑی عادتیں وہ
 با چہ نہیں بلکہ نکتہ چھوڑے۔ تاکہ تو بھی میں اپنی نظریاتی طرف سے پھیر نہ
 دوں گا۔ اگر وہاں ایسا کہ کوئی اس پر اصرار۔ لگا سیکے اور بیٹا جان لگا کر
 میں میرت اس سے منسوب کی گئی ہے جس کا وہ سچائی۔ تھا لیکن یہی باپ
 کی بڑائی کا خاص خاصہ ہے۔ اگر ایسے پیام سے بیٹے کے دس میں یہ فرزند
 حقیقی محبت پیدا ہو جائے اور اس کو پھر یقین رہے کہ باپ سچ لکھے پیار
 کر رہا ہے تو وہ اتنی ہر بات کی جو اس نے ضرور ہونوئی سے ہر دست کر دگا۔
 یہی سرف بیٹے کی تئیں ہے۔ صرف یہی بات اس میں ہے کہ باپ بیٹے کے
 دس پیغام میرتا ہے جیسے شعل میں دیکھ رہے کہ خدا باپ اپنے بیٹے کو دے

بچے کے پاس پیغام میرتا ہے۔ دنیا جب باپ کے گھر میں رہتا ہے
 تو بڑی برکت یہ نہیں کہ اس کے لئے مٹا کچھ شراکت کیا جاتا ہے۔ یہاں سے
 علمہ باپ سے پہلے جاتا ہے یا ایک نیا موقع اسے دیا جاتا ہے تاکہ وہ
 اپنے چال چلن کو سدھارے۔ بلکہ یہ بڑی برکت تھی کہ باپ اس کو دوسرے
 لئے جاتا ہے اسے گھر سے لگایا ہے جسے چھوڑا ہے۔ اس سلوک کے
 باعث بیٹے کو یقین ہو گیا کہ اس کی بڑی معافی ملی گئی اس کی سبقت پر
 فراموش کی گئی اور یہی میرت اس سے منسوب ہوئی جس کا وہ سخن نہ تھا کہ اس
 نے مشرف زندگی بسر کی تھی تو بھی ہر وہ اپنے باپ کے گھر میں بیٹے کے
 طور پر رہ سکتا ہے۔ آئندہ زندگی میں ایسی میرت کا منسوب ہونا کہ باپ بڑا
 ہو گا۔ دیکھا ہی جو جس کا منشا ہے کہ اس کا رشتہ ہر سے ہے تو یہ رہا جاتا
 ہے کہ اس کی زندگی کی سب سے بڑی ضرورت ہے کہ خدا اس کو پورے
 طور سے سرف کر کے قبول کرے۔ درمیں جس ایسا کہ جی سے بخوبی ناواقف
 ہے وہ یہ جانتا ہے کہ ایسی معافی اور معذرت کے یہی ہیں کہ اس سے ایسی
 میرت منسوب کی گئی ہے جس کا وہ سخن نہ تھا۔ یہ معافی اور معذرت سے منسوب
 کہ اس سبب بھڑا ہے نہ بھڑا کہ اس کے بھڑا ہوا شخص رشتہ سے
 شاید کوئی یہ کہے کہ یہی معذرت ہے معنی چوکی جب تک معاف نہ کر دے
 کو یہ نہیں نہ ہو کہ جسے وہ معاف اور قبول کر رہا ہے، اس لئے چوکی ہے
 اور آئندہ کے لئے درست چال چلنے کا راہ رکھتا ہے۔ یہ سچ ہے۔ اس لئے
 اس تعلیم میں وہ ضرور ہے کہ وہ سب ضرور پر مشتمل ہے تاکہ اسے کہ وہی
 جو سچ سچ ہر ایمان لائے۔ لفظ ایمان کی تعریف کرنا ایمان ضرور نہیں۔ گو
 اس کی تعریف کے بارے میں کچھ اختلاف ہو ہو لیکن اس کے معمولی عام معنی

پاکستان کو بچانا چاہئے جس عالموں نے راسخا و شیعہ کے لئے صفائی بنائی
ہیں تصدیق کرتا کہ چارہ ہی تشریح کے اخلاقی و عادی کی تصدیق کرے اور
سب سے پہلے وہ جس پر دیکھے مصلحتیں کے بارے میں پروردگار کی ایمان
میں کو نقص پہنچاتا نہیں بلکہ وہ مسیح کے لئے ایک نیا ہیرو ہے جو قومی کے دل
میں بکھرتا ہے۔ مٹی کے لئے اس لئے کہ اس پروردگار کی دینی پالیسی
کے دیکھے راستہ پر چلے سکتا ہے۔ کیونکہ جس حق روزگار کی طاعت پر
سب کچھ سرفراز ہے اور بعد میں مٹی کے لئے عتاد اور یوں کا نتیجہ ہے
پس بھاری جی اس نتیجہ کے بارے میں یہ ہے کہ خدائی لڑنے و
اصلاح ضرورت لگاتار ہے۔ بلکہ ہر گھنٹہ اس کے لئے تعلیم و
ثقافت ہے کہ اصلاح خدات ضروری ہے بلکہ یہ تو ضرور ہے بلکہ
یہ ایسی شرط ہے جس کے واسطے اصلاح مفید ہو سکتی ہے۔ اگر خدائی
روحانی نیک ذات نظر نہ کی جائے تو گھر سے نکلنے والے و سبوت کو
اصلاح نظر کریں۔ اور اگر بات کا ہی مطلب اپنا جائے تو یہ ایک شہ فہرے
سے فوٹو ہے تب تو ان عزت خدات کی گنجائش ہے۔ نہیں تو سب سے
پہلے سے وہی مبادلہ جائے جو مقدس دیوس اور مصلحتیں کے لئے کہ یہ
راستہ دہری کے خدا اور اس کے دستان پروردگار وقت کا بھاری ہوتا
ہے تب تو ناسا پر ہی مرضی و توفیق کی پوری روحانی تاثیر ہوگی۔
اغرض میں یہیم کی غرض یہ نہیں کہ ہم چاہئے۔ نشان اپنے گناہ کی منہ
سے بچ جائے یہ تو غلط ہے بلکہ اس کی یہ غرض ہے کہ پاک و عادل
خدا ہی معافی پاکیزہ۔ خدا ہی پکائی ہر شخص کے سامنے پیش کرتا ہے
کہ وہ نہیں اس کے ہاتھ سے قبول کرے ہیں اس کا انہی دیکھنا سچ

کے ساتھ ہوگا۔ جو ایمان کے قیام کا قیام کے لئے جو حق کا تکرار اسات
کی سزاؤں کو جس سے صبر سے برداشت کیا تھا ان سب سے بڑے شخص
کا اٹھنا ہو جائیگا۔ پس میں یہیم کا یہ اعلان ہے کہ خدائی ہر شخص کو پاکیزہ
ہے وہ جس کے لئے گناہوں کے جس کی سبب انسانیت سے جس کی ناپاکی سے
کسی ضروری سزا سے فریاد ہے کہ خداوند کریم ہر شخص پر برکت پاتا
ہے۔ خداوند کریم خداوند کریم ہر شخص کو پاکیزہ جو خداوندی شریعت کے
معاہدہ میں وہ اس سے نہیں چھوٹتا۔ نارا اصلاح کے وقت جب میں
نہیمہ نے شروع ہوا تو پہلے میں کی شریعت پر ہونے والی تشریحات
جو اس کے لئے ضروری تھیں لیکن اب تو یہ سب وہ نہیں رہیں
کیسے میں نے یہ جو یہاں مٹی و مصلحتوں کا یہ نتیجہ حاصل ہوا ہے تب
کی بات نہیں کہ ایسی تعلیم کا یہاں کیا نتیجہ ہو۔ کہ ہم اس تعلیم کا مفید ہی
ہے کہ ہر شخص کا دل و دماغ و دماغ و دماغ کا وہ کمال کمال و سب سے
سے ہم کو خوب دیکھیں میں نے ہر گناہ کو خداوند کریم کا دل و دماغ
کا محبت و مروت کی میں کمال ہے۔ یہ پودہ شریعت میں ہر گناہ کی مٹی سے نکلی
جس سے ایمان کو نکلی نہ نکلی۔ بلکہ یہ مٹی سے نکلی نہ نکلی۔ بلکہ یہ خدا کا مصلحت ہے
کہ خدا کے فرزند ہر مصلحتی خداوندی حوصلہ ہوں و مصلحت کسی بات سے نہ
وہیں وہ خدا کے فضل پر ہر گناہ کا سارا و چاروں پہنچ جائے کہ میں اور
میں اور موت کو نہیں سمجھیں یا نہیں کہ وہ چوں کہ خدائی جانتا ہے کہ وہ ہر
شے سے ذرا کہ ہاں سچے کی کھڑکی ہٹ سے نہ کہ گناہ جلسہ میں یہیم
نہیں مصلحت کی ایک و مصلحت بلکہ یہی دین کے دو جلسہ ہوں کی ایک
ہاں مٹی وہ اموں یہ ہیں۔ ان کو کمال و مصلحت اور ہر شخص خدا کے لئے

انسان کا تشدد ہو رہا کہ اس رائیہ کو کمالی بھروسہ احمدیستان اور دینہ آباد
 نہیں کریں صرف اس شرط پر کہ پیڑھ کی سبھی مرضی اور روح کے لئے پورے
 طور سے ہو جائیں۔

اسی سے تو حضرتؑ میں مسئلہ کو کلیہ کے کھڑے ہونے پگڑنے کا
مسئلہ کہتا ہے جس کتاب میں ایک دفعہ مسیحی دین کا ذریعہ چکا ہے اس
کتاب میں شائع کے کلمہ ہونے اور گستاخانہ جو مسئلہ ہے ایسے ملک
میں یہ مسئلہ غلامیوں کے خیال میں مسئلہ نہیں بلکہ اس خیال کے
ساتھ ساتھ اگر وہ غلامی منقطع ہے یہ خیال بھی نہ رہے کہ وہ خداوندی
دین کے خلاف ہے جب تک یہ دیکھا جائے کہ خداوندی دین ہی خدا کو نہ
نہیں بلکہ رہنمائی بخشنے والا بھی ہے تب تک ہر طرح کی غلط فہمی اور سو اس
کی بہت گستاخانہ مایہ و ہمارے کفریات انہیں کو محض غلامی نہیں سمجھتا
چاہئے۔ یہ خیالات اور مذہب کا علاج اس نجات دہندہ دہرہ میں
لانے کے وسیعے ہوتے۔ یہ جو کے رہے یہ فتح کامل کی سے اور
اگر ہم جس کا حکم نہیں تو وہ ہیں ان سے محض دے گا اور اس کے
وقت سے لے کر یہ خاص روی اور بہت بڑے میں بنام کے در لے سے
در حقی گئی ہے۔ ہاں میں تعلیم کو بہت صاحب طور پر لوگوں نے سمجھا
نہیں دیا ہے اس کی تاثیر ہوئی ہے کہ خداوندی کے قوانین پر خداوند
بھروسہ کیا جاتا ہے۔ اور سماج کی تلاش میں ہر طرح کی تکلیف گوارا کی جاتی
ہے۔ ناٹ شہر جوٹ کے ذریعے جس بے عزتی خدا کی ہوتی ہے اس
نامناسب بھروسہ سے نہیں ہوتی۔ لیکن جس بھروسہ کی بنیاد غلط ہے
یا ناقص بنیاد ہے اس کے جانے رہنے کا سزا بدیہہ ہونا ہے۔

مردانہ ہوا دی۔ غور سے اور سچی دیکھ کر غیب کے شے نہ سبب ٹھیکہ کرنے
وہ نے درخت کی جگہ پر کھڑے ہو کر ہر طرف نظر ڈالا۔ کھتا کہ اس شخص اور
حال گمراہی ہے۔ لیکن چاہتا ہوں کہ غافل عقیدہ سے پرہیز کرے۔ وہی
بقیہ ہے۔ اور چاہتا ہوں کہ اس کی موت و فتنہ کے سبب سے
رو بہ رو ہونے کے وہ غرض کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہے۔ جب تک
حالیہ میں اس غیب پر غلط فہمیوں کے وہاں کے وہ نہیں ٹھیکہ
کرتے۔ اس کے ہر طرف غیب کی جگہ کہ وہ ہر طرف سے غافل ہوتا ہے
نہ میرے اس غیب کی سو۔ ہر وہی سے نجات ہو۔ پس یہ غیب کی جگہ
پر یہاں نہ ہے کہ وہی کے وہی ماسٹان غیب کے شے پر یہاں
چاہے اسے آزاد کی گائیڈ نہ ہے۔ اس سے میں نہ جانتے اور
کھانے کا غیب کی گائیڈ نہ ہے۔ اور جس قدر کہ اس جگہ پر
وہ سنہ طور سے چھوٹی ہے۔ اس قدر وہ ہمارے غیب کی جگہ پر



مجتہد تیسیم یہ ہے کہ شخص روح کی تاثیر حسب ہمارے درجہ پر ہوتی ہے تو ہمیں پائپر کی پہچان ہوتی اور پچھتی ہے اور یہ روح نہ صرف بروایت خاص پرتائیر کرتی ہے بلکہ سچی کلیہ کی وساطت سے نکر کرتی ہے۔ اور اس کی حسب طاقی ہے کہ ہمارے پدوں اور دعوں کو پاکس نیچا دے۔ اور عقیدہ کے من حصہ کے بھی سہی ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں روح القدس پر۔ چنگ کلیب جامع پر خصوصیت کی نہ وقت حکم کی معافی۔ بہت کی قیامت اور ہی زندگی پر *

یہ طریقت لسانی ترقی کا ہے۔ ایسے بعض لوگ اس پر اعتراض کریں گے کہ ہر کی ترقی یوں نہیں ہوتی مثلاً کوئی بکے کر بھی مرگ کی حالت صورتوں کا یہ حال نہیں ہے اور کسی مجتہد شریک عقل کی تو اثرات شریک صورت نہیں جی بلکہ اگر کسی تاثیروں اور افادات کے دیکھے یہ صورتیں شکل پکڑتی ہیں مثلاً حیوانات میں بعض سو میں ایسے ہوتے ہیں جو ان کی نشوونما میں وہ دیکھار جوتے ہیں وہ ہیں جو نباتات نے ان کی نشوونما پایا ہے وہ ہیں ان کی اولاد میں ظاہر ہو جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سان کے نشوونما کا بھی یہی حال ہوگا۔ اسی قسم کی تاثیروں سے انسان اور حقیقت و مذہب نے ترقی پائی۔ اس لئے کہ یہ مطلب ہے کہ انسان میں یہ حافی معافی ترقی ہوتی ہے تاثیر سے نہیں بلکہ پروفی تاثیروں سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ کسی روح القدس کی ضرورت نہیں *

مضنی یہ ہے کہ یہ بھی اسی قسم کی ایک مثال ہے جس میں معنی نہیں زندگی کی شریک سے لسانی زندگی کی شریک و تعلق میں یہ بتایا گیا تھا کہ سال رشتوں کی شخصی سیرت دوسرے رشتوں کی حیثیت سے مملکت ہے۔

طبیعی صورت پر ترقی کا ایک ہے۔ یہ ہے کہ ایک عام میں یہ لسانی ہوتی ہے اور اس کی خبر اس سے سوا موقوف تاثیر سے ہے۔ اور دوسری تاثیروں کے لئے سے سہہ ہوں اور جو اس کی ترقی پہنچ ہوتی ہے۔ مگر انسان کی ترقی میں حواد فانی ہوتا ہے یہ بھی ایک وہ طاقت تاثیر بھی چاہئے۔ یہی ایک شخص کی کارہ سب سے پروفی سے محمدی مذہب یا ہر مذہب کو جنہوں کے طور پر ہے و جن سے کہ قلمی و لسانی تاثیروں نے لوگوں کو ان مذہب کے تلوں کرے۔ کہ شے کیا کرے۔ لیکن یہ پوری تشریح نہیں۔ بلکہ اس کے علاوہ محمد و وہ کے خیالات و خصوصیت۔ ایک اور کے پروفی کے دونوں میں مذہب ہیں۔ ان کے ذہن سے اسباب و دیگر لوگ ان مذہب میں شریک ہوتے اور شریک ہو چکے ہیں۔ ان کے دونوں میں جو شے سہہ ہو جاتے ہیں۔ قرآن میں ایک دوسرے شخص کی روح گواہی ہے اور چند وصفتان میں اس وقت ایک وہ روح القدس سے باہر کی طرف اثر کرتی ہے۔ وہی ہے وراثت وراثت لوگوں پر ظہر کرتی ہے۔ اس سے یہ کہنا درست نہیں کہ سجدہ و فطرت یا سجدہ و فطرت میں ان کے ایسے سے بعض ترقی محمدی ہو گئیں اور اب ایک محمدی ہیں ان میں۔ خاص تاثیر شخصی خفی جو پہلے عرب میں شروع ہوئی اور اس وقت سے اب تک ہر اثر کرتی ہے *

یہی حال بلکہ اس سے بڑھ کر کسی دین کا ہے۔ اگرچہ اس کے مدعی سماعت کے دوسرے لوگ ایسے مذہب کے لئے تہ جو گئے یا لوگوں نے اس مذہب کو گواہ و گواہ کیا۔ مگر درست نہیں۔ لسانی ترقی کے دواصلوں کا اعتبار۔ پورس دوسرے سے یوں کیا ہے جس جہان کے ہر ایک

[illegible]

حیرانی میں جس کے پاس جانے اور عرض کرتے تھے کہ انہوں سے جان
لیا تھا کہ یہ وہی آدمی ہے جس پر شکل میں سے ان کو کھال سکتا ہے اب وہی
ان سے تہہ پہنچے کو تھا۔ اس ضرورت کو مدد کرنے کے لئے خداوند نے ہم
تشریف لائے۔ درمیان کو عین دل کے یہی شخص تھے جس کا شاگردوں کے ساتھ
تھا وہی ہی شخص دوست اور آدمی کو لے گا نہیں۔ چنانچہ اس سے دوست
کرونگے اور وہ نہیں وہ رشتہ دوست دلاؤں گا کہ پہلے تیار نہ تھا۔ ہے
میں سے تہہ پہنچے کہ جیسا کہ رہنے والے مارنے دیتا ہے جو قتل دیتے
وہ لے گا وہ وہ اس نے کیا میں نہیں مٹوں گا پھر وہ لے گا۔ میں تہہ پہنچے پاس
ہوگا۔ پھر اس نے باتیں تہہ پہنچے ساتھ ہوئے تہہ پہنچے سے کہیں بیکس او
تلی دیکھو اور جو روح خدا سے ہے اب ہر سہ تمام جیسے گا وہی میں اب
چیز میں کھینچا۔ وہ سب باتیں جو پہلے میں نے نہیں کہیں تھیں وہ وہی لگاتار
میں موقع ہر بات کے وقت وہیں مقصد کے لئے خداوند نے یہ
محنت و لگن کا کارنامہ ہے۔ مسیحی عقیدہ کے جو روح القدس کی شخصیت
کے بار میں ہے جو سب مخلوق پر ہوتا ہے۔ پہلے کے روح القدس
کو کہہ کر تاثر ہے غیر متشخص آتش نہیں کہنے میں۔ کہیں تہہ پہنچے سے ظاہر
ہے کہ یہ وہی قوتی دینے والا ایک شخص ہے جیسے سچ خدا ایک شخص خدا جیسے
مسیح نے شاگردوں کے ساتھ رہ کر ان کی فطرتی دیے ہی یہ روح القدس تھا کہ وہ
پر تہہ پہنچے جس سہ سہی کا وعدہ یہی نے شاگردوں سے کیا تھا جس کا چہرہ
میں روح ہوگا۔ پہنچے مرنے میں توان سے تہہ پہنچے ہوگا بیکس ایک غیر فطرتی
میں نہ کہنے گا جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہے گا۔ اس کی تفسیر کا یہ ایک تہہ
شعور کا رہے کہ اگر قوانین کا مدد کے ٹھکانہ کی بہانے وہ ہر ایک کی ضرورت

مراجعت کے مطابق ہے جس سے وہ غافل ہے جس کے لئے شہد
جیسا کہ فطرتی مراجعت ان کی خاص کرداروں کا یہ وہی ہے۔ مسیح نے جانے
ہے۔ یہ نہیں ہے وہ محروم ہونے والے تھے اس لئے مسیح کے وہی
ہی فطرتی کان کے وعدہ کیا کہ روح القدس ہم کو ملے گا +
محنت کچھوں کی یہ وہی رہت ہو تو معلوم ہو جائیگا کہ جسے ہم
سے اسٹیل ذات کی کہیں فطرتی ضرورت رفع ہوتی ہے۔ اگر ہم اس نے
تہہ پہنچے روح کے شخصیت رہتے ہیں۔ درمیان سے وہ تہہ پہنچے سے تہہ پہنچے
ہے کہ روح القدس کے لئے سے کیسی بڑی کی پوری روحانی تہہ پہنچے کا
روح القدس کی شخصیت تہہ پہنچے کی سے قبیل کر پیتے ہیں نو وہ ہر سہ سہ
سپائی میں جلاتا ہے روحوں کے ایک تہہ پہنچے کہ جس کے لئے شخص
کی محبت میں ہیں جس کی تہہ پہنچے کے خداوند کی طرح تہہ پہنچے جو اس کے
سے نہیں ہے۔ پورے طور پر تہہ پہنچے روح القدس میں ہی فطرتی
تہہ پہنچے میں ہی فطرتی سے تہہ پہنچے تہہ پہنچے سے تہہ پہنچے تہہ پہنچے
سے سے کسی انسان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ روح القدس
کی ہر بات تہہ پہنچے کو فطرتی سے تہہ پہنچے کو نہیں۔ اور حجاب
یہ تہہ پہنچے کی عرف کی ہے جیسے ہی یہ تہہ پہنچے کو بھی لگتی ہے۔ وہ حال
تک جس روحانی فطرت سے ملتا ہے مشورہ الی بانی ہے وہاں تک ہر وہی
گھڑبھٹ وہ جیوا کی جان رہتی ہے +

جب ہم روح القدس پر ایمان رکھتے ہیں تو اس قدر ہی ہم پاک ہو جاتے۔
کلیب اور تہہ پہنچے کی روح تہہ پہنچے ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ وہی انکو جس
ہوتا۔ فکر اگر شخص میں رہتا ہے وہ ان کی تاثیر بھی ہوتی ہے۔ جیسے

چنانچہ سورج ہے ایک زمین پر سورج کا نور و روشنی کا کمرہ
ہے اور زمین سورج کے گرد گھومتی ہے مگر دیگر پر مفلکی و سب سے بھی
جو کسی سورج کے گرد گھومتی ہے ایک دوسرے پر اس میں ہر شے ہے
ہے یہی حال چار سورج چار سورج تو سب سے اندر کی تاثیر میں کی
سورج کے ذریعہ ہم پر پڑتی ہے لیکن اگر تقدس شے کی تاثیر بھی
ایک دوسرے پر پڑتی ہے ہم تقدس کی سوا شے میں رہتے ہیں
چار ایک طرف تو سب سے رشتہ ہے دوسری طرف سب سے تقدس سے
وہ ہم سے لے کر ایک ہیں۔ اور ہر عضو صحت میں باہمی تعلق پر مشتمل
ہے اور کھپ کی سستی کا بہ قلوب سے رجوع دینا میرے ہر سے تعلق
ہے وہاں ہیں گئی کے وہاں ہوں جب تقدس کی رعایت رہا تو اس
کی عالیٰ تھی تب کہ سب سے زیادہ سرگرمی اور قوت پائی جاتی تھی وہ تقدس
تغلب غلافی سب سے اس کی صورت کو رائے کرے نہیں خاص ہے

بعد از عقیدہ میں ذکر ہے گناہوں کی معافی جن کی تہمت در
ہمیں انگ پر جان رکھتا ہوں یہی تعلیم کا غایت اور لب لباب اس
تعلیمی عقیدہ میں نظر ہے ایک مدرسہ (میتھو ریل نامی) نے کہا تھا کہ
چلوں گے ایک نامیاد شہر سے اور پانچ ہفتے کے ایک ہی مانی رہا اور
میں گھر کی پر سے ہے کہ چلوں کو خود سزا دینا کہ اس کے رہیں گھر
سے خاص چھوٹے اسی وقت درہمیں کے محض ہی مائے کے مطابق
ترتیب دینا سے رہا لگوں ہے۔ سول کی ترتیب کے مطابق مضمون کا
میں کیا ہے جب ہم دوسرے معتمد کی کتاب میں پڑھتے ہیں تب

بھی ان معتمد کی ترتیب کو پڑھتے ہیں کہ ہم اس ترتیب کو لے کر اپنی
رائے کے مطابق اس کتاب کو ترتیب کیے ہیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو کتاب
کا مقصد کبھی سمجھ میں نہ آئے گا۔ پس اگر ہم یہ سمجھنا چاہیں کہ چوں نے کس
تعلیم کی مادی کی لڑہم نہیں کی ترتیب اور رائے کو اختیار کریں۔ دوسرے
کے حصے کے پانچویں باب کے آخر میں یہ ذکر ہوا کہ خدا کا فضل اور معافی
سب کے لئے ہے۔ پھر امدتیں باوجود ہیں وہ بتاتا ہے کہ اس فضل اور
معافی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ باہمی دھن و بہن سب سے بڑے فضل اور
سے بھلا پائے ہیں۔ ان باتوں کا خاص حصہ موت و قیامت ہے۔
ہر شخص خود اس سے حق ٹھکانہ نہیں مرنے کا و موت چھوٹ کر کسی اختیار
میں رکھی کیونکہ وہ جو سو گنہ کی نسبت پاک رہا ہو چھوٹا ہے سو
خدا کی نسبت جیتا ہے سہی طرح قریبی آپ کو گناہ کی نسبت مر رہا ہو
موت کا سب سے زیادہ ہوش معتمد کے دیکھنے بندہ سمجھو

بہ کل جہ کہ ن لیا کو محض شی دن اور سب سے مائے میں
کر سکتے ہیں اس کا خارج بھی نہیں کر سکتے۔ جب سول یہ تہمت ہے کہ سورج
متبازی کے علت نہ ہے تو وہ یہ بھی ہوتا ہے پھر اگر اس کی روح میں
سورج کو گردوں میں سے جدا کرتے ہیں پس تو سب کا بھلا ہے۔
مرہ ہیں کہ ہمیں چنانچہ روح کے وسیلے ہم میں سب سے بڑا
ہوں میں سول یا پھر بھی بتاتا ہے کہ وہ خود اندر ہی کامیابی کی
ترتیب کا تقابل کرنا اس سے سمجھ کہ سب کی فیض میں اس کا وسیلہ
شان ہے کہ اس پر سلطان مطلوب ہو سکتا ہے اور اپنے بچہ سے اس
مرا لہجہ دن و سب سے کہیں نے سورج سے ہر شے کا پتہ کر

نئی پیدائش اور نئی قوت دینا بہن حاصل کر گئی۔ چوسکتا ہے کہ وہی حدیث
 ایک زندہ رہے اور جو وہ کزوریاں نفس و خواہشیں اُس کے ساتھ لگی
 رہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو بہت لوگ اس جہنم کے بعد اگرچہ وہی جہنم
 کے ساتھ منتقل کر گئے تا نفس انگیزی بھاگوا جائے۔ یہ قیامت جسے
 مسیح نے روشن کر دیا زندگی و عدم سریت ہے (۱۰۰۰)۔ مسیح کی قیامت
 اس امر کا یقین دلاتی ہے کہ ہم اس جہنم کے بعد کبھی جیتے رہیں گے بلکہ
 نئی زندگی میں قدم ماریں گے۔ درجہ اول و دوم دونوں پر یہ قول صدق
 ہے کہ وہ مائیں پیدا ہوں اور قبضہ میں منتقل ہوں۔ جسے جنت میں پیدا ہوتا
 اور جہنم میں منتقل ہے کہ وہی میں پیدا ہوتا اور روزِ قیامت میں منتقل ہے۔
 ہنسی کی قیامت سے مسیح کی قیامت زیادہ عجیب ہے۔ کیونکہ
 یہ قیامت نیاس ہے کہ چاروں کی چنگا لائیک وقت گرفت اور ہوسے
 طبع ہوا تھا وہ پھر گرفت اور ہوسے طبع ہوا ہائے۔ لیکن روحِ انسان
 میں بعض ایسی اشیاء ہیں جو غیر قابلِ فکر آتی ہیں مثلاً تاثیریں عادتیں
 کی عادتیں۔ غیر جن سے نڈر ہوا۔ تقریباً ممکن معلوم ہوتا ہے۔ خاص کر
 روحِ کل کے زمانے میں جبکہ یہ مسئلہ، جاننا ہے کہ یہ پوری تاثیریں موتی
 ہیں۔ درجہ پہلی معلوم ہے کہ روح و بدن کا تعلق جسم سے بعض جہدی
 یا کہ جس کی تاثیر سے یہ باتیں وہ ہیں جو سہولتیں۔ یہ وہی کسی عوامے دے
 گناہ سے جنگ کر ہے تو فتح پائے کے بہ بھی کچھ واضح بانی۔ وہاں ہے
 پس کسی مبارک وہ حالت ہوگی جس کا ذکر مقدس یوت سے کیا ہے کہ
 جسے مسیح نے ہر چہ کر ہم اُس کی مانند ہوں گے۔ جیسے ہم جس کی موت کی
 شہادت میں شریک ہوتے دیکھتے اُس کی قیامت کی شہادت میں بھی شریک ہو گئے

میں جنت۔ روحِ مسیح سے ہر کے فرزندوں سے کی ہے۔
 محض غفلت کی بنا پر تو اس کے سخت ذوق کا توڑنا ممکن ہے۔
 فرح کر کے دلی پہ طبعی قوتوں ہی کی تاثیر پوری ہے تو تو نہیں مراد ہے
 کچھ بچے ہیں۔ ان کی بھائی اُن کا کام اُن کی پاکیزگی مانگے ہوگی طبعی طور پر
 سمجھ کر کہہ سکتے ہیں جیسے کہ صاحب کے کہا ہے (کہ گناہ صاف
 صبر و سکون۔ یہی جو سرزد ہوئی ہے اُس کی تلافی، لیکن نظر آتی ہے اگرچہ
 ہم گئے کو ہی کہ چھوڑیں تو یہی روحانی قیامت کے گناہ کا مسیح ہی مسیح
 نہیں سکتے۔ پس مانی ذات کے مطابق کسی کی قسم ہے۔ عیناً غافل
 کی یہ حسرت کہ جہنم گناہ ہے اس حسرت کے بدلے کون مجھے تجھے چھوڑے گا؟
 وہ وہاں بھی حجاز ہے جیسے مسیح کا قیام میں سے ہی ٹھکانا ہے کہیں کی
 مٹا دی جس نے کی جس کی یہ عایت برکت ہے۔ جو جس میں وہ خدا کو
 خوش نہیں کر سکتے کیونکہ وہ پاکیزگی و شہادت کے نیکی اردوں کی تعمیل نہیں کر سکتے
 نہیں ہو سکتی جو خدا کا ہوتا ہے۔ ہر تم بھائی نہیں بلکہ روحانی ہو بشرطیکہ کہ
 روح تم میں باقی ہے جس میں مسیح کی روح نہیں وہ اُس کا نہیں۔ اگر
 مسیح تم میں ہے تو ہر گناہ کے سبب مردہ ہے پر روح و منہ ہی کے
 سبب زندہ۔ پھر گناہ کی روح جس نے یسوع کو قیامت میں سے بلایا
 تم میں سے قیامت کا بلانے والا تھا کہ وہ سے مردہ پہنچا کو بھی یہی جس قیامت
 کے دیکھو کہ تم میں باقی ہے جہنم کا۔

کسی دیکھی طرح سے یہ تمام صاف صاف ہے نہایت انسان ہے
 پیدا کرنے کی صورت پر یا بتا چکا ہے جس جس کی میرانی کو درجہ پہلے
 والا جہنم کی جہنم کو جس چنگا لائیک و انت و انکی ہے پوری ہوگی کہ ان کے

کہ وہ چاہے سے پہلے کہہ دے جی تو کہے میں بالکل پیچھے نہیں ہٹتا۔
 جب کہ ہم اسے چونے پہنچے گئے تھے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے ہمارے
 دیش چاہیچہ وہ گئے ہیں وہ ہنٹ ڈوریں ہماری دائیں بائیں کھینچ سکتی
 ہے اور اچھی اُن کے ساتھ کچھ رفاقت آتی ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ کم در
 جات سے سمجھنا رہنمائی چاہی کرے۔ بعد ہر سیکشن کے لئے یہ راستہ رہا
 انہی انہی محنت میں منتقل ہو جاتی ہے۔ آخری خوشام آج وہ کسی ہر استادی
 اُن کی ضروری شرف ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اسکل مقصد کے بارے میں سنا
 لگو دینا ہے۔ اسے میں ہے۔ پھر اس رسوں یہ کہتا ہے کہ میں سچ کی کہیں
 سے شرماتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ ہر ایک کی سہ سے کہے کہ میں نے یہاں مانا
 کی قدرت ہے۔ اس میں میں ہر ایک کی مدد دیتی ہوں۔ گریہ درست ہو
 کہ میں وہ استیلائی کے ساتھ لئے ذریعے سچات کے لئے وہ کی قدرت
 ہے تو بڑی مشکلات، میں کے قبول کرنے کے۔ اسے میں میں وہ کاروبار
 جاتا ہے۔ جس نہیں کی منادی مقدس پر اس نے کی گردہ خدائی کی گہری بنیاد
 ظاہر کرتی ہے اس کے خدائی کی بنیاد وکیل پائی ورجہ منہ ہی کے جو کہ
 پہلے میں ان کی ضرورتوں کو رفع کرتی ہے تو وہ میں اس نہیں کی تائید
 میں ہے۔ درجہ کی سی دلیل کا قرار دوسرا سمجھا جاتا ہے۔
 انہی کے خیالات عاموں کی تفصیلات سے معلوم ہو سکتے ہیں چنانچہ
 ایک عالم کشیدہ ویری ریو پر پانچ شکلوں کا ذکر کرتا ہے۔ نہ وہ روشنی
 درو کے لئے یہ غیر یاد کرتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مسیحی عقیدے کو سمجھ کر دیا
 ہے وہ بے یقینی در شک کی سارا میں ہے جارہے ہیں اور ہر پریشان
 ہیں۔ یہ صرف کہتا ہے کہ اگر لوگوں کو یقین ہو جائے کہ حق یہ ہے تو

لوگ اس پر چسپ گئے۔ گراں کو یقین ہو جائے کہ یہ نیک بات ہے تو اپنی
 ساری زندگی دوسروں کی بھلائی کے لئے مخصوص کر دیں گے۔ یقین اس کو نہیں
 ہیں اس لئے کہ زندگی ہر مصل و مقصد گذرتی جاتی ہے۔ اور یہ مصنف
 اسے اپنے لٹاؤ میں نے کی ایک مدد ہے۔ ٹھیک ہے۔ بلکہ اس کا خیال ہے کہ
 دوسروں سے "جسے" جس کے لئے وہ زندہ ہے کہ حق پر چن کر چاہے میں اس
 کو پناہ میں کہ حق کیا ہے۔ جس کی اس کا مروج پایا جاتا ہے جو کسی دن
 کے آگاہ میں تھا اور اس وقت یہ مزاج دی مدد کی قوت پر جس رہا تھا۔
 اس قسم کے مزاج کے لئے جو علاج اس وقت میں کیا گیا تھا وہی اب تو اس
 مصل میں کرتا ہے۔ وہ اگر لوگ اس علاج کو رو کر پیچھے نہ کچھ فوس وائل
 سے رو کر گئے نہ جی ٹھیکے میں اسے اڑ چکے۔
 اسی کے مدد میں گزشتہ لکچروں کے سلسلے میں یہ مذہب کرنے کی
 میں نے کوشش کی تھی کہ مسیحی عقیدے کے بڑے بڑے اصول اٹھ کر
 جو گنا، مدد بھی کی ضرورت اور مسائل کے بارے میں تھے وہ ہماری مدد
 را مناری کو یاد کرنے اور وہی تقاضوں کے مطابق ہیں۔ درمیں کی بنیاد
 یہ کہ کئی تھی کہ انسانی استیلائی شخصی رشتوں پر مشتمل ہے۔ وہ یہ بنا کر پناہ
 کہ اخلاقی و سبائی بنی صحت کی مدد تھی کہ عام ہر ہر شخص کا غلط کیا
 جائے بلکہ ابھی شخصی رشتوں کی صحت پر تھی۔ انہیں ہم یہ کہیں گے کہ صحت
 میں "استیلائی" داخل ہے لیکن استیلائی میں بہت حد تک نہیں۔ یہ مصل
 آج کی مشکلات کی کو کبھی ہے اور میں اسے چل کر اس اصول کی تشریح کر رہا
 اگر کوئی ہمارے شخصی رشتوں کی حقیقت اور مکان پر حودہ متعلق خدا سے
 رشتہ ہو یا ایک دوسرے سے شک کر اسے تو وہ مسیحی زندگی کے درخت کی

دعا میں اس احوال کی ایک مثال ہے۔ یہ نصف خد کی ہستی و نفس
کی بقا کو حکمت سے قرار دیا ہے۔ وہ اپنے سے ہی پر سوار کرتا ہے
کہ آیا ممکن تصور کے طبقہ میں اللہ کے تدبیر عقل ہے اور اس عقول میں
سے تادم کرنا ہے جو ہے کہ بدتر چشما و خیال و رشتے کو درست کرے۔
اس نصف کے تے کہنے پر بھی اس کے بعض رفیقوں نے بڑا مایا +
پر تر عقیدے کے لئے بہر سبھی گرج گس کو کل سبب قرار دیا ہے وہ
سکتے۔ چنانچہ لکچر کے شروع میں اس کا ذکر کیا کہ خدا کی دستبازی میں
ظاہر ہے۔ کہ وہ ایمان سے اپنی طاقت ہے۔ چنانچہ لکچر کے کہ رہا ہوں
میں شیعہ۔ حال کے ناموں کے صورت کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ وہ اس
سے سائنس نام ہے یعنی ان کے معنی۔ دستبازی کا معنی سائنس پر
مبنی ہے۔ درجہ چوب سائنس لڑنی کرتی ہے۔ یہ اصول بھی ترقی راہ ہے
لیکن پولس کے معنی پر۔ دستبازی ایمان سے ہمارا ایک اظہر حوت
ہے یہی یہ ایمان سے شروع ہوتی ہے اور چوب چوب ایمان لڑنی کرتا
ہے یہ دستبازی بھی لڑنی کرنا جاتی ہے۔ پس اس میں کسی مابینے کی طرف
مشدد نہیں کرتا اور نہ میں اس کے لئے تھک رہا ہوں۔ بلکہ یہ صحتی خود کو شروع
ہوتے چاہئے۔ ہم ان معنوں کو عام معنی میں سے کہ سائنس عالموں کے
اصول کے ساتھ اس رسول کے اصول کا مفہم پر کریں +

انہی کی تواریخ پر غور کیس کو شروع انسان نے کس طرح دستہ داری میں لائی
گی۔ ایران کے عام صفیہ میں کسی پرچہ دوسرے دیکھا۔ مناسبت کی غرض سے یہ
کاہم وسیع کی جاتا ہے۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ متناظر سے
انہی میں برابر کے مہینے کہنے پر ہمیں اس کے اعلیٰ و سبب لایا جاسکتا ہے

اس کے لئے حکم کاویں دیرہ کے درپست سے ہائی جسٹ پر بھروسہ
کرتے لگے اور اس کے پیرو ہو گئے۔ تو سے عقروا قیود گنیر جسٹ وغیرہ
کا حال معلوم ہئے جس نے علم وفاق میں خیرے میں کئے تھے اور نہ اس
پائس صل رستبانی کو ترمیم یا سیتہ پیر توب پر جسٹس کے طور پر نہایت
کے بٹھا توں نے جسٹس کی بھروسہ کیا تھیک کیا گیا کی تاثر سے دور
چتا نہیں جسٹس کا عہد ان پر چکا گیا رونق سے باند چوری سے اکی کی
ہوئی پر چھو ابھ جانے میں کہ نوع انسان کے ان مصلوب نے کیسی حریف کی
تھی۔ مثلاً جسے فلان کے پیسے اعلیٰ اصول نمونہ کے کر فلج حیرت ہوئی
ہے اور اس پر اسٹور میں سے ان نقدیوں میں بسا ہی ملے ہوگا جیسا
کہ وہ اب سہرہ رستبانی سے عہد ان سے بیش جس کے ساگر دیر ہو گئے۔
اس لئے کہ ہاروہ اسٹس جس کی ہدایت کا تہم کیا یا سکی سبب جسٹس کو
پر کی۔ جس کے پیرو ہو جیتے جس سے کہیں نیچے تھے جس کی غلہ دیات کہ
پر کئے گا میں راہ دی رخت۔ کہیں وہ مل پر یات۔ اسے اور جس بہار
سکو و رہے۔ میری سے مر فر رہے تھیکہ در میں ٹھکی بھروسہ کے فیض
جس کے لئے مرا ہیکہ تھے۔

میں سے کہ تمہیں بڑا فکر ملا ہے اس کی کلیک ہے درستی مطلق اور قریب سے شری
ہے۔ یہ خدا کی مسیح کے اقوال اور رسول کی تعلیم سے شروع ہیں۔ مگر خدا کی
توفیق اور نصرت سے خدا نام میں بھی اس وقت کہ خدا میں کافر ہے اور
موجود ہے کہ مسیح جس نے اسے خدا میں اور اعلیٰ میں اپنی تعلیم کے لیے
ایک خدا میں بدو۔ کیونکہ یہ وہ ہے جس میں یہاں کہ تو اس بار میں تعلیم کو
خدا کی طرف سے ہر شے سے درجہ سے ہر شے میں ہے۔ یہاں کہ یہاں ہے۔

یہ کہ جسے پہچانے ہوئے۔ پہلے تو ان لوگوں کے کھانے کی کمی سے پیار کیا اور
میں پھر دوسرے رکھا اور بعد ازاں انہیں دوسرا کھانے کی تعلیم کر دی کہ وہ
قدیم میں کھانا کایا نہ تھا کہ وہ بڑے خوش و سرگرمی سے چاہے۔ اور اس سے
پہلے چاہے کہ وہ کچھ کھانوں سے لے کر اس کے قیوں کی اگرچہ سب کچھ چھڑا اور
خصلت سے لٹھانا پڑا۔ یہ سب کھانا کی طرح سوسائٹی کی طرح ہے؟ یہی ہر دور
و شرف کے لیے رہی کرتی ہے۔ سائنس سے سکول کی طرح سائنس میں
میں شاگردوں کی عقلی و فنی زندگی کم و بیش درکار ہوتی ہے۔

ہمت نہ ہے کہ اگر سائنس دان کا یہ قانون نہ ہو تو عمر بھر در قہر بیت
س کا موافق سم سے مل کر رہے ہیں وہ عملی خلاق کے ضروری اصول
میں ہی قائم رہتا۔ اگرچہ سائنس کی صحت کی فکر ہے تو اس میں ذاتی اختلافات
ہوتے ہیں۔ اور ان کا متفق ہونا ہر دور کی فکری و فنی کی تاثیر میرے قیوں میں نہیں وہ
دور بھر ہوگی۔ کچھ مشاغل نہیں کہ کچھ شوق و فانی پر پڑا میرے دوسرے کام وقت دیت
اگر اس دوران کی کوئی خاص تاثیر ہے تو وہ پائیداری مرضی و رضا مندی ہے۔ ہمت
پیدا کر کے گی۔ لیکن اخلاقی و دنیائی اخلاقی حالت کی تعمیل کے لیے میرے
دور کی رضا مندی میری مرضی و رضا مندی خیاالت کی پائیداری مطلوب ہے میں
بہر حال تجربہ کے بعد میں کہہ سکتا ہوں۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ میں کہہ سکتا ہوں کہ
پہلے میں وہ سائنس کا ایک مشاہدہ کر کے سے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں
سکتا ہوں۔ بلکہ یہ بڑے و خفاج صحت میں ملے کہ کشتی میں۔ یہی سائنس
مرضی اور فنی معرفت ہوں چاہتے ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے کہ ہر خفاج کا مفاد
کے چاہتے ہیں۔ ایسے شخص تو ہوتا ہے جس پر اپنی عقلی قیوں کے دیے سے
دور ہی سے میں کہہ سکتا ہوں۔ ہمتوں پر نظر دے سکتے ہیں لیکن سے عہد کے

کہ خفاج اس کے علاوہ اس کے علم و فنی تاثیر میرے قیوں میں کہہ سکتے ہیں
دوسرے میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
اس کے خفاج اس کے علم و فنی تاثیر میرے قیوں میں کہہ سکتے ہیں
خفاج کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے
دوسرے میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں

مگر ہر دور میں ہمت و فکرت اور دنیائی و اخلاقی خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں

یہی خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے خلاق قیوں کے
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں
کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ سائنس دان کی کھانے کی تعلیم میں کہہ سکتے ہیں

پر کہ فیصلہ ہوتا ہے کہ ہر ملک ایک نازک وقت میں پڑتی حالت
 حل کے لئے جس میں گلی بلیوں نہ رکھنا ہو اور نہ شہر قلعے میں فیصلے میں
 ہو جائیں۔ لیکن جب اس نے فیصلہ کر لیا ہے اگر وہ اپنا شخص ہے تو
 اس سے دور سے اس کو انجام تک پہنچانے کی کوشش کر لیں جن حالات
 کا نتیجہ شاید جلد ظہور میں آئے دلائل نہیں دانا شخص شاید مدت تک توقف کرے
 اور اس لئے صبر کے فن پر فیصلہ نہ کرے اور جلد کرنے کے بعد بھی بڑی احتیاط
 اور ہوشیاری سے کام لے لیکن ایک فیصلہ کو کرنا چاہئے جس سے تو
 اگر نہیں کر سکتے تو جب فیصلہ ہو گیا تو فوراً اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ کسی
 کبھی کسی دوست یا بچے کے بارے میں دخل دیتا پڑتا ہے کہ وہ کچھ کرنا چاہتا ہے
 اور سنا ہے کہ وہ مشکل بنا رہا ہے اور دوستوں سے مدد مانگ رہا ہے اور
 چوکے سے کہتا ہے چاہئے لیکن اسے جلد فیصلہ کرنا ہوگا اور جب فیصلہ ہو گیا
 تو اس کا فرض ہے کہ نہ تاہل اس پر عمل کرے۔ ہمارے اندلی وقتوں میں
 کی اعتراض کے لئے جلد جواب کی دلیل بہت مضبوط ہے کہ "ظلم ظالم
 ہمارے لئے لڑ رہا ہے"۔

لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اکثر لوگ بے ہوشی کی حد تک یا حلاوت کی حد
 شریعت کے دورے میں چشمہ رستہ نامہ یا ترمیم میں جیتے
 رہ کر پورے موروثہ ترسکاتیں۔ اگر درکاروں نے یہ تو یہ کاروائی تو ضرور ہے کہ
 ہر ایک کو جہاں جہاں کر سکتے ہیں فزعت کہاں ہے۔ ان کو تیار رہنا اور
 ملاحظہ کرنا ہے کہ مسووی کاروبار کو چھوڑ کر سائنس کے مطابق تحقیق
 و ہیب کام کرنا۔ اگر اس شکل "ان" فی ذلت کی اس صحت سے رہنے پڑتی
 ہے جیسے مقررہ نوٹس تک قانونی طور پر ہیں کہ وہ حال اور عدالت میں

میں وہ نہ پھر وہ نہ رکھیں اور ان کی بروری کرنا نہیں ضروری پڑتی
 معمر ہونے میں اور ہر ملک ان کے دورے سے محبت اور امن اور
 نیند لوں میں پیدا ہوتی ہے کسی کے مطابق وہ ان کے ساتھ لگے
 ہیں۔ یہی صحت مندی کی حقیقی آگے کو منتقل کر دیتی ہے جو ایک سے
 دو صوبے تک پھرنی پڑتی ہے۔ اور پلٹ کر پلٹ کر لوگوں کی طرف
 کا کاٹ ہوئی ہے جو مضبوط ہے۔ اس ضمیر ہر ملک میں لوگوں کو
 ہیں ان پر کڑا لوگ جو دوسرے رکھتے ہیں۔ ہر ملک میں وہ ہیں اور ان
 لاسے میں اور لوگوں کے رول میں امن پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ ایک
 سے پیشتر ان کے لئے اس اوقافین سے پیشتر عمل کر سکتے ہیں۔ پہلے
 جب لوگ بھی جو سب کو سنی صحت سے ہر شخص غائب ہو گیا ہے
 ان میں سے وہ خاصا کا یہ قدر درست ہے کہ لوگ غائب ہو گئے ہیں
 کے مطابق شاید اس کا مقصد ہے اور وہ لوگوں کے بھی نہیں سے سیکر ان
 کے دے میں ایک در تباہی اور قارہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ
 "قانون" نے ہمیں بھی جو سے رہ کر رہا ہے اور وہ یہاں نہیں
 محبت صرف بین حفاظت کی ہیں۔ ان کے دورے میں فی فائزات کے خاصے

ہیں ۴
 اس جیسا کہ ہم سے یہ طلب کرنا ہے کہ جب جب وہ سائنس
 سائنس کی ترقی کے لئے کہہ رہے ہیں۔ ان کے لئے کہہ رہے ہیں کہ ہم سے
 یہ طلب کیا جاتا ہے کہ جس طریقہ سے اس سائنس کے مطابق اور اس
 ترقی کی ہے اس کو ترک کر دیں۔ تو سچ ہے کہ اس طرح کے کہیں سے
 سبھی کلیپا کے خلاف کے ہیں اور ان کو ترقی دینا اس قدر کسی اور

عجب سے نہیں ہوتی۔ مگر یہ سب میں بھی کم و بیش ہمت کی بڑھوتری نظر
آتی ہے۔ سیکھیں جو رحمتیں ہیں۔ اپنے مذہب کے اور بیٹے کی میں نہیں
کچھ گم نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ جس طریقے سے یہی بڑی ترقی
پہنچی ہے کہ بالکل غلط ہمت عقل کی بات میں منہ منہوں کا مطالعہ ہے
ہے کہ نوع انسان کے ان پردوں کی بات درخشاں ہو کہ ہم تکمیل میں
کسی سے شک کی گاہ ہے کہ کوئی ہمت کی بات ایک مثال ہے۔ جس طرح
کوئی دور دراز سمجھنے والوں کا سفر کر کے کے جڑوں اور ملکوں کو گیا
میں نہیں کسی کھات کے پیشوائے مجسمہ کے۔ یہی ملک کی ترقی
میں رہا ہے۔ وہ اس کھم کے لئے ہم اپنے پیشوا کو پیار کرتے، اور اس پر
غیر و سر رکھتے ہیں۔ ان زندگی کی شافی میں رہ کر کتب خانہ میں ہوسے کا گیا
ہرے ہیں جو اپنے پیشواؤں کو جاننے اور ان کی پیروی کرنے ہیں۔

اس لئے خلافت مندرجہ لکھنے کی چاہئے نہ ملے۔ یہی عالمی شہادت
صرف تجربے سے ہو سکتی ہے، اور تجربہ صرف ہی صورت سے ہو سکتا
ہے کہ ہم یہاں کہہ رہے ہیں کہ یہاں گشتِ عمر بھر سمجھنا چاہئے
میں تو ہم ایمان والوں اور دیکھنے سے پیشتر پیار ہونا چاہئے یہی
لکچروں کا مقصد ہے کہ سچ اور ش کے سوا سے جو رہا رہی گئے
ہیں ہماری تمیز ان کی تصدیق کرتے ہیں۔



لکچر دوم تمیز کا نشنہ، شخص خدا پر شاہد ہے

”خداوند تو مجھے جاچکا ہے۔“ وہ کہتا ہے۔
پہلے لکچر میں یہ کہہ دیا کہ مسیحی دین کے معنی کا ہوتے مانوس
کے مطابق طلب کرنا دوست نہیں ملے گا وہی نہ لگی اور مثلاً ہی کا
ناون دی ہے جو چوں کے تیار ہے کہ خدا کی رحمت ہی پر ہے
یہاں تک ظاہر ہوتی ہے۔ ”ان لوگ کو دوسرے کے لئے نہیں پوچھا
سکتے ہیں کہ وہ ان کی خدائی، یہی زندگی کی ترقی پر ہوتی ہے
کہ ہمارے محسوس میں سے جو کچھ عقل اور حاصل ہیں ان پر کچھ دوسرے
رکھیں انہیں پیار کریں، اور سچ سے ملنے والی باتیں کرتے ہیں یہاں
ہی حقیقت اپنے واضح نہ ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو محسوس اور
نہیں سے کہیں یہاں وہ کچھ دوسرے کے قابل ہے۔ مگر حلالی دیں انوں کا
عقل قبولت درکار ہے تو پہلے ان پر ایمان لا کر عمل کرنا چاہئے۔

اس ایمان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہوسے عقیدے کی تصدیق نہیں
کوئی تصادف تجربے سے مل نہیں سکتی۔ بلکہ عقیدے کی بنیاد وہ کچھ ایمان
پر مبنی چاہئے وہ نہ اس پر حمایت قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ پر موقوف مسدود

سے متعلق کسی شخصیت رکھنے والا۔ اور ظہری مدد پر سیدھی کی گواہی ہے۔

نہیں کہ جس سے تو اسے خداوند بالکل نگاہ میں تو اسے پیچھے میر گھیرنے والا
 ہے اور تو اسے پناہ دے گا مجھ پر رکھتا ہے۔ مجھ کیونکر داؤد نے محسوس کیا
 کہ وہ چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اس کی فرشتوں میں یہ کونسی وقت
 ہے جس نے اسے حضور کی کوئی طرف سے محسوس کیا۔ اس مرد
 کی غریب بات میں اس کا حال کھلنا ہے۔ اسے خدا مجھے جانچا اور میرے
 دل کو جانچا مجھے آزاد اور میرے اندر شیعہ کو پہچان۔ دیکھ کیا مجھ میں کوئی
 درد انگیز عادت ہے کہ نہیں۔ درجہ کو بدی نام میں چھوٹا دوکانی حضور کی
 عقلی طور سے جاننا یہ نہ کہ نہیں کیونکہ مختلف مردوں میں فرق نہیں کرتا کہ
 خدا ہم پر چاہے ضرور ہے۔ بلکہ وہ ایسی حضور کی کا ذکر کرتا ہے جو اس
 کے دل کو جانچ رہی ہے اس کے خیالوں کی پڑتال کر رہی ہے کہ اس میں
 کوئی برائی عادت نہ ہو۔ اس قسم کا عمل گاہے گاہے نہیں بلکہ ہر بار ہوتا
 رہا ہے۔ جیسا کہ آگاہ کی طرح دل تاپا جانے سے نہ چاندنی کے لئے گھبراہٹ
 رہے۔ اس کے لئے ایک ہی لیکن خداوندوں کو انہما ہے کہ آدمی کے دل
 میں جو بدعت اور نامن کی پہچان ہے اس سے وہ بچ نہیں سکتا۔ نہیری وہ
 سے میں کہ ہر ماؤں میرے حضور سے ہیں کہ ان بچاؤں اگر میں اسماں سے
 وہ چہرہ ہوں تو تو وہ ہیں۔ اگر میں ہوں تو تو دیکھ دوں
 جی ہے اگر بیچ کے ہنگام سے میں سمجھ کی انتہا میں چاروں طرفوں
 میں تیرا ہوتا ہے۔ کے پلے گا۔ درجہ وہ ناہانہ سمجھ کے گا اگر میں کہوں کہ
 تار کی تو مجھے چپ سے گی۔ تب رت میرے گرد روشنی ہو جائیگی یعنی تار کی
 تیرے سے۔ سے تیرا میں یہ کہتی ہر رت دن کی ہند روش ہے، لیکن
 اور روشی۔ دونوں یکساں میں ہیں۔ شاد کو سوسے اس کے کیا جاہ

ہے کہ اس حاضر دن غروب کے آگے سر تسلیم خم کر کے اس کی رعایت
 کرنے اور اس سے تکیہ کر کے اسے خداوندگی میں آنے کا کہہ نہیں
 رکھا۔ چونکہ رکھتے ہیں کیا میں ان سے جو میرے مخالف ہوں ان کے شکستہ میں
 بیڑ ہیں۔ میں شکست سے ان کا کہہ رکھتا ہوں میں انہیں اپنے آپ کو
 میں گستاخوں۔ سے خدا مجھے جانچ رہا ہے۔ اس کے دل کو جانچ رہا ہے کہ اور
 میرے اندیشوں کو چون۔ دیکھ کیا مجھ میں کوئی درد انگیز عادت ہے کہ
 نہیں۔ اور مجھ کو بری رہ میں چاہتا

میں نے اس مرد کو کاوا لہ اس لئے نہیں دیا کہ وہ اپنی جان سے
 سنبھلے بلکہ اس لئے کہ اس میں شاد کے دل کو کائنات کا تجربہ
 مندرج ہے۔ جو کہ ہم میں سے ہر ایک کا کسی دیکھی وقت یہی تجربہ
 نہیں ہوا۔ لیکن۔ سے کہ کچھ دیکھنا کائنات میں کہ وہ مرد ہو جائے دیکھ
 بھر میں اس کی حضور سے کتنے طور پر بچاؤ میں سکتا۔ حضور کی راہ میں
 سے میں بھریں اور میں دیکھ کو دیکھتی ہے اس کی ہر بات کو
 لکھے گا تو قرینت کے لئے اس سے یہاں لکھ لکھ۔ شائد ت کی زندگی میں
 کو کھول جاؤ لیکن خوب سے بیدار ہوئے ہوئے چہرہ سے۔ کہ ہے اس
 کا۔ تاکہ آج سے بکلیا یہ وہ۔ میں اور رعایت کر۔ سے کہ اس کا مستقبل
 شرم سے اس کا حتمی وقت کا شہادہ وہ ہے کہ میں بکھر رہی اس کے یہ
 وہ کوئی شے نہیں ہے کہ کتنی سے کہ وہ کہہ کر سے کہ اس میں کوئی
 نہ ہو۔ وہ نہیں۔ ایک جسم ہے۔ یہ چہرہ و ہریت شخصیت ذمہ داری
 کو دیتی وہ میرے لئے مہیا ہے سو کہ کہتی ہے بہت تک کہ اسے چاہا ہے
 کہ گناہ کہ ہے وہ کہ کو ہر میری ہے۔ وہ ہر موقع پر حسب ضرورت دانستہ

اور آگاہی بخشتی ہے +

اس مزمور سے اتنا تو ظاہر ہے کہ یہودیوں پر کائنات کی یہ بڑی تیر ہوئی۔ اب یہ حدیث کریم کہ جنتیہ مزمور میں لے نکالا وہ کمال تک درست ہے۔ پس غیور تو یہ لگا کر یہ باطنی رہتا تیرا نوا نہیں اس سے کسی الگ طاقت کی یہ تاثیر ہے اور وہ طاقت اس سے بڑھ کر کچھ کہ وہ انسان پر حکومت کرتی اور اس کو ہر گز نہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مستحق کو اختیار ہے گا۔ علاوہ ان مزموروں میں نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ جو شخص پر سر اور اثر کرتی ہے وہ خود بھی وہاں شخص ہوگی۔ شاید مزموروں میں کئی شخصیات کے سے معلوم ہوں پر وہ اتنا اچھا تھا کہ کائنات کی تاثیر اس پر اسی قسم کی ہوتی ہے جیسے ایک شخص کی دوسرے شخص پر۔ یہ تو تعریف بھی کرتی ہے۔ اور طاقت اس سے بڑھ کر ان کی مانند نہیں بلکہ ہر چیز مختلف مدلی کردی وغیرہ مختلف باتوں کے مطابق یہ سلوک کرتی ہے۔ بعض پر بعض تاثیر ہے جیسے دل کے مقابل میں اور وہی کے چہرے کے مقابل آدمی کا چہرہ۔ ویسے ہی یہ طاقت جو کائنات میں کام کرتی ہے انسان کی ذات کے مقابل ہے +

مزامیر میں نہ کی شخصیت اور امتیازی سے درمیان یہاں ہی تعلق معلوم ہوتا ہے جس قدر کہ ہر جگہ کا مطالعہ ہم سے کیا جاتا ہے وہ یہاں مل سکتا ہے۔ اس لئے یہ مزمور درست نہیں کہ شخص یا کئی مسمی کے دلائل طبی قیاسی یا فوق سمطرت ہیں۔ بلکہ سب سے بہرہ مست لائق مدانی ہیں +

حق درحقی کی پہچان میں اس نہ ہے وہی مزمور کی کے دیگر صفات

کی نسبت۔ بارہ ثانی صفات میں عقل کی مادی سوچ ذکر میں ایک طرح کی بے شخصیت پائی جاتی ہے۔ در بعض اوقات جس قدر یہ صفت بے شخصیت کی زیادہ نظر آتی ہے اتنی ہی یہ وہ عقل کی خوبی پروردگار کی ہے۔ لیکن حق درحقی کی پہچان۔ شخصیت یا شخصی زندگی واری کائنات کی تمام صفت ہے۔ اس مشورہ دلیل پرست کچھ نکات ہا چکا ہے میں خیال کرتا ہوں اس لئے میں سوچ رہا ہوں۔ اور پھر یہ سوچ کر دکھا کا وہ فن تصور مجھے حاصل ہے اس لئے خدا موجود ہے۔ اس پائل دلیل میں بہت ضرر ہے اس کو جسے کسی نہ سمجھنا چاہئے۔ دلیل یہ ہے کہ جب کوئی خیال کرتا ہے تو وہ تصور ہوتا ہے۔ ایک خیال کرنے والا اور دوسرے میں کسی نسبت خیال کیا جائے جیل کہنے والا عیود موجود ہے جس کا وہ خیال کرتا ہے وہ عیود ہوا ہے۔ اس دلیل کو ان اطراف میں بیان کریں تو اس کا دور و دور بھی ظاہر ہو مجھے حق اور حق کی پہچان حاصل ہے۔ اس لئے میں ایک فرد ایک شخص وجود ہوں۔ انسان کے سوا دیگر مومنات میں کل زندگی۔ اس کے فعل کے لئے متواتر و مزمور کی کا خیال پایا نہیں جاتا۔ لیکن ہر آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے سارے فعل میں کائنات کا مشغول منفرد وجود ہے اور کہ وہ ان سارے فعل کے لئے ذمہ دار ہے۔ اس لئے خدا کے عقلی تصور سے دلیل لائے گی نسبت اطلاع تصور سے دلیل لانا زیادہ چرچہ دہے۔ اس لئے اس دلیل کی بجائے اس کے مجھے خدا کا تصور حاصل ہے۔ اس لئے تصور کوئی وجود اس تصور کے مطابق ہوگا۔ یہ دلیل لانا زیادہ چرچہ دہے میں اپنے دل میں ہر عطا یہ محسوس کرتا ہوں کہ ایک راستہ زور مجھ سے بولی رہی ہے۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ ایک راستہ شخص سے میرا رابطہ

ہوئے +

لوگوں سے اس پہچان کے بارے میں گفتگو کرتے تو تمہیں کہتی تھیں کہ یہ سب کے معانی گفتگو کرنے ہو اس لئے میں پناہ نہیں دیتی کہ وہ تمہارے پیغام کی تصدیق میں تبدیلی اور غلط فہمی نہ دینی علم سے بڑھا چکی اگر اس میں بڑھ کر سنی ہی جائے تو اس سے تمہیں کی وہ سند کا بھی ثبوت ملے گا مگر ہم صرف ظہرت پر غور کریں تو دیگر لوگوں یا دیگر لوگوں کے ماننے کی یہودی تھی ظاہر نہیں ہوتی۔ جیسے کائنات کی مذکورہ بات یہ پروردگار نے سے ہی ہر ہوتی ہے۔ پھر ہم مل کر یہ کہہ سکتے ہیں۔

میں سے سرسبز۔ خداوند ہوا خداوند ایک خداوند ہے۔ جو ہر مرد و کھول درجہ میں ایک ہی شریعہ ہے۔ اس سے وہ ضرور ایک ہی ہوگا۔ جو ایک ہی شریعہ کی کوئی سے سب کو پرکھتے ہیں۔ اور سب کو ایک ہی سمت کی طرف جانے کی ہدایت کر رہا ہے +

اب ہم یہ کہتے ہیں کہ جو طاقت مرد میں وہ جہاں میں انسانوں کی تائید کر رہی ہے وہ ضرور اس لئے طاقت ہوگی جو وہ دستہ طاقت یا ایسی طاقت جو اس لئے ہی پر چلتی ہے وہ کسی نہ کسی معنی میں ایک شخص ہوگی جو اس سے ہمارے میں اور محبت اور عقل کو کام میں لاتی ہے۔ اگر کوئی شخص حق دہی کی پہچان کو اور راستہ کو سمجھ سکتے ہو جو وہ کہنے لیکن کہے کہ اس سے اس حکمت طاقت کی عظمت ثابت نہیں ہوتی تو ہم صرف یہ کہیں گے کہ اس راستہ پر تائید کے عمل پر زیادہ غور کرو۔ اور اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہودی لوگوں نے اپنے دل و سلاطین سے اس طاقت کو جو راستہ پر تائید کرنے سے ششکر گردانا

تو یہ بھی کہیں تھے اس طاقت کا یہودیوں سے بیان کیا ہے۔ اس کے عمل پر زیادہ غور کرو۔ شریعت میں تائید کا عام کام ہی سمجھا جائے کہ انسان کی زندگی میں راستہ پر تائید کی کوئی طاقت ہے جس سے وہ اس کی زندگی میں ایک نیا رنگ پیدا کرے۔ یہ کہہ کر ہم اس سے کہیں کہ یہودیوں اور شعف کے ساتھ رہنا ذکر ہی ہے یہ میری رائے میں اس کو شرف کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ان دنوں کا حال نہیں کرتا اور اسے چھوڑ کر اس سے اس کو کیا نتیجہ ملے گا کہ اس طاقت کے ساتھ رہنے والے اس کو کوشش کرنی ہے تو وہ اپنے ذکر کو ہیرو۔ لیکن اس میں میری کوششوں میری حروف و ان کے مطابق صورت میں ہی تھی راستہ پر تائید کے سیرے ساتھ ملو کر رہتے ہیں +

ایک اور مثال میں بات کی جیسے کہ یہی اس میں نے اس طاقت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اسے خود خداوند میں سے ہیں کہ جسے چاہئے۔ اس سے خداوند میری تائید میں۔ ہر سے کان میری دہی کی آواز ہونے لگے ہیں۔ اسے خداوند کو تو یہی کام ہے کہ اس سے لوگوں کو رہ سکتے ہیں لیکن تیرے پاس نہ ملتی ہے۔ اگر اس تائید کو کہیں نہ دے۔ اور وہ صحت یہ حق اور شریعت کی۔ نہ ہے۔ جہاں یہ آوازوں کو گناہ سے قائل کرتی ہے وہاں اس کی ضرورت اور امکان کو بھی خداوند پرکھ رہے ہیں لیکن قانون میں معاف کی گئی اس میں جب کوئی شخص ایک سے ہٹ جاتا ہے تو اس کا عام طریقہ یہ ہے کہ اس کے ہم جنس میں کو ملامت کرنے اور کچھ دھم دیتے ہیں۔ سزا کی دہی اور معافی کی تمہیدوں سے اس طرح سے وہ شخص دہی سے کڑھتا جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسے شخص کو

تیسرا لکچر

میں تیری مثالیں کرتا رہوں گا کیونکہ میں ہمیشہ پاک طور سے
عجب و عظیم بن ہوں تیرے کام حیرت و فراہیں، میں کامیاب
تجربہ کو ٹھیک سے یاد رکھتا ہوں۔
مگر مشق لکچر میں میں نے گاؤں کرکے کاٹنی ڈنڈ کا کٹر ہر شخص سے
پراہان لاسے تاکہ نہ کڑتا ہے ہم جو جس میں سب درمستی دانی ہے
پر مجبور نہ نہیں کرتے بلکہ کسی دلیل کی طرف توجہ دلائے ہیں جس کی
لئے ہر شخص سے دوسری طرف سے دوسروں پر اس کو کھانہ ہر
سکتا ہے یہی ہیں کا دعویٰ ہے درمیان سے پیشتر کیا جا بھی ہی
دعویٰ تھا کہ نہ صرف ہم خود کی سستی پر ہمیں لایا گیا ہے سارے درج
بہن عقل اور طاقت سے پیدا کریں۔ یاد رکھنا چاہیے، اس شخص کو پیار
کر لے میں جو سب سے زیادہ دانا اور پاک ہے یہ مطالعہ صرف عقائد
سے کیا جاتا ہے بلکہ ہر سادہ سے دانا خاندان لوگوں سے بھی پیار
ہی ہے کہ "میں سے آسمان در کان لگاؤں" میں کہ خدا ہوں فرماتا
ہے کہ لوگوں کو میں نے پالا اور سارے پر انہوں نے مجھ سے سرکشی کی
ہی ہے مایک کو پچھتا ہے درگاہ اپنے صاحب کی چہل کو بھی سرکشی

ہر شخص کی وجہ سے اس شخص کی وہ دعویٰ پیدا نہیں کر سکتا
اس کے لئے اس کی کامل و پوری ہوتی چاہئے اس سے ماہر ہے
کہ ایک دعویٰ اس شخص کی ضرورت ہے روح کی صحت کے
لئے۔

مختصر ہر شخص کو ایک چھٹی جس کہہ سکتے ہیں اس کے خیر
جو چاہا جاتا ہے۔ یہ وہ ہے کہ ہم اس کو عقلی طور پر کیا بیان کریں۔
حد کی یہ حد کی یہاں اس کی دیگر صفات کے مطابق ہے جن کو ہم
مستے ہیں۔ لیکن جب ہم سے بھرت شربت طلب کیا جائے تو ہم
اس دلیل کو پیش کریں کہ ایک دعویٰ وہاں شخص موجود ہے جو
دستِ باری و عقل سے پناہ کام چھٹا ہے یاد رکھئے یہ عقلی جواب
نہیں بلکہ یہی شہادت ہے اس کی تصدیق ہر شخص کر سکتا
ہے۔



میں جسے میرے لڑکے چھوٹے سوتے ہیں اب اس کی ہوس میں کہاں
 ہے اس سے اس کی صفیں جو دیکھنے میں نہیں آتیں یہ اس کی
 زنی قدرت اور خدائی دنیا کی پیدائش کے وقت سے خلقت کی حیرت
 پر غور کرنے میں یہی صاف معلوم ہوتی ہیں کہ ان کو کچھ عذر نہیں مگر
 اس عبادت کی تصدیق چاہئے مگر یہ شخص وہ پر ایمان مسلمان ہر حالت
 کرتا ہے تو اس کی ہنیا و فخر و انسانی ذات کے ماضی عام و کفر سے
 تجربہ میں ٹھونڈی چاہئے۔ بیسے زمان کے بارہ میں اگر تو ایک ہفتہ
 کریں تو یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دلائل عقلی سے ایسا ایمان پیدا ہو سکتا ہے
 مگر ان لوگوں میں بھی ایمان پیدا ہو جاتا ہے وہ بعض شہد کی طرح
 ایک سے دوسرے تک پہنچتا ہے وہ مردوں کی عقیدوں کو قبول کرتے
 ہیں۔ بہت سے اس کے صحیح ہونے کے لئے عقلی و نقلی دلائل ضروری
 لیکن ہمارے مقصد کے لئے ایسی دلائل کی طرف جانا ضروری نہیں ہے
 یہ بھی ہم نے ذکر کیا تھا کہ مرمر ۹۴ میں تجویز کا ذکر ہے درود
 بخیر عقل کو قویٰ بناتا ہے کہ انکسائش کو گرس خطاب کے نور کا
 اثر نہ لگان ہو تو ہم پہلے دل سے رسول کریں کہ کیا یہ شعور ہی قدرت
 کی نہیں جو صرف جانت ہیں۔ مصلحت کی حالت کرتی ہے درود کی سزا
 دیتی ہے مگر ہم میں سے ہر ایک کے کائنات میں پیدا ہے چھوٹا بچہ
 بیچن چلتی ہے اور ہماری ہماری روحوں سے واقف ہے۔ غلاظت کا تو یہ
 حال سوتا ہے کہ تو اس کی اطاعت کریں یا مڑاٹھائیں اس لئے یہ
 قدرت محض تافہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا بڑا نوازگار سے ماضی یہاں ہے
 جیسے ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے حالت مزاج قسور کر دیتی

عمر و سوا کا لحاظ کرتا ہے۔ انہیں یہ قوت ہمارے شخصیت کی تائید ہے
 یہ کم سے کم ہمارے ساتھ ہونا اس کے لحاظ سے یہ شخص ہے جو کہ یہ مشاعر
 ہمارے ساتھ سلوک کرتا ہے اس لئے سے ہمہ ستیزا ہمارے
 بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور چونکہ یہ ہمارے شخص مادوں پر تکیہ کرتی ہے
 اس لئے ہم اس کا لحاظ سے شخص امتداد۔ مادہ کے بغیر ہیر
 ہو سکتے۔ اس لئے یہ دلیل اس دلیل۔ یہ وہ چرچہ ہے کہ انوں
 قانون۔ ہند پر دلائل کرتا ہے اس سے کائنات کا یہ وہی اس
 پر دلائل کرتا ہے حکومت کرنا میں کا حق ہے۔ یہ محض نتیجہ میں لکھنا
 سے زیادہ ہے کیونکہ ہر شخص معلوم کرتا ہے کہ کوئی عدلی وہ اس کے
 پر اثر کر رہا ہے۔ اس کی تصدیق میں اس کے ہر وقت میں ملکر
 محسوس کرنے پر قوت ہے +
 ایسے نتیجہ ہیں پر راسخ ہر شخص انہیں پر ایمان لانا معنی ہے درمی
 نتیجہ مرمر وہیں کا تھا۔ مقدس و شوق پر غور کرے سے ایک وقت
 بھی معلوم ہوتی ہے جس کا ذکر حدیث میں بھی ہے۔ پہلا تو میں
 یہ تصور حاصل کرنا ہے کہ یہ ہندو شخص و چارہ و عاقبت سے مر
 نامیں میں حد کی مدت تک محبت کا جوائے میں ہوا ہے اس کی
 تصدیق بھی تجربہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً۔ شائد کوئی کہے کہ کائنات کی آواز
 تو ایک ہندو شخص کی حظوری کا ذکر کرتا ہے لیکن اس کا کیا جوت
 ہے کہ یہ کسی کی نواز ہے جس کے مثل مذہم فطرت میں عرآنے ہیں۔
 اس کا جواب بھی کائنات سے ملتا ہے۔ ہر کشت مرمر میں یہ بھی ذکر
 ہے کہ یہ عاقبت انسان کے سارے دھنچکے ہن درود کو بھی جاتا

۱۔ جو وہ آدمی اخلاقی مقصد کے لئے اپنی فطرت کے لئے ایسا کوشش کرے۔ یہی حال نوع انسان کی عام سوجھی بوجھی کا ہے اور عام تجربہ و پختہ دہشت کرتا ہے۔ لیکن بعض صورت پر یہ بیان صادق نہ آئے گا۔ جیسا میں نے پہلے لکھا ہے کہ جب بھی خدق کا شروع ہوا تو دنیا صورت میں غرض کی جس نتیجہ کے غرض سے پیشتر پائی گئی۔ نہیں کسی منادی نے کائنات کو روشن کیا اور کائنات میں ایک شریعت کی اطاعت کے لئے ہدایت کی۔ وہ شریعت روح القدس کا عمل رہا ہے غرض کی جس طرح سے پیدا ہوئی۔ وہ نام نہاد جیسا مذکور ہو میں نے لکھا تھا ہے۔ میرے گرو سے جس سے شریعت میں ہیں۔ تجھے ہدایت و حق حاصل ہے کہ تجھے خاص مقاصد اور کاموں کے لئے حائل کرے اور میری ہے کہ ان مقاصد کو پورا کر دین کا کام کر کے پورا کرے کہ وہیں کے لئے ہیں عجیب و غریب بنا ہوں جس تیری ستائش کرتا رہو گا کیونکہ دہشت تک طو سے عجیب و غریب ماہر ہے۔ کام جیتا فرماں میں کام میرے جی کو پڑا نہیں ہے۔ آدمی اچھا طرح سے جانتا ہے کہ وہ حالت حکومت کا حق بنائی ہے جو اسے اگلے پیچھے گھیرے ہوئے ہے وہ ضرور وہی طاقت ہوگی جس کی کتاب میں آدمی کی حکمت میں جس کے ساتھ اعضا خور کئے گئے وہ ان کے دلوں کا کام بھی جس صورت میں سے کوئی بنا نہ لے۔

یہاں مذکور ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو جس بحر کا بیان اس مضمون میں ہوئے ہیں۔ اس کے مطابق پھر لوگوں کو قائل کئے ہیں اس دلیں میں دس کچھ بھی شامل ہے اس لئے یہ دلیں نہ وہ پورا رہے۔ اور

۲۔ میں تجھ کو بل صاحب علی یا سائیکس ریل میں چکے ہیں۔ کیونکہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا نیا دین غائب ہے کہ یہ جہاں کسی عقل کا ہونا ہو ہے۔ محض طبی پیدا سے یہ دل صاحب نے تسلیم کیا ہے اور جب اخلاقی پس سے اس پر نظر کیا جائے گی کہ اس دلیل کا وہ بہت بڑا جانے لگا۔ بل صاحب نے لکھا کہ میں نے اس سے لکھا کہ جو ادا ان جن کی ترمیم میں ہے کہ اس سے جیون کو دیکھتے ہیں بڑی مدد ملتی ہے۔ چونکہ یہ یہی حالت میں ہیں اس سے جیون کو دیکھنا ہے۔ اگر یہ اور ایچہ دوسرے درجہ میں ترمیم سے جوئے تو میدان کو دیکھ سکتے یا کم سے کم اس قدر دیکھ سکتے جیسے وہ اس کو دیکھ سکتا ہے۔ پس یہ ان پانچوں ہے کہ لکھا کی ساخت کی طاقت عالی یہی جیون کو دیکھ سکے۔ اس لئے وہ ساخت ضرور کسی ذہن پر مراد سے عباد ہوئی ہوگی۔

۳۔ میں دلیں کے ذہن کے مقادیر میں یہ قدر پیش کر جاتا ہے کہ صاحب کا نشو و نما خواہ وہ اجسام کیسے ہی پیدا ہو اس قلوب کی بند بیک تاثیر سے ہوتا رہتا ہے کہ جو یہ اس سے پہلے ہوا ہے۔ اس سے اس کے لئے جو ہر وہ چیز ذات میں ہونا چاہئے اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر ہر ہر بات میں سے ہر سب سے وہ وہ مفید میں وہ کچھ رہتے ہیں بل صاحب کے ہیں کہ یہ تشریح لکھا کی ساخت پر شکل سے قائم ہو سکتی ہے پس صاحب ہر کا لکھا۔ اخلاقی طور پر کیا جائے تو بالکل ٹھیک درجہ میں ایک پہنچ جائے گی۔

۴۔ یہ دیکھنا چاہئے کہ لسانی دین کی ساخت کا کیا ہی رہے۔ نہیں کہ چونکہ طبی دینی نتائج پیدا کئے جیسے دیکھ لکھا۔ فیروہ کی یہ

کہ جس میں انسانی تخلیق کے لئے درجہ کے پیدا کر کے - شہادت ملے ہو، فصل
و قدس خیالات، میاں بیوی و دوسرے و دلا کے رشتوں سے پیدا
ہوتے ہیں حالانکہ ان کا لاری تخلیق انسانی ذات کی یہی ساخت کے ساتھ
ہے۔ اس شقوں کے فرض کر کو عقل کا دشمن کے گا کہ جس طبعی در
جہ میں ہیں۔ ان کا کہر تخلیق انسان کی روح کے ساتھ ہے۔ محبت انہیں
رشد سے پیدا ہوتی ہے جس قدر کہ ان رشتوں کو دنا رہتی ہے
و کہ ہے سہی قدر نشہ بند سٹے شے معان دینی زمین دلی پر شکستہ
ہوئے ہیں اس اخلاق قوانین پر انسان کی محض دنیاوی بہبودی مؤلف
ہیں اور نہ محض تقدیر۔ ہمارے گھروں کی برکت ہمارے دلوں کی
پاکیزگی ہمارے محبت کی صفائی لغرض ہماری زندگی کی سب سے سٹے خوبی
انہیں اخلاقی نور میں پر مبنی ہے۔ اس سبب ذات کی ساخت کو مقصد
مشق تر وادہ کے رشتہ کے بارہ میں اکھ کی ساخت کی طرح محض طبعی
و نہ بنی نہیں مگر اخلاقی ہی ہے۔ یہ ساخت ایسی ہے جس سے اسٹے
روحانی قوانین سرزد ہو سکتی ہیں۔ درجہات کے اس ساخت کا کافی
شود و نما و درنا سب مشغول ہو نہیں سکتا۔ میں ہرگز وہیں دست ہو کہ
سب یہ طبعی بدن طبعی مقصد کے لئے ہے میں اس لئے یہ نہ ہی عقل
راہہ کی ساخت میں تو یہ دلیل بھی درست ہوگی کہ چو کہ یہ طبعی یہ
خدا کی مقصد کے لئے ہے میں اس لئے وہ خدا کی ساخت
میں۔ تو ریتج و ریتج ہر سٹے ہر سٹے کہ انسان کی طبعی ذات کا اسٹے
کس اس کے اخلاقی ذات کے کہ ل کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جب جب یہ
ہے سب نہ ہر رتی سٹے اخلاقی تخلیق کی اس لئے وہ نہ ہر رتی مانی

ہے۔ چنانچہ انسانی ذات کا تخلیق ہے اس جگہ کا مصداق ہے۔
"خود نو اپنی ساری رچوں میں راستہ ہر سٹے دراپی ساری مشغول ہیں
پاک ہے یعنی ایسی عجیب و غریب اور وحشت ناک ساخت۔ انسان کی
ساری رچوں میں اس کا راستہ از مقصد اسٹے گشت ہے۔ دلیل چو کہ
کا یہ اخلاقی پتو دوسرے پہلو کو سٹے ہر سٹے بلکہ دوسرے پہلو
سے کہ کہر حقیقت خدا کی مقصد عقل مقصد سے جو نہیں ہو سکتا
بھیے رہنمائی عقل سے جو سب ہو سکتی مگر انسانی بدن در سب
اس در پٹ ہے کہ انہیں ایک اخلاقی ارادہ سے خدا کی مقصد کے
سٹے بنایا تو یہ امر اس میں خود ہو داخل ہے کہ ایک ذیقہ راہہ نے
عقل مقصد کے لئے نہیں بنایا۔"

آجکل چونکہ طبیعات پر غور و فکر محدود ہے اس لئے ممکن ہے کہ
انسان کی ذات کے اخلاقی پہلو کو دلی نظر ساز کر دے مگر یہ سٹے ذات
کا نشو و نما اس اخلاقی نشو و نما کے ہو سکتا ہے سب ما ہو گا۔ کہ پیتوں
کا ہر وجود ہمگی قائم رکھے کے لئے اس لئے تھا کہ یہ بدن کماں تک
پہنچے یا انسان کماں تک پہنچے جبکہ انسان کے کلمات میں سے
ایک یہ سٹے کہ سٹے کبھی کبھی کہانی و طبعی امور کو بالکل بالائے طاق
رکھتا پڑتا ہے سٹے یہ امر کو فی معلوم کر سٹے کہ کل فطرت کا
تخلیق اس کے ہر سٹے ہے۔ خود قانون طاق فٹ کو یقیناً قانون ہر تر یا
طبعی انتخاب کے قانون کو لو۔ یہ سب اس بات پر سٹے کہ فطرت
کے سٹے مختلف جن عناصر و قوانین اسٹے حاص ہیں۔ اسٹے
بنانے میں دو گار ہیں۔ سٹے اسٹے پوئس کی یہ فٹیل اسٹے پوئیل صاف

دن ہے۔ بدن میں ایک عضو نہیں بلکہ بہت سے ہیں اگر پاؤں کے
 اس لئے کہ میں پاؤں نہیں میں بدن کا نہیں تو کیا وہ منہ سے
 بدن کا نہیں ہے۔۔۔ خدا کے عضو میں سے ایک ایک
 کو بدن میں ہی مرضی کے مافیہ رکھا۔ اس بہت سے عضو میں
 لیکن بدن ایک ہے، تاکہ انکو سے نہیں کہہ سکتی کہ میں تیری خدمت نہیں
 سرخسی پاؤں سے نہیں کہہ سکتا کہ میں تمہارا غناج نہیں بلکہ بدن میں
 وہ عضو جو بیوقوف کہہ سکتا ہو ہے میں بہت ضرور ہیں بدن کے ان عضو
 کہ جس میں جسم شکست والا بنے ہیں۔ نہیں کو نہ وہ عزت دیتے ہیں اور
 ہمارے بیوقوفی سے انکو نہ ہونے دیتے ہیں۔ خدا نے ان
 عضووں کو جن کی کمی زیادہ رحمت دے تھے بدن کو کہ کبھی تاکہ
 بدن میں اختلاف نہ ہو۔۔۔ اگر ایک عضو کچھ رکھ پاتا ہے تو ساری
 اعضا اس کے ساتھ رکھ پاتے ہیں اگر ایک عضو عزت پائے تو سارے
 عضو اس کے ساتھ عزت پاتے ہیں۔

قانونِ عاقبت اور زمین کا آج کل کیا ہے جس کو میں پتا ہے
 رہے تاکہ میں میں خدایہ رہا۔ مسیحی عقیدہ کی حالت اور اس میں کے
 متاخر کے لئے یہ امر مست و غفلت کے لائق ہے جسکی کہ غار کہنے
 میں کہ ہر نبی عرصہ کیسا ہی چھوٹا ہو پر سارہ جہانک سے دور ہو
 نہ تو وہ جس سے کتنا ہی بوجھ کر سو پر طافت خواہ کسی کو ورنہ میرے
 کہیں نہ ہو بلکہ فطرت کے ہر جہت و جز کے ساخت میں دو گار ہوتی ہیں۔
 پھر ہر ایک کا شش جیسا کہ پانچو جو ہے۔ ہمیں حق و ناحق کی چیزیں حاصل
 ہے اور اس سماوی ادبی زندگی بخوبی اور خوبصورتی کا جو تصور ملتا ہے۔

ہر کچھ میں جو علامت و راستی پائی جاتی ہے وہاں یوں ہی میں مسیح
 ایمان میں ایک دوسرے کی طرف سے ہو چاہئے وہاں میں ایمان
 جو اشاری اور اشاری جو اشاری میں ہوا اور اشاری میں ہوا اور اشاری میں ہوا
 چاہئے کہ میں میں صدی خدمت کا پناہی و عطیہ رکھنے و ہر کچھ
 کی نشانی سیرت ہے۔ کل فطرت تھے ان کے پیدا کر نے میں
 مدد کی ہے پس پھر میں میں کامیاب کیا راست ثابت ہوتا ہے کہ ان
 سچ کا بدن ہو ورنہ ایک دوسرے کے عضو۔

مگر وہ ہاں بدن کو اگر نظر رکھیں تو یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ نہایت
 سے ایسی اعلیٰ اعلیٰ روحانی سیرت پیدا کر کے بدن کی جو مدد کو
 خدائی روحان اور اس کا داخل نہ ہو۔ اگر سب ہی اور کیا کریں
 سچ سچ سستی رکھتے ہیں تو وہ اس کام کا ضروری جز جو شک و شبہ کو ضرور
 یہ کہ پھر سے لگا کر خداوند اپنی ساری راہوں میں راستی نہ ہے اور اپنی
 ساری صفوں میں پاک ہے۔

یہ وہ فطرتی تجزیہ ہے جس کا ذکر مروری میں نے کیا ہے جو تمام جسم سے
 کیا گیا تھا ان کا ہر چہ ہے کہ جس سے کسی دیں اور جس سے ہر چہ میں لاسنے کا
 مطالبہ کرتا ہے تو اس میں سبکی ہاں ہمارے بدن فطرت میں ہوتی چاہئے
 وہ خدا ہی ذات میں جو کچھ ہی جو کچھ ہے جس سے وہ عقل اور فطرت ہے
 جس شخص کا کائنات میں وہ اس سے روش پر مانتا ہے وہ ہی ہمیں ہے۔
 کی ضرورت کو جس سے کہ اس بات کا ناکل ہو جاتا ہے کہ وہ اعلیٰ قوت دی و عقل
 اور وہ اس کے بدن اور دہر کا جو خالق ہے یہ نتیجہ ہے کہ ہم عقل کے سامنے آنا
 حاصل نہ ہو جہاں لگ لگ اشخاص پر وضع ہو گا۔ کیونکہ کائنات شش سرخس کو

جہ عبادت کرتا ہے وہ بتاتا ہے کہ انسان کے ہر فعل کی روایت
خاتون میں ایک جیسی اور ایک اخلاقی +

چوتھا لکچر گانشنس کی شہادت اخلاقی حاکم کے

پارے میں

اگر میں انسان کے اوپر چڑھ جاؤں تو وہاں ہے اگر میں پاتاں
میں اپنا بستر کھینچوں تو دیکھ تو وہاں بھی ہے گرمی کے پتھر کے
میں منہ کی خنک میں جاؤں تو وہاں بھی تیرا تھکے لے چے گا اور
تیرا ہنا ہاتھ مجھے سنبھالے گا۔ (زمزم پبلشرز لاہور)

ہم نے پہلے تو یہ خیال کیا تھا کہ حق اور ناحق کی جس قسم کو حاصل ہے
پھر وہ باتیں ثابت ہیں کہ ہم جو خدا سے قادر مطلق حکیم مطلق اور غنی مطلق
پر ایمان رکھتے ہیں اس کی بنیاد گانشنس میں اور شخص تجربہ میں ہے۔ ہم
نے یہ بھی بیان کیا کہ جب ہم اپنے گھر کے کام کو نہ لگتی ہے تو
ہمیں مڑ مڑ کر دیکھ کر اس امر کا قائل کر دیتی ہے کہ ہمارا تعلق ایک
مشخص درستی پر لاؤ ہے۔ اس سے یہ نتیجہ بھی نکلا جیسا
۱۷۹ مزمور میں ذکر ہوا کہ ہر حاکم ہم سے ہر قول خیال و فعل میں اطاعت

چاہتا ہے وہ ہمارا حاکم ہے۔ چرند و پرند گانشنس کی عبادت میں ہے
دلوں کی تہ تک نظر آتی ہیں انہوں نے ہمارے تہ تیہ سے وہ کو
بھی دیکھا جبکہ ہمارے احشائے میں سے کوئی ہمارا تھا۔ اگر چہ جاری فطرت کا
یہ غلط اور زبردست قانون ہو کہ ہم گانشنس کی عبادت کریں اور اخلاقی
کمال یا روحانی تعلیٰ کو اپنا مقصد بنائیں تو ہمارا انتظام ضرور ایک اخلاقی
طاقت کے ماتحت ہو گا۔ اور چونکہ ہم ہمیشہ تاک صریح و خفیہ
خود سے اخلاقی اور عقلی مقاصد کے لئے ہیں تو ضرور ہمارا بننے والا
و اسباب ذہنی عقل اور وہ ہو گا۔ جب ہم یہ غور کرتے ہیں کہ انسان کس تجربہ
لکھ کے مطابق بنایا ہے تو گانشنس کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور جب
ہم سوچتے ہیں کہ انسان کی کمال فطرت اخلاقی، غلط فہم کے لئے کیسی
متناسب ہے تب دلیل سچویر کا پورا پورا سامنا ہوتا ہے۔ پس یہ شخص
خدا پر ایمان لے کر جو عقل و محبت سے کام لیتا ہے محض یہی نتیجہ
نہیں ہے بلکہ گانشنس کی خاص بات سے ہے۔ اور تجربہ سے ثابت
ہے مقدس نوشتوں میں خدا کا ذکر ہے وہ نہ صرف ایک راستہ و عقل
تفصیل سے بلکہ وہ ساری دنیا کا نظام و دھرم پر حکومت کرنے والا بھی
ہے۔ پس یہ ثابت کرنا چاہئے کہ گانشنس دراصل اخلاقی فطرت کے
خدا میں ہیں یہ محض پائی جاتی ہے۔ کیونکہ بائبل میں اور ہماری عبادت
میں نہ صرف اس بات کا ذکر ہے کہ ہم کو ہر سارے جہان کو ایک اخلاقی
ذمہ دار بنائے پڑا کیا بلکہ یہ بھی ذکر ہے کہ وہ ہر جگہ حال ہے پس
ہمیں یہی زندگی میں۔ صرف ایک ترتیب سے واسطے جس کا ذکر
گانشنس کرتی ہے بلکہ یہی ترتیب کا ذکر اس کا انتظام اخلاقی مقصد کے

تھے ہوتا ہے۔ مزمود میں حضرت کے ہر خطہ و فہم کو میں خدا کا فضل قرار دیتا ہوں۔ ہر خدا میں خیر و نیکوئی ہو وہ دست جوڑیں پس ماعل شخص منظر تاسے۔ ایک طرف رہاں کا خدائے خاص ہے در حد اہل ہند پائیں چاہے۔ دوسری طرف وہ ہر عہدہ کی حاکم پر کی کرتا ہے۔ صرف اس نے زمین کی خیر و نیکوئی ہے کہ وہ خدائے کر کے ملکہ کرے کہ جسے جس کو جو جس سے فرما دے کہ جس میں روزی پہنچا ہے۔

یہ کہ دستِ صبر کے بائیں میں خدا کو ایک عظیم الشان انسان سے
فسیر کیا ہے۔ چونکہ کھینچ گیا ہے وہ یہاں سے اور بائیں محدود ہے کہ
کسی انسان پر قائم نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ بھی کہ جو کہ وہ ایک قسم کا انسان
ہے لیکن وہ ہم سے درجِ بہرہ سے چھوٹی ہے۔ ان پر سے لگا کر وہ ہم سے
یہ بشارت دے کر ہے کہ ہم سے دوسری قسم کے بغیر نہیں رہ سکتے۔
وہ یہاں قدر مطلق وجود ہے کہ ہمیں کی گہری نگاہیں اس کے ہاتھوں میں
ہیں اور ہاتھوں کی قوت بھی کسی کی سے نہیں ساتھ ہی وہ یہاں غور و خوض ہے
کہ عظیم دنیا کا اس کے من بھی اتنا ہے۔ یہ خاکِ سمیت کے تصور سے کہیں
رہے و وصل ہے۔ ہمارے خداوند بڑے درجہ کی قدرت والا۔ اس کے کچھ
غیر محدود ہے۔ خداوندِ عظیم کو سراہنا کرتا ہے در شریعہ کو زمین پر چٹان
دیتا ہے۔ اور وہ یہاں جو دے کہ اس کی آنکھ سے ہم کہیں بھیج نہیں
سکتے اس کے ہاتھ کے بچ نہیں سکتے اس کے بارے سے بھاگ نہیں
سکتے۔ اگر میں انسان کے اوپر چڑھ جاؤں تو تو دیا ہے اگر میں ہاتھ
میں پہنچاؤں تو تو دیکھ دیا بھی ہے اگر صبح کے پتھر لے کے
میں جھنڈا لگائیں چاروں طرف تو وہ بھی تیز ہاتھ مجھے لے چلے گا اور تیز

وہی کہ "خداوند" ہے۔

سابقین کے سامنے سائنس کا وہ میں کد قدرت میں غیر مشخص
سبب ہی میں کچھ وقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ سائنس کے بیان میں وہ سبب
و قو میں کی ایک پیچیدہ شکل ہی نظر آتی ہے۔ جو خود خود کس فاعل کے چل رہی
ہے اور اسے شخصی ضرورتوں کی کھیر رہا ہے۔ اگر سائنس کے اس بیان
کو ہم قبول کر لیں تو ان صفات کی کوئی گنجائش نہیں ہے گی کہ ہم ہر حال حاضر
دنہ ہر شخص پر بعد ہر رکھیں حالانکہ یہ سببی دین کی حاکم ہے سائنس کے
س میں اسے نہ صرف سببوں کی گنجائش نہیں رہتی بلکہ وہ کئی ضرورت
ہی نہیں رہتی کیونکہ وہ شخصی مدد کی ضرورت کرتی ہے۔ اس واسطے
کے۔ مطلق دل سے یہ آواز لیکن ناممکن جو تا کہ حلاوتوں کے نزدیک ہے
جو اسے بگاڑ رہے ہیں جو اسے سچے سے بگاڑ رہے ہیں جو اسے بگاڑ رہے
ہیں ان کی وہ خواہش پوری کرے گا۔ وہ ان کی غلط دیکھنے کا اور انہیں

ایک وقت اہلی کی سسوی کے محض مانتے کے ذریعے - جس کے ہاں
کی تھکنا ناشر سے سمجھنا نہیں سکتے۔ حالت دلی لڑکھوایا پہلی اولی (وہ)
س طرح ہمارے دروازہ تجویز اور در میں نہیں آسکتا جیسے کہ وہ دوسرا
دعا مانگے۔ لیکن یہ کہ اس حالت اہلی کو سانس سے بیان کے مطابق ہو کر
کرے پھر میں وہ سانس کی سختیت میں شکار ہے۔ درخشا کی برہا کرے
اس لئے وہی زندگی ایسی عفت کو مطالبہ کرتی ہے جو صرف اس سے
کہ آخر میں ہے، جو اللہ در اہلکہ ولی رخصت ہو جائے، وہ اسے والہ ہے
قادر مطلق۔ اس لئے ہمیں اس بیوت کے ساتھ تعلق نہیں کر سکتے جب

طاقت محمد سے مصافحہ کرتی ہے تو وہ میری طاقت و طاقت کے مطابق
پر حالت میں میری مدد کرے گی جس جہاں میں ہر شے کا منتظم و معین
طبعی حالات کے تحت سے ہوتا ہے وہ جس میں خدائی طاقت کی
نگاہ میں نہیں تو اس میں ممکن ہے کہ انوکھا منہ سے نکلے جس میں فراہم
ان کی حیثیت یا حالت کے مطابق درست ملک کی امتیاز نہیں رکھ سکتے
تساوی جہاں میں نوع انسان کی تربیت ہو لیکن، اور ان کی تربیت نہیں
سکتی۔ لیکن کا مشعل کی آواز فرد کی تربیت وہ شخصی و صلیح طلب کرلی
ہو کہ جیسا کہ مذکور اس کے تجربہ سے ظاہر ہے۔ کیا یہ نصابت نہیں کہ خداوند
کے لئے سورہ کو سمجھا دے جو جو غم ہو گئے اس کو میداد کھڑا کرے؟ یہی
قانون تو ہے کہ زبردست کمرورس کو کچل دے اور توہم کی کوئی گنجائش
نہ ہو جو کہ ہم مشعل و جوہر اس قانون مبارکی خدائی رہنمائی و ہدای کا
پاؤں نہیں ہو سکتا۔ رسول نے یوں کہا کہ خدا راستہ را ہے وہ نہیں
تبدیلی طاقت سے بڑھ کر؟ انکس میں ڈھپنے و نیچے ہونے کے ساتھ
کل جائے کی رہ بھی بن دے گا تاکہ نہ برداشت کر سکے یعنی جو لوگ جس وقت
سے رائے کا مقابلہ کر سہیہ میں نہیں آتا میں ان کی طاقت سے
بڑھ کر میں اگر وہ اس کی مدد کرے تو کس طرح خدا و شہادت نہیں سکتا ہے؟
خدا و شہادت کے مصنف و مخرج کے مصافحہ کے وہ قانون بتاتا
کہ کوئی نہ نظر دیکھتے ہیں یہی ایک انسان کا بھانڈا کرے میں ایک
انسان کا خاصہ کہ لیا کر سنے میں جو انسان انسان ہی کا بھانڈا ہے
وہ قوانین کو جاری کرانے کا نہیں ہیں۔ آپ کو کچھ سے سن کر کہ ہے اگر
وہ سختی سے اس قانون کو مس پر کیا اس کا ہی تو ہے تو اس کے لئے

یہ انصاف نہ ہوگا۔ اس پر نہ تو شخص کا دوست کے قانون کا ذکر ضرور نہیں
کے کیا ہے۔ جیسے آپ کو پرتس کھاتا ہے دیکھ خداوند پر ترس کھاتا
ہے جو اس سے کہ میں وہ ہمیشہ انہیں نہیں رہے گا تو پناہ عہدہ ہینہ
بہت رکھ چوڑے گا اس سے بارہا کہ ہوں کے مطابق ہم سے سوت
نہیں کیا رہا ہی ہوں کے مطابق نہیں ہو رہا ہے؟
مسئلہ کے جس قانون کی یہ دیکھتے درست نہیں ہو سکتی کہ کامل
کے پیش ماں نہیں کہ ہماری طبعی حالت کے بدلے میں اصل و سے ہو
کامل خدا ہے جو ہمہ متبہ قوانین کے درجہ میں کا عقد ہو کر ہے
اہل اگر ہم یہ ان میں کہ یہ جہاں ایک کل ہے اور ہم بعض اس کے لئے ہے
میں تو کامل ہو رہا صحت کی شاہان نہ ہوگا کہ شہر اس کا محل ہو سکتے ہیں
اصل و سے لیکن اگر ہم شہر میں میں جس حق و ناحی کی جس میں ہے
تو یہ کہنا ہوتا ہے کہ ہم سے درست ملک کیا جائے ہم پر ترس کھاتا
ہائے و ہم پر ہم جو وہ ہمارے رہنمائی و رہنمائی سے ہیں۔ دیکھتے
وہ اگر یہاں اپ درخانی عدلی ہی صدر کے لئے اصل نہ دے تو اس کی
شہر کے مرکز میں نہ ہوگا۔ اگر خدائی انصاف کا نقطہ غیر متبہ تو میں کے
قریب ہو تو کسی پر انصاف نہ ہوگا۔ جیسے انسانی قانون کو انسانی عدل کے
توازیہ و شاپنا ہے وہ ہی ضرور ہے کہ خدا انسان کے ساتھ متناظر ہیں
عدل کے مطابق قانون کو ہے۔ ان قانون کی رائے میں جو طبعی ہے
وہ جو ہے کہ جہاں فتنہ فتنی طور پر قانون کے مطابق عمل نہیں کوئی وہ ہے کہ ہم
طاقت ہے۔ برعکس اس کے لئے درجہ کا انصاف وہ ہے جو اس کے
شخص کی بارہا اعمال اس سے سرزد ہو وہ شخصی ضرور اس میں فتنہ

کمزوروں کے مطابق ہو۔ فی الحقیقت جو خدا انسانوں کا انتظام بہت تبدیل
طبی قوانین کے ذریعہ کرے وہ اس قدر ہوشیار ہے کہ ایک سب سے بڑا کام ہمیشہ
کے سے کر دیا اور ہر لمحہ سے دیکھ رہا ہے کہ اس کے نیچے اس کی
مخلوقات کتنا رہی ہے بے تبدیلی جو کہ ایک لکھ لکھتے ہیں وہ جس
کی دائمی مستقل راستبازی ہے یا یہ کہ اس کی محبت ہے چنانچہ وہ مومنوں
خدا کی راستبازی اور محبت کو دائم مزدم ظہیر ہے اور لی تیری بڑی رحمت
کو کثرت سے یاد کریں گے ظہری رہتا ہی کے ثبوت گائیں گے خداوند رحیم
و کریم سے غلط کر سکتے ہیں دیکھا اور شفقت میں برحق کر ہے۔ رہتا خدا کا
یہ صفو بھائیوں نے سرائیہوں کے دوسرے پر شکی۔ اس مقبول کے بعد
محبت ایک وقت ہے۔ اور اس قدر خدا رحمت خدا بھی ہو گا یہ نہیں کرنا پڑتا
ہے کہ وہ کیا رہا جو وہی راستبازی کے باعث ہر شخص کے پاس ہر جگہ
موجود ہے اسکا ہر پاناں میں سمندر کی تہ میں درجہ اور ہر ایک کی
ضرورت کے مطابق برو کرتا ہے۔

جنہوں سے ہم بھی ملے اس کو بے کر اگر کائنات کی دلیل سے یہ
میں پہلا تو یہ نہیں کہ اس میں سے کیسے مطابق ہو گا کہ تو میں کے
عمل کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اگر خدائی راستبازی شخص داخل کرتا ہے تو
پا ہوتے تھاکہ بعض قوانین کا نتیجہ کیا نکلتا ہے اس میں کچھ فرق ہوتا ہے۔
بعض دینی جانوں میں پہلے ہیں۔ یہاں کیا تھا کہ فطرت میں کئی قوانین اخلاقی
ہیں سائنس کتنی ہے کہ کئی قوانین ہیں۔ اس کا جو یہ ہے کہ وہ ان میں
دست میں یہ قوانین ایک دوسرے کے مزاحمت نہیں بلکہ مددگار ہیں یا بالکل
جسک ایک کر رہے ہیں۔

افطرت الکی آزادہ کے اخلاقی عمل پر سائنس ہی حتمی کر لیتا ہے۔ فطرت
فطرت اور واقعہ کہ اس ترتیب میں ظاہر ہوتا ہے فطرت خدا کر رہی ہے۔ اور یہ
ہی ہونا چاہیے کہ اس کے برعکس سے ہوئی یا۔ فطرتی سے یعنی علت
پیشے سے یا معلول یا جو پہلے ظاہر ہوتا ہے اس کو علت کہہ چکے ہیں۔ ہر
اس کو معلول کہیں۔ فرض کر دو واقعات کا امکان سے ماہ یہ میری مرضی
یا موقوف ہے کہ کوئی واقعہ ظہور میں آئے ان میں سے جو فطرت میں
ہوتا ہے وہ ترتیب فطرت کے مطابق ہے۔ براہ راست اس میں ہر ظاہر ہوتا ہے
اس لئے ہمیں ان کے بارے میں یا جو معلول ہیں یا علتوں کے بارے میں یہ
کہنا بالکل غلط ہے کہ اس سے ترتیب فطرت میں حال اداری ہوتی ہے۔
اس میں اس ترتیب میں فعل انہ زنی ہوتی ہے فطرتی علت کے و فعل کے
جانتے سے پیشہ طور میں آتی ہیں سمجھ سبب پیدا ہوئی اور اس نے
اپنا نتیجہ ظاہر کیا کہ اس کے نتیجہ میں کہہ سکتے کہ ترتیب فطرت معلول ہوتی ہے
اس میں فعل واقعہ ہوا۔ علامہ انہیں اس قسم کے اعترافات میں لوگ یہ
رض کر لیتے ہیں کہ فطرت کی یہ بھی ترتیب خدا سے ہے اور اس کے مخلوقات
خدا کے ہوتا ہے۔ تاکہ خدا سے گھبرے ہیں۔ لیکن اگر ہم گھس اس کے۔
رجحان کہ سائنس دان انہیں مانتے ہیں یہ ترتیب غیر خدا و مافی ہائے تو ایک
خدا میں کسی طرح کا فرض یا دہا کہ کسی دوسرے حلقہ میں کھار۔ غیرہ کے
دریغ سے وہ ان پرار کے کا جیسے سمندر میں لوفان وغیرہ کے ہر سطح سمندر
ہمیشہ ہوا رہتا ہے۔ ایک جگہ سمندر ٹھنڈا ہے وہ سری ٹھنڈا ہوتا ہے
ہے۔ یہی اس شائد ترتیب فطرت کا جو۔ جس کا ایک حصہ نظر آتا ہے
دوسرا حصہ ہماری مغفرت سے غائب ہے۔

یا نہ سمجھیں کہ ترتیب فطرت کے رنگ میں سر کی تبدیلی کیسے ۔
 رنگ باری ہوتا ہے ، اچھے سے ، ایک بدمعاشی کے مرتبہ سے ۔ یہ شر
 میں بدلنے پڑتا ہو جاتا ہے ۔ شاید انہی رتوں کے متعلق اخلاقی عمل کی یہ
 بھی مثال ہے جو حکمت کی کتاب میں لائی جاتی ہے ۔ کہ یہ عیسیٰ مسیح
 صبح کا پانچواں ۔ فرض کر دو کہ ایک گدہ باجا بکتا مشرب ہے ۔ یہ گدہ بالکل
 سے غائب ہے اور صرف شر ہی سہی نہ دیتا ہے اور تاروں کی حرکات
 نظر آتی ہیں ۔ گدہ کو سنے کے بعد شاید تم یہ نتیجہ نکالو کہ اگر اس قانون
 کے مطابق عمل رہی میں اور شاید رنگ کا حیاتی قانون وہ ایسا بھی نہ ہو تو بھی
 یہ قانون ہے کہ ایسا کوئی قانون ہے ۔ پادھر ایسے قانون کے جس سے
 واسطہ کی مرضی کے مطابق پیکڑوں رنگیاں پھیر رہا ہے اور سر پہ بوسے ہیں
 در رنگ کے نام قانون میں کوئی فرق نہیں آتا ۔ موت کے بعد کا بھی
 میں حال ہے کہ رنگ ہر قانون کے مطابق نکلتا ہے لیکن سرور اور رنگ
 میں اس میں ہر فرق نہ ہو کہ تبدیلی ہوتی جاتی ہے ۔
 اس سے بھی بڑھ کر رنگ کا قانون ہے اس کے عام کاروبار حرکات و سکنات
 عمر کے دور میں ہر وقت میں ، وہ اس قانون کے کون حصے کا شکار ہوتا
 کی مرضی و فعل سے اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور ہوتی رہتی ہے ۔ یہ بدن
 سالی بھی اس طبی قانون کے تابع ہے جس کے تعلق دیگر جان و جسم میں ۔
 جس کے جسم میں شال کی مرضی و فعل ہر چیز میں موجود ہے اور ہر چیز کی
 حرکت و فعل کو یہی کہہ سکتی ہے ۔ یہ مل عالم ایک بدن ہے ، درمیانی قانون کے
 تابع ہے جیسے ہمارے بدن میں یہ قانون کے شخصی فعل اور انداز کے
 مراسم خاص ۔

میں جس میں ان دو میں سے ایک وقت چلے گا تو یہ ہے کہ
 اسکی ارتداد ترتیب فطرت سے ایک نیا جی قوت ہے اور طبی فعل میں صرف
 اس کے بغیر یہ فعل دیتی ہے یا نہ ۔ یعنی رتوں و رنگ فطرت کا رستہ
 سے انہی کا عمل عین ترتیب فطرت ہے ۔ دل و رت میں لگا ہے کہ عاقل ترتیب
 میں اصل قوت کے بغیر خود دل سے نکلتا ہے اور دوسری صورت میں یہ تبدیلی
 بات ہے کہ کائنات کے علی مقصد کے لئے انسانی ارتداد ایک قانون ہے
 ان میں خواہ کچھ ہی شریک کرے ۔ کائنات کے قانونی سیرت رکھتے رہے اور کچھ
 کر لی شائیں وہ اس کے خلاف نہ کرے گا کہ اس میں انسانی قانون ہے وہ
 فطرت کی طبی ترتیب کے مطابق ہے ۔ وہاں بھی دو طبی ہوتا ہے ۔
 اس میں ان کی وحدت و درپردہ کچھ ہی ہو سکتی ہے ۔ اس کا دلیل
 کی اصل میں ان میں تبدیلی ہے ۔ جب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک شخصیت جو موجود
 ہے اور کام کر رہی ہے تو میں اس کے لئے اس قسم کی شخصیت کا دعویٰ کرتا
 ہوں جس میں کہ میں حاصل ہو سکے ۔ اگر میری شخصی رتوں اور عقل فطرت کی ترتیب
 کے مطابق نہیں ہو سکتی اس کا وہ خلاف ہو گا ۔ اس میں میں اس کے
 شخصی تجربہ پر ہر سدا رکھتا ہوں ۔ اس میں فطرت کے سطورہ قوانین کے بارے
 میں خواہ کچھ ہی تعلق انسانی ذات میں پیدا ہو فطرت شریف و ولایت کی صفات
 تو میں ان میں ان کے شخصی صفات و اعمال میں سائنس جتنی ترقی کرے انسانی
 یہ واضح ہو گا کہ صرف طبی زندگی نہیں بلکہ اخلاقی زندگی بھی ہے اور یہی مقدس نشانی
 کا بیان ہے اس میں طبی زندگی کے بارے میں سکھائی ہے وہ بھی درست ہے اور
 جو نشانی اخلاقی ۔ روحانی زندگی کے بارے میں سکھائے ہیں وہ بھی درست ہے
 یہ دونوں ہدایت لقیض ہیں ۔

پانچواں لکچر

یسوع مسیح کے بارہ میں اخلاقی شہادت

”م کچھ ہم نے دیکھا اور سنا اُس کی خبر نہیں دیتے ہیں تاکہ تم بھی ہمارے ساتھ شریک نہ ہو اور ہماری شریکیت باپ کے ساتھ۔ اور اُس کے پیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہے۔“ (مٹھا ۱۰: ۴۰)

مجھے مہربانی ہے کہ گزشتہ لکچروں سے اس مرکب تشریح ہوئی کہ ہم ایک شخص قدرہ پاویں رکھتے ہیں جس کی قدرت حکمت اور صلہ غیر محدود ہے اور اس ایمان کی بنیاد کائنات کی پرست پر ہے۔ اب ہم اس شخص کے دوسرے حلقہ کے شروع کرتے ہیں جیسا کہ مسیحی ایمان یسوع مسیح کی تربیت کے بارہ میں اور اس کا شوق کے بارہ میں مسیح اور اُس کے رسولوں اور شیعوں نے بیان کئے ہیں۔ بتلائی صورت کی پختگی پر یہ ایمان بھی معروف ہے۔ یعنی قبل از مسیحی اور یہودی کائنات کے مسیح ایک انسان کو خدا کا کچھ حقیقی علم نہ ہو تو ان کا شوق میں سے کسی کو نہیں کرنے کی کافی وجہ ان کے پاس نہ ہو گی کیونکہ ان کے پرکھنے کے لئے ان کے پاس کوئی گدائی نہ ہو گی۔ چوتھوہ مزمور ۱۳۹ میں تعلیم ہو ہے وہ انہوں ہاوس رسول کے روح، انسان کا تجربہ ہے۔ چنانچہ اس نے کہا میں حال کہ انہوں

نے پسند نہ کیا کہ خدا کی پیمان کو حفظ کر رہیں خدا نے جی ان کو جس کی ہے تیزی میں چھوڑ دیا کہ مائلی کام کریں تو اُس نے بن آتیلی۔ ابن دوم کو نصیحت کرتے وقت پر رخص کر دیا کہ سامعین کو خدا کا علم کچھ حاصل ہے۔ اس سے کتاب ہے کہ جو تعلیم میں دینا چاہتے وہ اس علم کے مطابق اور اس کی تکمیل ہے اس امر میں ہم معلوم سے نامعلوم کی طرف قدم چڑھاتے ہیں جیسے ہم عقل کے سادہ مثال سے سمجھیں۔ اندل کی طرف بڑھتے ہیں جیسے ہی ایمان کے سادہ مثال سے جو کائنات کی ہر اہت سے پیدا ہونے میں ایمان کی سادہ چٹیلوں کی طرف چڑھ سکتے ہیں جن کا کائنات بھی حقیقہ میں درج ہے۔ اب ہم یہ دریافت کریں کہ جیسے خدا پر ایمان ماننے کی بنیاد کائنات میں ہے کیا دینے یسوع مسیح کی اوہب کی بنیاد بھی کائنات میں ہے جب تک ہم یہ یاد رکھیں کہ کلائیں تب تک مسیحی دین ایک قیاس یا ایک حد ہوگا زندہ قوت نہ خیر گیا۔ رسول خود درن کے سامعین کو اورد ونگ نہ تھے کہ طبعی تحقیقات اساتذہ کثرت پر کر سکتے۔ توجہ کل عوام، اُناس کا یہی حال ہے ان پر ہاوس عقلوں کا کچھ انداز ہوگا جب تک ان کے روحانی وں تقاضوں کو نہ چھو سکیں۔ زندگی کی بخش دین اور نہ مل کھش اخلاق فیہ فوس سے خطاب نہ کر سکیں بلکہ عوام اُناس کو مخاطب کر سکیں۔ اُنس دین را خدا کی پرستوں میں چھوٹی چھوٹے خدا پرست معلوم ہیں ہے کہ مسیحی حقیقہ بہت جہا ہی شکل ہے مثلاً ایک شخص کو جوانان صورت میں ظاہر ہوا خدا تسلیم کرنا۔ اُنس ملک ایسی صورت کا طاعت کرنا اور اُنس پر ایسا توکل رکھنا جو صرف خدا ہی کا حق ہے لیکن جس خدا اور رسول سے خدا کا فیض جاری عقل اور کائنات میں تصدیق پائے گا۔ اُنس قدر یہ ایمانی دین پر ضرور معلوم ہو گی +

سے حبیبہ کی ذریعہ خدیجہ کو معلوم کرنے کے لئے ہم پہ نیاں
 جس پہ تیر پر اس کی طرح اس وقت کا ایک یودی شخص کہیں حبیب
 کی اور بہت سی۔ وہی پتہ پہن چوٹی پر نہیں گئے تھے تو اس اور بہت کے
 ہاتھ میں لاسا کوئی عقل رقتہ نہ تھی۔ بہت ہیچ کی صلیب ان کے ہاتھ
 شکر کا باعث تھی۔ تیس ہزار کا نشان کی صورت میں ظاہر ہونا ان کی
 برکت کے مطابق تھا۔ اس لئے انہیں شکل کم تھی کہنگہ ان کا
 تصور خدا کے ہاتھ میں بہت دلی تھا۔ ان کے دل پہاڑ عظیم نشان نشان
 تھے۔ اس لئے ان کے لئے نشان کی صورت میں ظاہر ہونا ان کی کسرت
 تھا۔ پہلی اس بدلیوں کی باتیں گویا کہ شمشیر نہیں کہتے تھے اس لئے
 تصور سے تھکے تصور کی طرف ترقی کر کے تہذیب پرست اس کو شمشیر میں
 ترقی لازم تھا۔ اور اس کی شکست نے تہذیبی تصور کو ہمیشہ کے لئے
 یونانی و بہت پرست تصور میں سے آزاد کر دیا۔ لیکن یہ حال چوتھوں کا
 تھا اس کے سامنے ایسے مسئلہ کو سامنا ایک بھاری مشکل تھی یہ حال
 آج تک یودیوں اور عہدوں کا ہے۔ کیونکہ یودی تہذیب کا نام بنام
 اور عقیدہ میں تھا کہ خدا کے تصور کو پادہ اعلیٰ درجائی بنا لیں۔ جیسا کہ
 ہے کہ ہم سے خیال تھا کہ خیال نہیں نہ تہذیبی زبان میں سیری نہیں
 میں حد درجہ نام ہے جھوٹا سماں زمین سے بلند میں اسی قدر سیری نہیں
 تہذیبی زبان میں اور میرے خیال تہذیب سے خیالوں سے بلند ہیں۔
 پتہ اس لئے یہ تھا کہ اس کی قوم میں سے ایک سے نہ دعویٰ کیا کہیں یہی
 تھا یوں میں کا نام پہلے سے یہی یودی ڈرتے تھے۔ حالانکہ یہ شخص ایک
 نہیں علاقہ کا باشندہ تھا۔ اور آخر کار جو عرب کے طور پر صلیب پر کھینچا گیا۔

لیکن پتہ اس کے رویہ کسی انسان کا یہ دعویٰ کرنا سمجھنا۔ اور کہ
 تھا اس لئے کہ سب میں گہرے یہی بات تھی کہ جب پتہ اس سے یہ دعویٰ
 کیا وہ بہت بڑا اس پر اور اسے دعویٰ کو قابل برداشت کفر سمجھا۔ مگر
 وہ پہلے سے کہ اکثر یودیوں کی طرح ہیوں کی باتوں کے سامنے میں
 صحت خفا۔ یہووا کو یہ شکل اپنے پیش نہ آئی کہ اس کی نگاہیں نہیں
 کے بار کے اعلیٰ روحانی معنی پہنچنے کے لئے بند تھیں۔ سمجھنا اس لئے
 کیا تا وہ فی سہ کیا۔ اسی تہذیبی سہا، صحت یہ صلیب اس پر پتہ کر تھیں۔
 ورنہ اس پر ظاہر ہوا کہ اس کے تعصب کو توڑ دے۔

موت پر پتہ اس شکل کی خاص مشابہت ہے جو یہودیوں کو
 مسیح کے ہاتھ میں پیش آتی ہیں۔ دراصل شکل کا اصل کو سے کہ
 سے کہیں جب کشتی چاہئے ہمارے لئے بھی تب ہمارے کہ ہم اس
 ہاتھ کے حلقے سے باہر رہتے ہیں۔ یہی شکل پیش آتی ہے۔ کہ ہم کیونکہ تو
 کہیں کہ یوحنا مسیح تھا ہے۔ یہ سوال کرنا وہ جب۔ ہے کہ شروع میں کسی
 سہا پر غلبہ مانا گیا۔ درہم کسی ہذا چاہئے کہ جس وقت سے تو کے
 شروع کے الفاظ تھے تھے میں اس میں اس کا عجیب بیان ہے۔ تو پتہ
 شروع سے تھا جسے ہم نے ساما اور اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ورنہ انکے وہ
 وہے باتوں نے چھو کہو کہ وہ نہ تھا ہر یودی اور ہم نے اسے دیکھا
 اور ہم کو ہی سمجھتے ہیں اور اس ہمیشگی زندگی کی خبر ہم کو دیتے ہیں۔ جو
 باپ کے پاس تھی وہ ہم پر ظاہر ہوئی تو کچھ ہم نے دیکھا۔ اور ساما اس کی خبر
 نہیں دیتے ہیں۔ تاکہ تم بھی چارے ساتھ شرکت دیکھو۔ وہ ہماری شرکت
 باپ کے ساتھ اور اس کے بیٹے بشری مسیح کے ساتھ ہے۔ تم پہنا جو

پتوں کی طرح بیویوں کا پرہیز تھا۔ کیسے یہ کہہ سکتا تھا کہ اس کی نگاہوں نے اس شخص کی زندگی کو دیکھا جو باپ کے ساتھ تھی اور اس کے باوجود اس نے اسے چھوڑا۔

مسیحی یقین کر کے پہچانے گا کہ کسی قدر معجزوں پر بھی معلوم ہو سکتا ہے۔
 یہ مسیح کے بڑے لادریں و قدیم تہذیبیں جیسے مسیحیت میں خلائی ہے۔ یعنی کسی بیرونی واقعہ پر مبنی نہیں۔ جہاں تک یہ عقیدہ حقیقی ہے۔ یہ عقل کی طاقت سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اس سے اس نے پراگشش کرنا طلب کرنا ہے۔ چنانچہ امت مذکورہ بالا میں یہ جوں بڑا کر جس کو چاہے دیکھا اور اس کی سبب نہیں دیتے ہیں جسے یہ خاصے دیکھ اور مانا ہے وہ زندگی کا ذی گام کھٹ ہے۔ اور وہ اس کی شہادت کرتا ہے۔ وہ جہیز پر اس سے کسی اور تہذیب میں دیکھتے ہیں سو ہی ہے۔ کہ خدا اور اس میں نارنگی درجی ہیں۔ اگر ہم کہیں کہ ہم اس کے ساتھ شرکت رکھتے ہیں اور تاریکی میں چھتے ہیں تو چھوٹ پڑتے اور بچ بچا ہیں کہ سب سے اگر ہم نور میں ہیں طبع وہ نور میں ہے تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ شرکت رکھتے ہیں اور اس کے پیشے بطور مسیح کا وہ ہم کو سارے گناہ سے پاک کرتا ہے۔ جس میں شہادت دینے پورا کو نائل کیا کہ مسیح کی عزت اور محبت دینی کرنے چاہئے جیسی خدا کی اس کا سبب باب میں آیا گیا ہے۔ یہ لیتا باب اخلاقی ہے۔ کہ خدا اور ہے۔ وہ اس میں تاریکی درجی نہیں۔

ان مفاد میں سادہ طور پر اس قسم کی روایت پائی جاتی ہے جہاں نے پتوں کے دل کو نائل کیا اس نے محسوس کیا کہ میں ایک مقدس شخص ہوں

ایک وقت شہادت نور کے کرتے میں ہوں جو اخلاقی روحانی آفتاب اس پر طلوع ہو اس کی نواہوں کو کوئی صحابہ یا بڑی کا سا یہ پھپھایا نہیں سکتا تھا۔ وہ گونا گونا گویا صورت کے پتوں پر چڑھ گیا تھا۔ اور ہر طرح کے پتوں اور نباتات جو دلوں اور نیروں کو تاریک کر دیتے ہیں وہ سب نیچے رو گئے تھے سادہ یعنی روح میں ان سے اپنے خداوند کو پہچاننا جس کا اس شخص پر چھید دیکھنا تھا۔ وہ ایک تنگ دوسری کے جسے واسطے کی طرح تھا۔ ایک نکتہ پتوں کی چوٹی پر چھایا گیا۔ جس چوٹی پر آفتاب کی فتاحیں ہمیشہ پڑ رہتی ہیں وہ یہی اخلاقی روحانی نور میں آگے بڑھنے کے وجود کی رنگ رنگ میں سے گذر گیا اور اس میں تاریکی کا سبب ایک ہی ذریعہ دیکھا اس بیان کا مقصد یہ کہ اس کے بیان کے ساتھ کرنے سے اس کے اخلاقی حسیے کا ہر چہ چھوٹے ہیں اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی نشان کا نور تھی اور تاریکی میں چھایا ہے۔ حقیقی نور اور خدا جو دنیا میں اس کے ہر ایک ادنیٰ کو روشن کرتا ہے۔ وہ ہر جہے درسون رہا اور ہم نے اس کا ایسا جوں دیکھ عبادت کے انکسار کا بیان "یونٹا کے دل میں باپ کے گلے کا یہی تصور تھا کہ وہ نفس اور سچائی سے معمور تھا عقل و سچائی اخلاقی اور روحانی زندگی اور نور یہی صفات ہیں جس کے ذریعے سے اس کا دل نائل ہو گیا۔

بھئی رہے کہ یہ تھوس ویس ڈھنکی اور تھانی کا شہد ملکہ یہ صاف تجربے کی بات تھی کہ کوئی تجربہ یہی ہے کہ دیکھیں نہیں دیکھیں عقل اور رستی کا یہ جہاز یونٹا کو ایک صاف نظر یا عیب کو وہ پھر کہ سورج جب اُتلے چول۔ اس سورج کی شہادتیں اس وقت اس پر چھیں جب روز اس سے واقعات ہوتی اس کے پیشے پر چھایا اس کی نگاہ کو دیکھ اس کی باتوں

کو سنتا اور اس کے نقش قدم پر وہ بیان کرتا تھا۔ معمولی زندگی کے سربل اور کام میں یہ سادہ اس پر چکا اور نیز جس وقت چکا جب وہ اپنی ذی قدرت سے ظاہر ہوتی تھی جان کے فصل صدیقی کے مطابق تھی طاقت میں یا انسان میں جو کچھ اس کی ذات کے خلاف تھا اس کو دور کرنے کے قابل تھی۔ اس کا اندازہ کے غیر محدود بدل کا پورا تصور کیا ہماری طاقت میں نہیں لیکن اس تاثیر کے ذریعہ سے اس کا کچھ تصور کر سکتے ہیں جو چاندی و انجیل کے پڑھنے سے ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ انجیل حد و حد تک زندگی و سیرت کا خاکہ ہے۔ اس طرح سے بیان کرتی ہیں۔ مگر صرف کلیسیا تک جہاں حاج ہے اور ان کی سفلیں شعاعیں ہر زمانے اور ہر ملک میں اخلاقی طبقے کے آئینہ کی طرح کام کرتی رہی ہیں۔ وہ سن کے دوس میں نئی زندگی اور نئی کوئی تھی۔ فرس کر کے اس تاثیر کو ہم چند درجہ کریں۔ وہ ان کی تاثیر صرف اپنے دوس پر پڑنے لگے تب ہم اس کے تاثیر کا کچھ خیال کر سکتے ہیں۔ جس کے سبب سے آدمیوں نے تشریف لیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ انہیں کی تعلیم کے ذریعے بھی قوم یوڈی و حادی ترمیم تہ تک پہنچی رہی تھی۔ وہ وہ مقدس زشتی کی سبب مدحوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے پر ہوتا دیکھ رہے تھے۔ لیکن ان کے دماغ میں اس وقت ہونے لگا تھا کہ ان کا خیال انہیں نے اپنی ذی قدرت کے ساتھ کر کے اپنا جہر دکھایا۔ پس یہودیوں نے مانا کہ زندگی کا خداوند کی آنکھوں کے سامنے مجسم ہوا تھا۔

اس کی زیادہ توضیح کے لئے ہم گورنمنٹ کالجوں پر پڑھنا نظر آ رہی۔ ہم نے اس حرکت پر کبھی ہتھا کر ہمارے مذہب کا نشانہ کی گزرتا ہے وہ

خدا کی قیادت پر ہمارے متانت کرتی تھیں جتنی ہے دوسری سے ہمارے خیالات حال بنتی ہے۔ ہمارے ساتھ سے پیتر اس سے کہ وہ ہماری بات سے نکلیں وہاں کہ ہے تا کی وجہ میں تھیں دونوں میں ہوا تھا جب کہ ہے جن کو حکم دینا حق کے لئے طاقت کرتی ہے وہ یہ کہ اس لئے اس رشتہ زوجہ کے کس کی ہوگی جس نے ہمیں دوسرے جان کو چھوڑ دیا۔ ہر وقت تک ہمارے دنیا پر ہم ایک رہا اور اسے نہیں۔ عرض کر کے اور صرف تھوڑے درجہ کے کچھ ہمارے باہر تھی۔ ہے وہم سے سانی لہجہ میں شکم ہے۔ اس کی نکلیں بڑھ کر کچھ ہی ہیں اس کے عجیب کام انکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں۔ وہ صرف تھوڑے درجہ میں بکھر رہے۔ ان کے پورے پورے تو یہ غنیمت کا نشانہ ہے۔ پچھلے قریب معلوم ہو گیا۔ کسی کی کسی تعلیم کم کر لی جا رہی ہے۔ انہیں سے صاف یہ پتا چلا کہ ہمارے خداوند کے ان کا خداوند کی نظروں کا عمل کا مردہ ہو گیا۔ اس پر اسی قسم کا عجیب اثر ہو۔ جب اس کی ذات نے خدا کی سامری عورت تکلیفیں پار سواں سے ہوتی تو اس نے ان کے گہرے نمایاں کو دریافت کر لیا۔ وہ وہ قریب قریب کی طرح فرشتے کے ساتھ گنتی کرتے ہیں۔ صواب رہ گئے۔ اس میں کشش کا چارہ ہی ہا۔ یہ دور میں سے حقیقی دعویٰ مجسم کا نشانہ ہے۔ سامنے ہے جہوں نے اپنے نہیں۔ اسے شخص کے حلقہ میں پڑا جو ہر قسم کے فعل میں ان کا حکم کا داعی نکلتا ہے۔ ہر وقت انہیں نے اس کی اسے وہ طاقت کی میں قدر وہ اپنے خداوندی کا نشانہ کی طاقت کرتے تھے۔ وہ یہ کہ وہ ہم نے اس کے سامنے ہے۔ یہ بھی معلوم کیا کہ اس شخص کو میں ان کا عین کا نشانہ ہے۔ یہ خود ہم خود خداوند قدرت بھی حاصل ہے۔ جو کا نشانہ کے خداوند کا حال ہونا

چاہے جب انہوں نے دیکھا کہ طہارت کے عناصر بھی اس کی راستے ہیں مگر اس کے احکام اخلاقی حق خدا کے لئے تھے تو قدر بکثرت خدا کے اس خاص طور کے ذریعہ انہوں نے تسلیم کر لیا کہ یہ ہماری روحوں کا وہ جہات کا حکم ہے اور جو ان کی طرح انہوں نے بھی اسے اپنا قد و قدر اور اپنا حق و نام لیا۔

یہ کہ انہیں ملے ہوئے باب میں اس جیسے علی بنین کا بیان ہے نہ کسی خاص منطقی دلیل کا۔ یہ ان کی نظر و نگاہ کا ترجمہ تھا کہ تم کیا گیا ہے۔ شاید اس کے روح میں عقیدہ کا پورا ذوق ہر شخص ہوتا۔ یہ۔ میں سے نزدیک صفات کو اس سے خاص یہ کلام بالکل مردانہ تھا جو حق کے لئے سے نکلے۔ بلکہ وہ خود عقل سے اس سے یہ کلام صادر ہوتا ہے۔ ان فرض اس نظم میں اسے عقلی اخلاقی اصول پر ایک گوشہ حور سے گئے جس میں انسان کی بھی وہی عقل کے اصول۔ یہ کہہ کر پورا کائنات میں در عقل کا کلام ہے اور جب میں نے محسوس کائنات کا ذکر کیا تو میں نے مقدس پروردگار کے من جلے کے لئے سے کہ کلام مجسم ہوا۔ جب یہ من سے یہ لکھا کہ خدا میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا کلام خدا تھا۔ اور میرے خیال میں یہی دلیل کو پیش کر رہا تھا جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس کی چہرے کائنات اور عقل کے اس کلام کے ذریعہ میں ہیں اور کوئی چیز میرے لئے نہ جی تھی خداوند اپنی ساری راہوں میں راستہ ہاں ہے۔ وہ ہے ہر بار کے کاموں میں مقدس ہے۔ اور اس راستہ کی اور پتائی کے بغیر جہات کا کوئی حصہ نہ ہاں۔

پس ہم سمجھیں کہ انسان کا کائنات جس الہی عقل و راستہ بازی کا عکس ہے۔ نہ کہ اس میں عقلی حدود و زندگی انسان کا ذہنی یا جنوں پر دوسروں سے ساری چہرے یا محسوس اور زمین پر ہیں دیکھی اور دیکھی کی سخت کیا

حکومتیں کیا رہائشیں کیا مینا دیں پیدا کی گئیں ساری چیزیں اس سے وہ اس کے لئے پیدا ہوئیں اور وہ سب سے آگے ہے اور اس سے ساری چیزیں نکال رہتی ہیں۔ یہ وہ بھید ہے جو عقل پر اس شروع سے دہریں جب تھا جس نے ساری چیزوں کو بتوجہ صبح کے دہلے پیدا کیا۔ پھر خدا اور دوسروں میں محض یہ بھیدوں کا ذکر نہیں کرتے ہر انسان کی سم سے ہے۔ یہ کہ وہ انسان کے اس عقیدہ کی تشریح نصیحت کرتے ہیں جس کا خدا ہے کہ اخلاق فطرت میں ہے۔ چنانچہ رسول پہلے تو صبح کی الوہیت کے بعد میں اپنے عقیدہ کی نصیحت کرتا ہے۔ در پھر وہ دوسروں سے بھی یہی در خواست کرتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھیں یہ کہ جس کو اپنے اس کی ہستی کو خدا کر دیا یہ وہی روح جو یہ ہیں اسے ہر ایک شخص کو روشن کرنا ہے۔ انہیں نہیں کا یہ مکاشفہ کسی روشنی کا کافی نہیں ہے جس کا ذکر وہ ۱۱۰۰۰ میں ہوا ہے۔ یعنی کائنات کے خدا کا۔ جو انسان و فطرت کا بھی خدا ہے۔ اس سے پہلے یہ کہہ دینا کہ خدا کہ اس نے زندگی کے کام کو دیکھا تھا۔ در پھر وہی زندگی کی صحت عادت دیکھنا سنا اور چونکہ ان کا من ہے۔ در بعض گناہوں کو گن کا وہم ہے۔ لیکن یہ من نے نہایت کی اس میں خللی کو نظر رکھ اس سے عقل اور کائنات کی شہادت کو پیش کرتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب ایک یونانی زبان کا دور ہوا تو دیکھنا یہی بر لوگوں سے بھی اس کا یوں ہی ذکر کیا ہے۔ مثلاً یہ سخن شہید نے وہ میری ہمدی کے وسط میں یوں بیان کیا ہے کہ جو کتب عقل و کلام کے بعد ہی چلتے ہیں وہ سب ہی کو گناہ پر پورا لگا یا جائے کہ وہ وہ وہ ہیں کسی خدا کی عبادت نہیں کر لے جیسے مغرور و مجبور جو حق بات کسی نے کہی ہو وہ ہم مسیحیوں کی ملکیت ہے۔ کہہ کر ایسے مصنف

دھندلا سا دیکھتے تھے چہرہ میں کلام کے جوت کے اندر برگی اندھ
 پر دوسروں پر متاثر ہو کر دوسروں کے دل اس مشاہدہ سے قائل ہو گئے
 اور انہوں نے ان سے کہا کہ صبح ضرور خدا کی جنت نکلتی ہوگی اور اسے پہاڑی سے
 ٹکراتے ہوئے اس پر ٹکراتے ہوئے سے ہرگز ہرگز کسی پر ہرگز کے ذریعہ
 سے کسی پر خدا کی دلائی سے اور ان دونوں قسم کی دلائل کو کھٹکھٹا چاہے
 کہہ کر قدرت پرانی کی کچھ سیر اور انکی بد قدرت کے ناقص ہے۔ اس فرق
 میں ہر دونوں صفات میں اور نشان کے دوسروں کی تاثیر ہوتی
 ہے چنانچہ قدرت پرانی پر تو رخصتوں کا ہر ذکر کر رہے کہ بعد اس روح کی
 نسبت قدرت کے ساتھ اس کے ہی مخلوق کے بعد خدا کا جہاں بیت
 ہوتا یعنی کافی دیریں قدر قدرت کی روح مد قدرت کے
 ہے +

ایک مرتبہ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ وہ میری ایک بیٹی
 دور افریقہ کے علاقہ میں خوف پیدا ہو رہی تھی اور وہاں کے لوگ
 وہاں دلی اذیتیں شریعت سے اس کے لئے تھیں اس لئے کہ وہاں کے
 مختلف نے بھی کہا تھا کہ میں خدا کی شریعت دیکھ رہی تھی جیسے جیسے
 میں آسمان خدا کا جہاں پہاڑ کرتے ہیں وہاں میں کی دستکاری دیکھتی
 ہے۔ خداوند کی شریعت کامل ہے کہ اس کے پھرنے والی ہے
 اگرچہ اسباب موجودات کی شان میں پراثر کرتی ہے تو جس پاک دلوں کو
 میں ہمارا خداوند ہوتا تھا ان کے دلوں پر وہاں جہاں کے لگا رہے
 کسی بڑی تاثیر ہوتی ہوگی۔ چنانچہ صبح کے کھٹکھٹا پاک دلوں کو خدا کو
 دیکھیں گے اور انہیں اور ہمارا خداوند ہوتا ہی روحانی مدد کی طرف اشارہ

کرتے ہیں۔ جس وجہ سے کہ انہیں وہ خود طبع سے مقید و قیدی نہ کرے
 علامہ سے کہ طبع صبح کو خداوند نشان دہاں دوسروں میں دلوں کے ہر قسم
 کر کے کہ کوئی شخص ہر طرح حدس کے بتوں کو خداوند کہہ نہیں سکتا۔ اس مقید
 کے پاس سے ہٹنے میں وقت کوئی نہ ہر وقت جب بھی دین کو دیکھ کر خدا کی
 طور پر قائل ہو کر مانگتے تھے نہ پیسے نہ کچھ دینا دانت کے طور پر ہم پر دین
 سے چلی آئی ہو جب پوچھتے رہیں گے یہ کیا کہ چنانچہ صبح پر جہاں لگتی
 کھاتے پائینگے" تو ان کا یہ مطلب تھا کہ اس کو بظاہر مسکاتے دیکھ کر دیکھ کر
 چاہتا تھا کہ ہم اپنے کائناتس و عقل سے اس کو تسلیم کر رہیں کہ ہمارے
 ان کے دوسروں پر ہوتی رہتے تھے کوئی جانی تھی +

نہیں کیا یہ لپٹا ہوا ہر جگہ ایک ہی تھا ہے۔ گرم خداوند یقین صبح کو
 پناہ دیں اور عقل کی شہادت کے زور سے تسلیم کریں، تو ایسی ہی تاثیر رہی
 رہی میں نے اس پر دیکھا۔ دیکھ کر ہم نے کہا کہ سب سے زیادہ اس میں تاثیر
 کرنے میں وہ قوم۔ جہاں تک ہم یقین سے اس کو اس دلوں میں رہتا تھا
 اکابرانہ تھے ہستے ہیں وہاں تک ہمارا ایمان وہ ہے صبح کو میرے
 کی شہرت ہے وہاں دوسروں کو پاک سمجھتے خدا کا حکم وہ نہ کہے۔ وہ حق
 حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے دوسروں کے کہہ کر کوئی فرستہ نہ رہتا
 خدا کا ہوتا ہے خدا اس میں اور وہ خدا میں بتا ہے۔ میں اس کا ہر وہی تو
 ہے کہ کہیں کی وہ ساری تاثیریں ہوں وہ وہ شریعت و دولت قائل
 حوس کے دین چلا صبح کے ساتھ اتحاد ہوتا ہے۔ ہمارے کھاتے دین
 سے دیکھا۔ اگرچہ چھوٹا ہے کہ اسے تو وہ میری باتوں پر عمل کرے گا اور میرے
 باب اسے پیار کرے گا اور ہم اس کے پاس رہیں گے اور چاہیں سکن گے

کے ساتھ ہائیں گئے۔ جس قدر ہم اُسے پکار کرے میں اُسی قدر ہم اُس کے
مسکینوں پر عمل کریں گے اور میں سنت سے اس کے فضل و رحمت کو سمجھنے
قادر کیا ہے۔ اُسی نسبت سے اُس کی محبت ہمارے دلوں میں چوگ۔
ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ تجھے کیلہ پہنچا خدا جانے وہ شروع ہیج کر جسے تو نے
بھیجا ہے۔

چھٹا لکچر

مکاشفہ کی عام شہادت

”خدا جس نے مجھے زمانے میں نہیں کے ویسے باپ دادوں سے
یا باپ۔ در طرح پر طرح کلام کیا اس تخری و دل میں ہم سے پیشے کے ویسے
پور۔ رحمان ۱۰۱“

مگر مشق لکچر میں اُس ایمان کی تشریح کی گئی جس کے ذریعہ رسول
در شاگردوں نے خداوند یسوع مسیح کو باپ کا کوٹا تسلیم کر لیا۔ وہ ان بیا کہ
وہ زندگی در چاں کا لڑی کلام تھا جو جسم میں ظاہر ہوا۔ ہمارے درمیان
میں۔ اگر وہ تشریح درست چھوڑا اوروں ساری یہی بتیاد کر سٹھانے کے لئے
سکائی ہوگی جب ہیج سے ایسی ہیبت منسوب کی گئی تو اس کی حلیم کی سند
ماتیل درہ لیدہ دونوں پر حاوی ہے۔ اس لئے اب میں ہیج کے قوس کی

تشریح کروں گا۔ یہی زندگی درہیم کے عام مفاد کے لئے یہیں کافی
ہوگا۔ مگر اور یہی شہادت میں کے قریب ہمارے خداوند کی حسیات پہ
ثبوت کو پہنچانی ہے بحیثیت مجددی کل ہی مکاشفہ کے سمجھنے کے لئے
ضروری ہے۔ یہیں مکاشفہ در تواریخ کے دوسرے امور کی تفصیل سے پیشتر
اگر صبح کی پتی شمعیت۔ خود اُس کے قوس سے اس کے دعاوی کافی
طور سے ثابت رہوں تو وہ اپنی اذم ثابت نہ ہوگا۔ ہر ملک در زمانے کے
لوگوں پرانے کا ترجمہ کا مقدس پونا اپنے پہنے خط میں اور اپنی استعجیل کے
شروع میں درانی شجر اوت فی عقل اور ان کا شش کو مٹا طس کرنا ہے
راہی و ات پیش کرتا ہے جو کہ کسی بھی ہر دو لائل کے سلسلہ کے ثابت ہو سکے
بلکہ ہی بات ہے اُس نے بنا جسے اُس نے اپنی نگھوں سے دیکھا۔
جس پر اُس نے نظر کیا جس کو اُس کے ہاتھوں سے چھو۔ ہر زندگی کا کلام
نفا۔ صیہم نے دیگر مل کے با۔ میں ظاہر کیا وہی ہی نہیں کے بارہ
میں کہتے ہیں کہ اس کی بیاد عقل دائل پر لکھنا ان کی خدا کی مانت و فطرت
پر ہے۔ مگر اس وقت ہر پستائیں کہ اس عام چوٹی سے محض دین کی صفت
ثابت کرنی بلکہ خاص باتوں کا ذکر اس اور بتاؤں کو وہ فضل کے صفت میں اور ہمارے
ماننے کے قابل ہیں۔

ہر جنوں کے خدا کا مختلف باب کے شروع ہی میں اس خاص دعوی
کو پیش کرتا ہے جس کا ایک رنگ فوقی و فطرت دین کہتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ہم
سے اپنے پیشے کے وسیلے شکم ہوا بلکہ ہر مذہب مختلف وقات میں مختلف
طریقوں سے کہ سنت زمانہ میں بیوں کے ذریعہ ہمارے اباد و عباد سے
شکم ہوا۔ کلیپ کا شہد کا ایک سلسلہ پیش کرتی ہے جو قدیم زمانوں سے انسان

کوئی ان کی طرف سے قرار دیتا ہے حتیٰ ذیل کہ ہم کے دلوں سے سے کرتاج
 اور اُس کے رسول کے ایمانک - یہ رنگ یہ سواں کرتے ہیں کہ میں لوگوں
 کو یہ کثافت سے من کو کس طرح نہیں ہوا کہ خدا کی طرف سے مرکا شیعہ
 تھے ۱۔ یہ جواب دینا خواہ پسند طبع سے درست ہی ہو کافی نہ ہوگا کہ میں
 نے ان کو یہ مرکا شیعہ دئے تھے خدا نے ہماری نظر پر ان کو یقین دلادیا کہ یہ
 خدا کی طرف سے ہیں - جسے جواب پر تھک کر سے ہے نتیجہ نکلے گا کہ ہم اپنے
 عقیدہ کی کوئی دلیل نہیں دے سکتے یا یہ کہ ہمارے عقیدہ کی کوئی دلیل نہیں
 ہے - مقتدر من کو شیعہ کا بھی یہ وسوسہ نہیں بلکہ یہ بیان کر سکتے ہیں کہ جنہوں
 سے ان کا کثافت کو صاحب مدتبہ کب انہوں سے یہاں سے قبول
 کر لیا یہی ان کے دلوں سے ان کثافت کو پس وصال دیا خودی تھا تو ان
 کے مطابق پایا جس سے انہوں سے ان کا کہ ان کے خدا کی طرف سے
 ہیں لکن سے ہر وہ ایمان دہا یہ اُس کے لئے اسلئے ان کی گناہ
 اور ایمان کی رستہ ہی کا الگ رستہ تھا - وہ نہیں بلکہ کس دین پر یہ
 عبرتوں کے خط کے گہر ہیں - میں ہر گز ان کی تعلیموں کی مثالیں
 پیش نہیں کرتی ہیں کہ ہمارے پیچھے سارا کھینچے سب کو
 یہاں سے مذہب ان کثافتوں کو قبول کر لیا اگرچہ ان کو مرکا شیعہ کے دیکھتے
 انہیں بھی مثلاً مسیحی نے سیدنا ہجو کر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کھانے سے انکار
 کیا کہ اُس سے خدا کے لوگوں کے ساتھ دیکھو کھانے کو جس سے یہ وہ ہر
 کیا کہ ان کے چند روزہ شکر کھا صل کر کے دیا ہی روح نے دنیا کو مدم غیبا
 اُس دستبازی کا جو ان سے ملتی ہے وراثت ہوا - اُس سے ملتا ہے
 کہ ان کثافت کی یہ خدائی اصول پر ہے ۵

یاد رہے کہ میں اصول پر ہم نے سچ کو قبول کیا تھا وہ سارے دائرہ کثافت
 پر عید ہیں ان کے دین کثافت کا نہ صرف امکان ثابت ہوا ہے بلکہ یقیناً سب
 پر ہوتا ہے - اور اصول پر ہم نے یہ بات میں پاسے پاسے میں کہ اصل پر
 رستہ ہی کا کلام - انسانی در عقلی سچ کلام بند میں سے کثافت ہے اور
 کوئی چیز بغیر اُس کے نہ بنی تھی - یہ بیان جو اپنے سادہ میں نہانی کثافتوں
 کی اُس آواز کو گرج میں ۱۳۹۰ کے مطابق اس بات کی خبریں کرتی
 کہ اس انسانی مقصد کے لئے ہمارے در اس سے یہ پانی بہت حاکمیت
 کہ میں جواب کا سنا ایک ہوتا ہے وہ بھی انسانی اور خدائی مقصد کے لئے بنا
 ہوا وہ میں میں کچھ شک نہیں کہ خدائی عالم صبی عام کے ہر شے پر
 انسان جو خدا کے لئے کثافتیں ہیں جو ان کیسے جو عبادتوں سے
 جو خدائی مقصد کے لئے بنو ایکسیرت - تکریم - لیکن جو لوگ راست
 کا یہ نہیں کرتے ان کے ہر ایک انسان کی طرف سے بھی تہذیب
 و حرمت انگریزوں جو حرم فاکس کے تین اور شاعر کو کھانے کو بھی دور
 کے خدائی مقصد کو توڑ کر تھی - جس وقت بائبل کے بند کی کثافت
 کو گویا دہرنا ہے خدا نے کہا کہ ہم انسان کو پس وراثت دے ہی مانند مائیں
 کو وہ میں ہر روزی کرے ۶

اس دور میں یہی اصل وراثت کو بگاڑ نہیں سکتے - سائنس نے یہ
 بڑا کام کیا ہے کہ اُس نے ان خدائی پوری تفصیل کی ہے - کچھ اور پھر
 اور زمین کو سمجھ کر درستی کو مرکا کر - اگر سائنس نے کام چا کیا ہے
 تو تمنا کے مطابق اس سے بھی ملے ہیں ہے کہ بعد میں اس
 عقل - منطق - حکام - تھا اور پھر لوگ اس کے کوئی چیز - بنی - مسوٹ - ساری

مستحق ہیں یہ عقیدہ اس کو قوت بخشتا ہے کہ قدرت میں کوئی ایسی شے
ہو جس کے مطابق نہ ہو۔ اس لئے پر خدا کے اناظر میں سائنس کا وہ
تاکید ہو ہے۔ وہ ہمارا کہیں لوگوں نے خدا کی بڑا گت عقل و کائنات
سے تسلیم کی ہے وہاں ہی ایسے خیالات کے مستقل طور پر ترقی کی ہے۔
مندی دین میں خدا کی مرض پر زور ہے۔ خدا کی حکمت پر۔ اس لئے مندی ایک
نئی قدر کر رہے ہیں اور قدرت کے بعد وہ کوہ فتنہ کی سرکش نہیں
کرتے اور عقل ہم ہوتی رہنا قدرت کے ہی اقتدار سے منسوب کرتے ہیں
اس میں عقلانی و عقلی حیلہ داخل نہیں۔ اس لئے ہم کہیں کہیں کہہ رہے
ہیں عقل کی مستقل ترقی کو کہیں کہیں اس کی اندنی و درونی ترتیب پر
میں نظر ہیں۔ سائنس میں جدید مذہب میں ہم ہی تحقیقات میں سوس
موجود سے شروع کرتے ہیں کہ انسان خدا کی صورت پر بنا ہے۔ صرف
سب موجودات میں کہ فتنہ کے در میں بھی اس روحانی اور فنی وجود
کا کہیں پایا جاتا ہے۔ اس کا سہ چوبیسویں ہوئے کا اہم بلحاظ اس کے
روانہ قدرت ہونے کے لگا یا جاتا تھا وہ دور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا تعلق کامل نہیں
پیدا ہوا تھا اس لئے کہ جن باتوں کو یہی پر کرتی ہے وہ اپنے فاصلہ پر ہیں
بلکہ یہ کہ وہ ایسی روح ہے نہ صرف یہ کہ ہمیں ہر عقیدہ محض حکم پر پانا پڑتا ہے
بلکہ اس لئے کہ یہ عقیدہ ہمارے کائنات میں درجہ کے ایسے مطابق ہے۔
اس بات کی مہر تلاش کرتے ہیں وہ ہم میں سے کسی سے دور نہیں و جہ
وہ چاہے کچھ جانتا ہے وہ ہم ایک جیسا نہ ہو بلکہ اس میں اپنے نہیں
پڑنے بلکہ ایسی سر زمین میں جسے مذہبوں نے خوب میں دیکھے رہتے ہیں۔ دین
کی سچائی کا یہ صلی جو ہے۔ سائنس کا دل درجہ خدا کے ارادہ اور حکمت

سے شریک نہ کہتے ہیں کہ شریک و عدلی سے ہو۔ ہر طبیعت و انتہائی
کہ جب کہ ان کا خدا کی طرف سے ملے انہی ان کو تسلیم کرے۔
نقطہ قدرت یا پھر کہے۔ یہ ایک نقطہ سنی لئے جاتے ہیں مالا کہہ رہے ہیں
سینہ قبیلے میں غلطی کو مٹا کر اس کے اصل معنی بنا دئے تھے۔ اگر کہہ کہیں
کبھی سبھی دین کی صداقت میں یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ گویا قدرت ان کے
میں متعلق ہے اس لئے میں کا دعویٰ پر زور اور اس کے صحابہ الہیہ
کا بکتہ عزت ہے۔ مثلاً ہندی کلیپ میں جب شہید رہنے پر طرح کے ظلم
در و گھٹا تھا لیکن اپنے مالک اور آقا کا لگا رہ کر لوہے کی قدرت کے
تہا وہ مطابق تھا نہ نہت اس بات کے کہ وہ اس ہی دین پر مادی کی
طرف دھرتے ہیں اسے وہ آقا ہو چکے تھے۔ وہ ہی جو نہیں الہی باتوں کے
بار میں نہیں ملی ہیں اس میں ایسی شش مادی روح کے لئے ہے کہ
ہیں اس کا دعویٰ نہ پڑتا ہے کہ وہ عقل فضل اور سچائی کے کاشفے
میں ہے۔

ان بیانات سے ہر قول ہر ہر اک بکاشہ روحانی باتوں سے کہ
پرہیز کر دیتا ہے۔ یہ ایک اہم بات اس کے متعلق ہے جس کی تشریح و
سے بین کاشوں کا ذکر نہیں میں ہوا ہے وہ اس احکام کی طرح محض عقلی
حکام نہیں۔ وہ انوکھے مسند کی طرح روحانی حقیقت میں یعنی وقامت
موراد میں کاہن ہے چہرہ سے رنگ کی تربیت کے ساتھ مطابق طاہر
ہو۔ مثلاً جو دھندلے پر اس سے کہے کہ میں پر اس کی زندگی کا سا دھندلے
رہا۔ نہیں وہ اس پر یہاں رکھنے کے باعث پانچ سو سال سے رہے
وہ اس کا پانچ کھتا ہے جس کی سمت میں سے یہ یک ہی روز عقیدہ میں

کی جگہ میں اُسکے ساتھ ایمان یا تاکہ وہ اس کلام کے موافق نہ تیری
 نسل ایس ہوگی بہت قریب کا پاپ ہوا۔۔۔ وہ ہے جانی سے خدا
 کے وعدے میں شک نہ کیا بلکہ عقائد میں مضبوط ہو کر اُس نے خدا کی
 شرف کی ورثے کو یقین ہوا کہ کچھ اُس نے وعدہ کیا سو اُسے پورا کرنے
 پر قادر ہے۔ سو وہ سچے یا اس کے لئے راستہ بنا کر گیا گیا "پھر اس کے
 بعد پوس نے چونکہ مصیبت اُس کے لئے نہیں لکھا کر یہ اس کے واسطے لکھا
 گیا بلکہ ہمارے لئے ہے جس کے واسطے لکھا جائیگا اگر ہم اس پر ایمان نہ کریں
 جس نے ہمارے خداوند ہوج کر مدد میں سے چلا جائے۔ ان الفاظ سے ظاہر
 ہے کہ پوس کو اس بات کا یقین تھا کہ دراصل یہی ہمارے ہر نام
 کے نام ہیں جو وہ ہر ایک کوئی طرف میں تباہ کنی نہ پہنچے کہ ہر نام کا
 بہت سے پیش گوئی کے ہیں۔ مستند زنی کی وہی خدائی سیرت
 نہیں رکھتا جو سچ کے معصیت پر ایمان رکھنے میں پائی جاتی ہے۔ مرضی کو
 زور دینا۔ کہ نہ چاہی کسی طرف کے فریاد ہوا جس میں یا ملت کی رویت میں یہ
 آدمی ہر کسی میں سوئے ہیں یا دن کے وقت کسی کو چھپ کر چلتے سے
 ہر نام کے در پر باتیں طرچہ نہیں۔ کس طرف سے اس نے سمجھا کہ یہی
 وہ جو کلام ہے جس پر سے ایمان دانا اور توکل رکھنا فرض ہے۔
 گذشتہ کچھ میں یہ بات یاد رکھی گئی کہ جو زندگی ہمارے خداوند
 کی طرح انسانی صورت میں ظاہر ہوئی رسولوں نے سے دیکھا جس کی توان
 شئی جیسے آئینوں نے چھوڑا وہ وہی ازل زندگی و کائنات کا نور تھا۔ لیکن
 اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہر نام ہوس یا ماہد بیابان نے چھوڑا دیکھیں اور
 آئندہ کا حال بیان کیا اُس کو وہ خود خدا کی طرف سے تھیں۔ اس میں کچھ

کلام نہیں کہ یہ بات ایک طرح کے انبیاء کے دیوہ کو چھوڑا۔ پوس
 رنگ سے بھی اس کی تشریح ہوتی ہے۔ خود پوس نے اس کا ذکر کیا ہے
 اس کے رجوع لانے سے کہ جب ہمارا خداوند اُس پر ہماری طرف سے
 طرچہ ہوا رویتیں روحانی باتیں سے لیتی رہیں کہ اُسے خاص خاص موقع
 پر کیا کرنا چاہئے۔ اُس پر صرف اضافی باتیں نہ جڑیں بلکہ ہر مسئلہ
 کی ذات اور کام کے بارے میں عجیب باتیں اس پر مشکف ہوئیں۔ پوس
 سے یہ شہادت کی تصدیق ہو سکتی ہے۔
 پوس ہوس نے ہر نام کے ایمان اور سیرت کے ایمان ہیں جو خداوند پر
 ہے خداوند کیا ہے۔ اس عقائد پر غور کرنے سے مذکورہ بالا سوال کا جواب ملتا ہے۔
 اس کا رد اس پر تو صرف سے کہ کائنات پر ترکت ہے۔ دراصل ہر نام کی طرف
 سے ہر نام کا شہاد ہے۔ اس کا بھی ذکر میرا تھا کہ وہ اس سے تہ پر ایمان لایا
 کیونکہ اس کا کائنات ہر نام کو چھوڑا تا کہ تیرا حق ایک راستہ اور وہ سے
 سے۔ اقدس رہتا ہے بھی یقین کیا کہ سچ نہ ہے کہ نہ اس سے سچ میں
 راستہ ہی پہاڑی درختیت جھمک دیکھی پتہ کی کس حدیثوں نے بھی اپنی
 رویتوں کو مہربان اور ہر نام کے دل پر اس سے۔ ہر نام کو اس نام میں
 طبی تاثیریں یا عقلی تاثیریں ہوتیں تو ان کو ان کو دیکھتے اور اگر شہادت سے
 ان کی تصدیق ہوتی تو وہ وہی اور روشن سمیری کا نتیجہ ہے۔ لیکن
 اس کے ذریعہ ایسے فرض کا خیال پیدا ہوتا جو ہوس کے دلوں میں ایمان کے
 ذریعہ پیدا ہوا۔ ہوس کے ذریعہ بھی فرض کا یہ اضاح پیدا ہوا کہ اگر
 خواہ کسی قسم یا درجہ کی ہو جب تک وہ تہ سے ہی ہے وہ عقل کو قائل کر سکتی ہے
 کہ۔۔۔ کہ ان میں نہیں کر سکتی۔ لیکن فرض کر کہ ہر نام میں اور ہر نام کے

سب سے سب سب کو سنبھالنے کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے۔
 تو یہی شہادت پیش کی۔ جو مکلف شخص کی قوم کو وقتاً فوقتاً ملے تھے ان کا
 وہ ذکر کرتا ہے اور اس نے یہ بھی بتا دیا کہ ان کا خلاق مقصد حق و باطل
 اور مصیبت و نجات کے لئے کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اور جب یہودیوں نے
 مکلفات کو روکی تو اس کی وجہ ہوں بیان کی۔ مگر ہر وقت توح القوس
 کا سامنا کرتے ہوئے ہمیشہ خدا سے پہلو دے تھے تم بھی ہو۔ یہ ہمارا بھی
 عہد و نعت نامہ یہودیوں کے سامنے پیش ہوا اور بہت چرچا رہا ہے۔ ایسا
 ہی مکلف کے شہادت کا زور نامہ بعد نماز پڑھنا ہے۔ اب یہ امر قابل
 ہے کہ مکلف کے ریلے بدعتی تھا خدا چاہے ہوتے ہیں ایک شخص یا ایک
 دم سے مکمل ذبح اٹھانے کے۔ انیس لگاؤں کی یہ مسئلہ نہیں جس کی بنیاد
 ہر شخص کے کائنات میں ہے۔ وہ کسی قوم یا درجہ کا ہونا ہے۔ وہ
 میں ایسی باتیں ہیں جو مکلف شخص کی رسائی سے پرے ہیں اور بتدریج
 مکلفات کو یاد ہے۔ ان کی حالت سے ایک درجہ پر سے چوڑے تھے
 رہتے۔ فتنہ کائنات نے ہدایت کے لئے انسان کو ان کے خدیر آگے بڑھایا۔
 اس لئے کہ پر ایمان لانا اور ان کی طاعت کرنا خدا کی فرض ہو گیا۔
 اس لئے یہ مطالبہ کریمان لانا ہے۔ اخلاقی مطالبہ ہے اور ہر انسان
 کے لئے یہ اخلاقی کسوٹی ہے۔ یہ نام خدا پر ایمان لانا اور اس کے لئے
 استیجاب کی گئی۔ کیونکہ گروہ ایمان خدا کا ذوق اپنے کائنات سے
 بے دنا ٹھہرتا۔ جہل نہیں کی جی دعوت ہے۔ میں نہیں کہنا کہ
 جو ایسے روکتے ہیں وہ کائنات سے بے دنا ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ خدا
 دعوت اسے کئی پتی پہنچا یا قلعہ روایت کے ساتھ ان کی پہنچی

سورق میں یہ مکلف کے خدیر کے لئے بھی دکھایا گیا ہے۔
 ایک سرسبز و دیکھنے کی خواہش اور صحت کے قابل ہے چنانچہ ہمارے
 ہر دور کے کھانسی گریں کچھ کھانسی گریں نہیں رہتے۔ اس
 سے ظاہر ہے کہ ان کے ریلے کے ریلے کو پیش کیا جاتا ہے اور وہ نہیں
 مہی۔ اس میں شخص کا کچھ شخص کا فرض ہے جس کو یہ عیب بین کو یہ
 مکلف شخص نے اپنے دل میں یہ محسوس کیا کہ میں گرا پیسے مکلف کرو
 کرونگا۔ کائنات کے خلاف کرونگا اور ہمارا تک لوگ تیار نہیں ہوں
 سے جیسے مکلف کو قبول کر لیا۔

بائیں کے مکلفات کی اخلاقی صورت ان کے تو سب سے پہلے
 کرتے سے رہا وہ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ خدا صحت یا مطالبہ ہر کی اخلاقی صورت
 پر مبنی ہے۔ اخلاق کا دائرہ وسیع ہونے سے پہلے مکلف کو یہ احساس ہو گیا
 ہے کہ اس کا نام ایک شخص سے ہو گا میرے آگے چل اور اس
 میں مجھ کو اس کے خاندان میں رہتا ہے اور خدا پر ایمان نہ ہو
 گا۔ اس کا نام ہے موسیٰ کے دور میں یہ کہہ کر ان کو کر پڑا ہے۔ وہ
 در کائنات موسیٰ کی معرفت اور وہ اس حکام میں کائنات کو مطالبہ کرتا ہے۔
 کام کر کے تو میں نہیں بلکہ اس کے لئے قواعد ہیں۔ اس وقت
 سے لے کر انیس کے مکلفات خدا کے اخلاق سے محدود ہیں مگر اس
 دم کی اخلاقی تربیت سے متعلق ہیں۔ وہ یہ مکلفات تو شخص ہوں یا
 خدائی یا توئی کائنات در اخلاقی فرض کے چھانک سے خدا ہوتے ہیں۔
 ان کو مکلف شخص ہر وقت کو جو یہودی تھے۔ ان میں ہو گیا کہ سب کی
 زندگی اور کام کے خدیر۔ اس کے خدا کی گ پوری صداقت ظاہر ہو گئی۔

میں یعنی اس کی تہذیب و ضرورت کو ہمیں سمجھ کر رہنے +

اس سے کم نہ کہ تم تو صاحبِ ہوتا ہے کہ یہ حالت قدیم مسیحیوں کی طبیعت و مزاج کے مطابق نہیں۔ بلکہ اس امر پر بحث کئے کہ فلاں مسیحی یا آئینہ مستحکم ہے یا غیر مستحکم تو اس کی وجہ پر ثابت ہے کہ شروع ہی سے مسیحی کلیسیا میں داخل ہونے کی یہ مذہبی شرط تھی کہ مشابہت فی الذہن و بیان لائیں۔ دل سے سکے کو آج تک مسیحیوں کو چہرہ بابت بیٹے درخت لکھنے کے نام میں دیا جا رہا ہے۔ بیان کا ترجمہ نام نامی میں عہدہ کا خلاصہ تھا جس کی اہمیت و وجہ و لازم تھی۔ البتہ اس عہدہ کی جو تشریحات پیچھے کی تھیں ان کے ذریعہ ہمیں رسولِ خدا کا کچھ دھندلا پڑ گیا۔ رسولِ مسیح کا ہمارا ذکر کرنے میں۔ عام فقرہ میں کہتے کہ کثرت و وسوسوں میں پائے ان کی زبانوں سے نکلتا ہے۔ وہ یوں تو ہیں نہیں کہ ان کو ایسے کچھ سمجھ تھا ہے اور روح القدس خدا ہے تو کسی میں خدا نہیں بلکہ ایک خدا کیسے یہ ان کی عام عادت اور مستور ہے کہ وہ مذہبی روح مسیح اور روح القدس کا ذکر نہیں، ملاحظہ فرمائیے میں کہتے ہیں میں خدا کا ذکر کرتے ہیں تو بھی وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خداوندان کا خدا ایک خداوند ہے مشابہت کا بیان الگ خاص طور سے تو نہیں کیا گیا بلکہ اس کا یہی حال ہے جیسے درخت کی جڑوں اور ٹکڑی بنیاد کا۔ یہ ظاہر نظر تو نہیں آتا لیکن جب و ساری انہیں پرکھڑی سے دیکھی یہ تعلیم و عقیدہ ساری سبھی سمجھارت کی بنا ہے۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کی عقل اور دل بابت بیٹے درخت و اقدس کے نام و رنگ میں پیچھے پانچے تھے۔ نفیس تو یہ طرح کی ہیں مگر روح ایک ہی ہے اور خدا میں بھی

طرح طرح کی ہیں مگر وہ ایک ہی ہے۔ وہ شریعت بھی طرح طرح کی ہیں مگر وہ ایک ہی ہے۔ اس سے ہم سب ایک طرحی کا اثر نہیں کرنا ہے۔ شہیدوں کے قرائت اور قدم پروردگار کی تحقیقات میں بھی یہ عقیدہ مستحکم پایا جا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اس عقیدہ کا اظہار کیا۔ اور اس مسئلہ پر غور کی تعلیم سے ہوتا ہے کہ چونکہ عقیدہ مشابہت کچھ حتمی و یقینی ہے۔ لیکن کلیسیا کے بنیادی زمانہ میں جس مسئلہ سے مسیحیوں میں اس سرامت کی یہ مسئلہ نہ تھا۔ اسی بابت بیٹے درخت و روح القدس کا اس مسئلہ نہ تھا۔ ہمارے عقیدہ میں دو ساری ساری کلیسا ہیں۔ اس مسئلہ کا رد و سب سے ہے۔

۱۰۰

اس مسئلہ کی کلیسیا میں حتمی صورت کو سمجھ کر رہنے مسیحی عہدہ کی تو کچھ ملاحظہ فرمائیے۔ اچھا ہے لیکن پھر میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ جو مسیحی عقیدہ بائبل میں ظہور ہوتا ہے وہ اس پر بھی کہ نہ کہ اس سے اس میں لکھی ہوئی ہے۔ اس کے لئے درخت و روح القدس میں لکھی ہوئی ہیں۔ لیکن یہ عقیدہ جو تھے وہ مشابہت و حتمی مسئلہ کچھ نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ عقیدہ اس مسئلہ کا نشانہ ہے جس کی کتب میں بھی لکھی ہیں۔ اس کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ بالکل عقل سے بیگانہ اشخاص و سپہ سالار کے علم و دماغ سے بہت ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق روح مسیح کی تعلیم سے بلکہ مسیح کی شخصیت و زندگی سے ہے۔ کیونکہ یہی عقیدہ کا مقدمہ اور اصل جہ ہے کہ مسیح روح کریم خداوند ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اس سے پتا چلتا ہے اور یہ حتمی عقیدہ اس کی طاعت کریں جب ہم تمہارا پیٹھ ہیں تو مسیح کی زندگی ہماری

دہانت کریں کہ یہ تیر کس پر منحصر ہے۔ مسند کے طرف جا، عزت و شرف کے لئے ہیں وہ اس کو دے دیں کہ اس مسئلہ کو ایک عقلی مسئلہ قرار دیتے ہیں۔ درحقیقت بات سمجھتے ہیں۔ مگر لاکھ برسوں سے دو سو کے ماننے پر کتنی ہے وہ یہ دونوں سو تو انہی تیر کے بعد ہوتے ہیں جن کی تسبیح لسانی کا شش کے درمیان ہے۔ وہ ایک س کی تائید بھی دیتی ہے۔ اور کا شش کرتا ہے۔ چونکہ ہم مرد و عورتوں کو قیاس پر ترجیح دیتے ہیں اس لئے مسئلہ ثابت کے لئے پر مجبور ہوتے ہیں اگر ہم عقل منطقی نتائج پر مجبور نہ کرتے تو ہم موجودہ مسائل تلاش کے ہر سے۔ مہمندی ظاہر کرنے پر مجبور نہ ہوتے۔ لیکن چونکہ ہم عقل کی نسبت تائید کو ہر اور عقلی دہانت میں درج ہوتے ہیں۔ ہم سو میں تائید عقلی پر تائید نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم اس میں عقلی کے تمام کو قبول کر لیتے ہیں۔ اگرچہ اس کا سمجھنا بھی ہماری عقل کی سائی سے ہے۔ جو۔ عقلی مادہ غلطی و جو بات کے باعث ہم کثرت تائید کو دھانے دہانت میں مان لیتے ہیں۔

اس لئے یہ عزائم کہ مسئلہ ثابت عقلی مسئلہ ہے نہایت ہی غیر معقول ہے۔ اس کے خلاف دیں مگر یہ ہے اس کو دکر وہ یہ مسئلہ نہایت ہم اور ضروری ہے۔ جب تک ہم دست و دلاں سے اس کی تائید نہ ہو یہ قبول نہیں کر سکتے۔ ہم عرض دیا تدریسی سے اس کے خلاف کیا جائے اس کا تائید نہیں جواب دیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ہم اس مسئلہ کو ماننے میں کا شش کے قائل ہونے پر ہمت نہیں جو وہ مسیح نے کئے تھے۔ کو کا شش پورے طور سے تسلیم کر لیتا ہے۔

اس ہمارے ہم مسیح کو خدا کہتے ہیں۔ اس لئے عقل کے قائل ہونے سے ملکہ کا شش کے قائل ہونے پر ہم باپ دے بیٹے کا قرار نہیں دے سکتے۔ کہتے ہیں۔ اگر کلیسیا کے اس عقیدہ کو برطرف کریں کہ جیل کا مسیح سزا میر کا خدا ہے۔ یعنی جس مسیح کا جیل میں لکھا کہ اسے حقیقت میں وہی ہے جو دہانت میں خدا کہتا ہے۔ تب مسئلہ ثابت عقلی قیاسی مسئلہ نہ رہتا ہے۔ اس مسئلہ کو کا شش کے اس عقیدہ کا ہی لاکھ برسوں سے اس مسئلہ ثابت کسی مسئلہ کے کتب میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہی کلیسیا میں مہم اس کا ذکر نا ضروری نہیں کہ عقلی فیصلہ ثابت ہے۔ اس عقیدہ کی موجودہ صورت بنا لے میں کیا ہوگی۔ تو یہی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ حسب تک یہ مسند نویسوں کے ہاتھ میں اس مسئلہ قیاسی عقلی نہیں اس سے بیسویں پیشتر میں سے کہ مسند نویسوں کی بیانات نے اس میں غلطی ہوئی۔ لہذا ہمیں سے دیکھیں سے کلیسیا سکندری سے پیشتر تدریس تھی شہیدوں پہلے معدت لوہوں میں نہ وہ کی تھی نہ وہ اور عقیدہ تھا۔ یہ اس عقیدہ کا سرع مسیحوں کی تائید تک جاپہنچتا ہے۔ مذہب کے لحاظ سے بلکہ کائنات کے لحاظ سے۔

اگر معدت عقلی نہ ہو تو مسند کی تائید اور باقی ذکر وہ بھی تعلیم کا کیا مفاد ہے۔ اس میں آج کل کے مسند نویسوں کے عقائد اور عقائد سے متعلق کئے وہ عقیدوں کے عقیداتی مسئلہ ہیں کہ وہ ان کی تائید سے یہ سکھا دیا تھا کہ خدا کا نام دینا بھی کیسا بولناک ہے۔ خدا کے ساتھ کسی نہایت نامور عقیدہ کو خراب کرنا کیسا بولناک ہے۔ مذہبوں کے سرگرم پیروں نے اپنے معمولی و عادی عام میں خدا کے ساتھ جو سب کا پ ہے۔ یہی مسیح اس کے بیٹے

مشرع کریں۔ اس زندگی نے ایک طرف تو ہم پر خدا کا پورا شکست کی جس کے ساتھ ہمارے خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہمیں دوسری طرف پوری کامل حفاظت۔ وہ ہر سے خداوند نے ایک روح کا بھی ڈگر کیا جواب سے نکلتی ہے جسے وہ اپنی رحمت کے بعد اپنے شاگردوں کے پاس بھیج دیا اور انہیں ساری سچائی کی بات میں چلا گیا جو انہیں ساری سچائی میں سکھایا اور وہ ساری باتیں یا دلائل جو اس نے اس سے کہی تھیں اور جس کا ان کے ساتھ وہی مشورہ رہا جو خود مسیح کا ان سے تھا۔ یہ بھی تو سچائی، افسوس ہے کہ کسی عقلی قیاسی میں کہ پیش نہیں کیے تاکہ کائنات میں کو شاد ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ پورا ہونا چاہیے سے تھا کہ ہم نے مسیح کے حضور سے پیشتر رسولوں کی کیا حالت تھی اور خطرات سے خدا پر ہے کہ ہر کیسی حالت ہو گئی۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ کسی زمانہ میں چالی تین فلسفہ اور اخلاق کا کیا حال تھا کہ ہم خطوں کی روحانی اور اخلاقی اعلیٰ تعبیر کے مقابلہ اس تعلیم سے کریں جو اس سے پیشتر غیر تو ہم پر بود میں پائی جاتی تھی تب ہم فیصلہ کر سکیں گے کہ وہ وہاں ہو گیا اور ایک نئی سی تاثیر نکلیا پانچواں ہونے اور اس میں نئی اخلاقی روحانی زندگی اس میں پھونک دی چاروں ہم نے دستہ زنجیر سے کے طریقہ پر بحث کی تھی اور ہم سے مفصل بتا دیں تاکہ اس نئی اخلاقی خلعت کی کیا کیفیت ہے۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ روح القدس کی شخصیت کا سلسلہ رسولوں کے تجربے اور مسیحی زندگی کی صورتوں کے مطابق ہے جس لئے یہ کہنا کافی ہے کہ جہاں وہاں خطوں سے اور مسیحی کلیسیا کے تجربے سے خدا کی روح کی شخصی تاثیر کے بارے میں جیسا ہے اس سے مسیح کے کلمات کی شخصیت ہوتی ہے کہ وہ روح القدس ہم سے ایسی انمول کو بھیجے گا تاہم ایک اور کئی

ہرے جو کائنات کی شہادت پر مانا جاتا ہے اور اس کی تاثیر کے مسیح کے کلمات اور اس کے رسولوں کی تقریروں سے ہوتی ہے +
اس مسئلہ کی تصدیق اشالی کائنات کے دیگر عقول سے بھی ہوتی ہے جن کی تاثیر کو دیگر مذہب سے مست ہے۔ یہ مسیحی خدا کی کائنات میں جو لوگ رہتے ہیں انہوں نے محسوس کیا کہ مخلوق انسان حقیقت سے کتنا بعید ہے اور یہ ماننا ایک مشکل ہے کہ وہ سارے کتب شہادت کے خدا کے ساتھ شریعت اس کی مرضی کے ساتھ وہ اتحاد اس کی حکمت کے ساتھ وہ مطابقت اور وہ محبت اس کی ذات سے ہو سکتی ہے جس کی زندگی اس کی روح کو ہے روح القدس کا ساتھ یہ ظاہر کرنا ہے کہ جیسے خدا نے جسے عقل اور سچائی کو اپنے بیٹے میں شکست کیا اور اس کے وسیلہ ہم کو اپنے ساتھ لایا وہی وہی وہ ہم کو تھا نہیں چھوڑا۔ اس کے پاس ہی میں کہ وہ خود روح القدس کے وسیلہ پناہ ہمارے دلوں پر رکھتا ہے ہم کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنی مرضی اور حکمت کے سانچے میں ہم کو رتبہ دیتا ہے۔ مسیحی طرح۔ روح بھی ساری کلمہ دہیں میں ہماری دو کرتی ہے کہ یہ کہ جیسا چاہتے ہیں نہیں جانتے کہ یہ وہاں تک پہنچے پر وہ روح مسیحی نہیں ہے کہ جس کا بن نہیں ہو سکتا ہماری سفارش کوئی ہے ہمیں اور جو اخلاقی طور پر بالکل کے طور پر ایسے سوچیں خدا کی شریعت و رفاقت کے لائق وہ ہی ہو سکتا ہے اور چارویں رفاقت آپ کے ساتھ صرف مسیحی صورت میں ہو سکتی کہ خدا ہمارے مدد سے اور ہم کو خدا کے ساتھ ملے گا ہم خدا روح کے ذریعہ خدا بیٹے کے ساتھ وارث ہیں اور ہم خدا کے ساتھ ہماری شرکت ہو سکتی ہے +

اب مقدس نہ ہوتا ہے جس کو مانگ ہیں کہ اگر اس کی فردسی کے خلاف کچھ کرنا یا نہ کرنے سے کچھ نہ کیا ہو تو وہ صاحب کو ہے جس امر کو ثابت کرے کہ کوشش کی تھی۔ یہ تھی کہ مستقلانہ اس کی ماحصل پر نہیں بلکہ کائنات پر ہے۔ اور اخلاقی مسئلہ ہے، محض عقلی نہ ہے یہ بھی قابل ملاحظہ ہے کہ جن اخلاقیات میں پسند و ناپسند میں بیان ہوتا ہے وہ بظاہر اخلاقی نہیں بلکہ نفسی۔ مقدس مصنف یہ نہیں لکھنے تو یہی فی ثلث باتیں اقاہم یک چہ ہیں بلکہ وہ باب بیٹے اور روح القدس کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ باب در پٹیا یک میں روح باب سے منقسم ہے در پٹیا میں کوشش ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اخلاقی سے پروردگار دینا چاہتے ہیں۔ یہ اللہ اور انسانی زندگی کی تشریح ہے در ہم ملہ جان کے قرار کرتے ہیں کہ وہ باب خدا ہے بیٹ خدا ہے اور روح القدس خدا ہے تو بھی تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے +

آٹھواں لکچر

خداقت کا ورد

”خداقت سال مزد سے خدا کے مزدوں کے خاص ہونیکے لئے لکھی ہے“

۱۰

پچھوں کے مسند میں جہاں جہاں میں اس سے یہ فیصلہ ہو کہ اس کے مطابق ہے جس سے ہم کے شروع کیا تھا وہ صوں یہ

ہے حق خدا حق کی جس سے چلتے ہمارے ہر قسم کے دین کے وہ ہیں جس کی نوعیت و عظمت اس کے ہیں۔ ان لکچروں میں بار بار یہ سنا گیا کہ اس میں اپنی کائنات سے ملا کر ہے اور ہم نے اس بات کو ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اس کا تضاد صرف کھل کی تعلیم سے پیدا ہوتا ہے۔ اس حقیقت کا نتیجہ جہاں تک اس کو اس میں لکھیے کہ کوشش ہے، یہ کوشش کہ اس کی نوعیت اس کے ہم ہونا چاہیے ہو گئے اور ہم پر ظاہر ہو گیا کہ یہی ساری زندگی اخلاقی اور شخصی رسوم پر درمیان کرتی ہے صرف اس جہان کی زندگی کے اس جہان کی زندگی بھی۔ صرف طبیعت میں بلکہ روحانی جہان میں بھی۔ زمانہ حال میں سائنس کا دور بھی اس نتیجہ کو صرف سے حوالہ ال کی حامل ہیں درست ہیں یا غلط وہ اس امر کی توثیقات دیتی ہیں کہ اس طرح سے کل صورت نے ان کے نشوونما دہی میں اخلاقی کے طور پر مادی میں رہا کی ہے جہاں تک ہمارا مذہب ہے جس عجیب کل کے نتیجہ میں اس کا کھلنے کا کائنات میں نظر آتا ہے۔ انسانی تمدن ایک وسیع وسیع ہے۔ یہ منقسم ہے۔ لیکن جیسے حرکت کے تین ذمہ دار ہیں اور تعلیم کے چند علوم سائنس کے کل عالم کی حرکات کی تشریح کے لئے کافی ہیں ویسے اخلاق کے چند قوانین روح انسان کی تربیت اور ترقی پر محیط ہیں۔ علاوہ انہی انسانی تہذیب و فطرت کا ایک نمایاں جزو بن چکی ہے۔ چونکہ انسان فطرت کا خادم اور تشریح کنندہ ہے اس لئے اس نے فطرت کا حاکم بھی ہے۔ فطرت کے حوالوں کو وہ ترقی دیتا ہے اس کے ماحولات کو تبدیل کرتا اور فطرت کی صورت کو بدل دیتا ہے۔ وہ کئی فرقہ و اقوام چار فطرتی قوانین پر عمل کرتی ہے تو اس کی تاثیر صرف عالم حیوانی پر ہوتی ہے بلکہ عالم نباتی پر بھی۔ عرض سائن فطرت کا حاکم ہے۔ یہ کائنات سائن کا حاکم ہے۔ اس پر جو طے عاقبت میں وہ تہذیب و سلطنت میں کام کر رہی ہے اس کے لئے دیکھیں

خیالی فلسفہ کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ اس گہرے غلط فہمی کا اظہار ہے کہ مستبدان
عام کا قانون ہے ورنہ مسیح و مسیحی کا خداوند ہونے کی حیثیت سے
مسیح کا خداوند ہونے سے ان پر نام کا مفہود منشا کا منشا میں سے
ہوتا ہے جن کو نام حق کی پہچان میں دستخط خدا کے ساتھ رشتہ رکھتے ہیں
خود رہے۔ اور لازمی فرض کا حیاں اس امر پر بھی ہے کہ ایک طرف تو ہمارا
رشتہ خدا کے ساتھ ہے اور دوسری طرف فطرت کے ساتھ جو لوگ کائنات
کی ہدایت پر نہیں چلتے وہ کائنات کی شرح میں جو پست مقام ہے
لگ ہو جاتے ہیں اور اسے اسے عام میں غلط فہمی میں دیکھتے ہیں +
اب رہے۔ خدائی مصلحت کی روشنی میں اس مسئلہ پر جو ذکر ہو کر رہے
جو فطرت میں ہم کو ٹھکانا چاہیے جس کے عمل کرنے میں ہمارا دانا
اور حیران ہیں۔ مثلاً مثلاً مثلاً مثلاً مثلاً مثلاً مثلاً مثلاً مثلاً
میں مسئلہ کا منشا یہ کہ کون ہے لیکن یہ مسئلہ بہت قدیم ہے۔ جو باب کی
کتاب میں بھی ذکر ہے۔ یہی پروردگار کے سے کسی مسئلہ پر مذکور ہے
میں جو اس کی بنا پر گئی۔ مثلاً صاحب کہتے ہیں کہ جسکو لوگ ستری کہتے ہیں
وہ فطرت کا گویا اور راہنما ہے۔ ستری و خوف و دہشت جو ہے اللہ تعالیٰ
پر باری و ربوبیت کہہ کر رہے ہیں وہ کسی قسم کے ہیں جیسے آدمی لوگوں
اور میری جیسی روٹوں اور مری کے ذریعہ کوئی پتہ فطرت میں پیدا نہیں
ہوئی دیکھتے ہی اپنے انسانی و غیرہ بھی صاحب اجودات میں بہتری کا نتیجہ
یاد رکھتے ہیں +

خود کہنے کے معنی تو یہ ہے کہ مادی حقیقت پر ایک طرح کی دست
تھپ رہی ہے اور صرف انسان بلکہ کل فطرت کو کہہ دینا کے ساتھ

پہلی کراہ رہی ہے۔ جو مصلحت میں سمجھنا کا سامنا نہیں کر سکتا اور اس کو خدا
کی رستہ دہی کے ساتھ ہی نہ بت نہیں کر سکتا وہ مسیحی و عورتی سے کہیں
اور ہے لیکن بائبل شروع میں بھی وہ ظہور بھی اس مسئلہ کا ذکر کرتی
ہے کہ اس مسئلہ کو کھلی کر مدافطہ سے بیان تو نہیں کر دیتی لیکن وہ بتاتی
ہے کہ اس کا تعلق ہماری روح اور بدن حقیقت کے ساتھ ہے۔

جو کچھ میں نے کائنات کی عظمت کے بارے میں کہا تھا کہ اس کی حکومت
میں بھی ظہور کا پیشہ کے افراد پر نہیں بلکہ عالم کائنات میں شراکت دار ہے۔ اب
میں اس کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ یا اس کے انسانی فطرت کا اصل
چہ ہے وہ کائنات میں نہایت محدود ہے۔ میں اگر انسان اپنے
کائنات کی حکم جہد کی کسے تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا جیسی حکم جہد کی ہرادی ہوگی
اس کے نتیجہ میں اور جہد میں جہاد کی ہوگی۔ انسانی و مادی کے درمیان جو اتحاد
تھ کہ میں نے بیان کیا کہ اس کے ذریعہ خدا میں اور ذلیل خدائی مخلوق میں جہاد
ہو گیا تھا کہ خدا سے جدا کر کے اس مخلوق کے ذریعہ اپنی انسانی حکومت مادی
مخلوقات پر قائم کرے۔ اس لحاظ سے ہم کہاں نہیں دیکھتے ہیں کہ جب
پتہ نافرمانی ہوئی اور جہاد پر ایمان تھا اس میں فرق آیا تو گناہوں کی گڑبڑ
اس مسئلہ کو تو کیسا ہی سمجھو مدبران کرو اس سے کائنات کی عظمت
و وقاریت تو بیکری عیاں ہے۔ اس کے ذریعہ سے گویا : اعلان دیا جاتا ہے
کہ خدائی جان جیسی جہان پر فوق رکھتے ہیں اور ان خدائی جان میں کچھ فرق آجاتا
تو اس سے طبعی جان میں بھی خلل آجائے گا +

مثلاً مثلاً اور دیگر مادی جہان کی اس مادی رگی مادی بہتری کا ذکر
کرنے میں خود اس کو کہہ کر نہیں جانتے ہیں۔ وہ لوگ فطرت کو آدمی سے

کاموں میں مقنن ہے وراثت کی دستانہ بازی و پکاری گی نے اپنی تاثیر کے ذریعہ خط و پر دست قرآنے قدرت کو بھی اندک کر دیا جیسے لکھا ہے کہ "ہر اُن کے ملت کا پتہ ہے" بعض شے کی قدرت کے لئے بلکہ اُن کی دستکاری کے آگے "اگر وہ پھاٹوں کو چھوئے" یعنی چہ دستانہ دھما سے چھوئے کہ توڑنے سے دھواں نکلے گا، تباہ اور مولا ایسے جہان میں رہنے لگتے ہیں نہ سورج کی ضرورت تھی نہ چاند کی کہ ان کے روشن کرے۔ کیونکہ وہ ان کے جلال سے غلبہ ہے اور اُن کی دستانہ بازی اُن کا فائدہ ہے۔ یہاں وہ ہے کہ مقنن و فاعل میں ترک ہے۔ طبعی جہان چہ خلقی ہی کی کارکن ہے۔ اس لئے کہ مجید بیرونی جہان سے دی کی روح کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور وہ دستانہ بند اکبر ہو جاتا ہے۔ بعض فیلسوف کے نزدیک بشر یکہ وہ وہ ہے نہ وہ دو ایک لگاتار ہے۔ ایک ایک تو بیرونی نفسی نفس۔ وہ ایک خود دی، خلقی ہی لیکن اُن کے نزدیک چکر وہ صحیح اور اُن کی دستانہ بازی کو سارے عالم کا مرکز گردانتا ہے۔ ایک ہی دستانہ ہے خلقی ہی کا۔ جس انسانی کا مقنن اور ارادہ کا چکر۔ "ہندو پیدائش بعد تو اب تک ہے اور یہ کوئی معقول اعتراض اس تعلیم پر نہیں کہ کیوں انسان ہی کے ارادہ کا پہلو بیان نہیں کرتی لیکن ہم کہہ سکتے کہ انسان کو معلوم کر سکتے ہیں کہ اخلاقی ہی کی کہ وہ وہی ہے جس کا ہم نام لگاتار ہے۔ کیونکہ اسباب موجودات میں اخلاق کو طبیعت پر فوقیت دی گئی ہے۔ جب تک اخلاقی شخص کے ارادے سے قدرت کا ایک ساختہ بنے تو یہی ناقص رہیں گے تب تک فطرت ناقص رہے گی اور اس نفس کا کوئی علاج نہیں سوائے اس کے کہ اس کے ارادہ

طریقہ قبول کرتے ہیں اور ان کے نزدیک، انسان کی، فطرتی حالت کا فطرت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔ ان کی عقلی دواصل یہ ہے کہ دو جہان کی اصلاح ہر تہذیب کو ملنی اس کی حقیقی ترتیب سمجھنے میں انسان کے خیال میں یہ نہیں آتا کہ اخلاقی مہذب کے یا انسان کی طرف سے کے ذریعہ اس ظاہری تہذیب میں کچھ بغیر نہ نکلتا ہے۔ ایسے اعتراضوں کا جواب دینے کے لئے درمقدمہ فطرت کی تعلیم سمجھنے کے لئے ہم ایک اور بات پر غور کریں جس کو ہنگام کے نام نظر نہ کر سکتے ہیں۔ یعنی ہم غلطی کو نہ صرف فطرت کا جزو سمجھیں اس کا سرچ سمجھیں یا نہیں یہاں ہم غلطی سے غلطی پر نظر ڈالنی لگتی ہے دواصل ہے ماضی جس لحاظ سے اس پر نظر ڈالنا ہے وہ اور ہے۔ سائنس کا خیال تو ہے کہ ہم بھی جہاں میں رہتے ہیں اور اخلاقی جہان ان کا ہے۔ چنانچہ دوسری خیال یہ ہے کہ ہم اخلاقی دھرم میں رہتے ہیں اور بھی جہاں اس کا ہے +

ہیں نے چھٹے ایک موقع پر کاشٹ (Kashut) صاحب کے ایک
مذہب کو ذکر کیا تھا جس میں اُس نے کہا کہ وہ ان سے کسی سیرین اور شریف
کو کہتا ہے۔ ایک قوموں کے ہجرت آسمان جو میرے اوپر ہے۔ اور مہمان کشش
جو میرے اندر ہے۔ لیکن یہودی مذہبی رسول پولس پیسے کے لئے یہ
مذہبی کشش اور کس کے تاروں کے لئے آسمان کی جگہ تھا۔ اُس کی
غلامی اور روحانی آکھ کے سامنے ایک، یہاں تک کہ یہود و مشرک و مسیح
دعا پر ہیں، میں گنہگاروں سے کہیں بڑھ کر تھے۔ میں گنہگاروں کے
ہجرت کے ہیں سے، جس نے دیکھا کہ آسمان و زمین کا خداوند اسے بخیر
ہے وہ خداوند، اپنی ساری دوسوں میں راستہ ہے۔ دوسرے سارے

اور خدا کے ارادہ میں ہوا قدرت پرست ہو۔ اس لئے مقدس جو اس نے یہ کہنا کہ
"خلفت کمال آدھ سے خدا کے فرزندوں کے ظاہر ہونے کی راہ نکلتی ہے"
شاہدانی اخلاق کے ذریعہ وہ مشکل بھی رملع ہو جسے کبھی پیش کی جاتی ہے
کہ انسان کے ظاہر ہونے سے پیشتر بھی دنیا میں دیکھا اور موت ہو چکی
تھی۔ مگر یہ کہ مقدس فرشتوں میں انسان کے سوا دیگر اخلاقی شخص کا
بھی ذکر آتا ہے جنہوں نے گناہ کیا۔ جیسے ہمارے گناہ کی تاثیر خلقت پر
ہوتی ہے ویسے ان کے بچاؤ اور گناہ کی تاثیر بھی ضرور ہوتی ہوگی اس کی وجہ
نواہ کچھ ہی ہوا امت مذکورہ بالا سے تقریباً یہ عراوہ ہے کہ خلقت ضرور ناقص
رہے گی۔ کمال تر تہیب جو نہیں سکتی جب تک کہ خدا کے فرزند ظاہر نہ ہوں۔
یعنی حبیب اعلیٰ خلقت کی تاثیر مقدسوں کی کلیا خدا کے فرزند کی صورت پر ہیں کہ
ساری دنیا میں ظاہر ہو جائے گی تب ان ایمانداروں اور مستبازانوں
کی تاثیر سے آسمان و زمین میں اتحاد قائم ہوگا +

اس بڑے مسئلہ کا ذکر انہیں اور دلوں کے مطابق انجیل میں چاہیے
اور اس سے پہلے ظاہر ہے کہ انبیاء کے اخلاقی پہلو کے یہ غیر مطابق نہیں۔
ان کی مشکل اس سے نہیں کہ وہ اخلاق پرست کم زور دیتے ہیں مگر یہ کہ
اخلاق پرستانہ ارادہ زور دیتے ہیں۔ اب ہم سوچیں کہ انجیل نے ان اصولوں
کی کیا تشریح کی ہے اور کس طرح انہوں نے ان کی تصدیق کی ہے۔ اب
خود یہ معلوم کر لیں گے کہ انجیل میں ذکر ہوا ہے کہ اس بیان
کے مطابق ہے جو میں نے طبعی اور اخلاقی طبقوں کے درمیان برستے ہوئے
کے بار میں بتایا تھا۔ صرف ایک ہی مثال اس بات کی پیش کی گئی ہے جس
پر انجیل دلی پکا دل اختیار دکھایا گیا ہے اور وہ ایسے شخص کی مثال ہے

جس کا ارادہ گنہگار متباز تھا اور وہ یہ کہہ سکتا تھا کہ میں اور میرا باپ ایک ہیں۔ جس
نظر ایک کامل مقدس شخص ظاہر ہوا تب انسانیت کی امتوں پر کامل اثر ظاہر ہوا۔
کبھی کبھی مجھوں کو فوق الفطرت رسالت کی نشاندہی میں پیش کیا ہے لیکن ان
کی قدماں میں محض یہ بھی بڑھ جائیگی کہ وہ اس اخلاقی امر کی لاشانی شہادت ہیں
کہ سب سے پہلے قدرت زمین پر جس سے علمبردار ہو کر ظاہر نہیں ہوئی اور یہی
کی ساری قوتوں پر غیر محدود اختیار بھی اس کو دیا ہے جو کمال قدوس ہے۔ انکرم
مجھ سے قدرت کے دکھائے ہیں لیکن وہ قدرت راستہ باز ارادہ کی قدرت ہے۔
اس دلیل کا زور اس بات پر ہو کر کہنے سے آدھ بھی بڑھ جاتا ہے کہ اس قدرت
کا اظہار محض نجات و جہنم کے راستہ باز ارادہ پر منحصر تھا بلکہ ان لوگوں کی
راستہ باز حالت پر بھی جن کے واسطے وہ مجھڑ کیا جاتا تھا اور جہاں میں نے ایک گمشدہ
کچھ میں بیان کیا کہ ایمان ایک اخلاقی فعل ہے جس کے ذریعہ آدمی کا کائناتس بیچ
کی دعاوی کو تسلیم کر لیتا ہے کہ وہ انسان کی روح کا خداوند ہے اور اس نے
فطرت کا خداوند بھی ہے۔ جب مرد و عورتوں کا ایمان کے ذریعہ یہ حقیقی رشتہ مسیح
سے ہو جاتا تھا اور ان کے ذریعہ خدا کے ساتھ حقیقی رشتہ ہو جاتا تھا تب خط
کا راستہ باز ارادہ بلا رکاوٹ ان پر یا ان کے لئے اثر کر سکتا تھا اور جس حقیقی حالت
میں اخلاقی بری اور روحانی بے ایمانی کے ذریعہ خلل آگیا تھا وہ بحال ہو سکتی تھی
اس قسم کی تاثیر کے ذریعہ مسیحی دین کا غلبہ ان علوم کی دائمی طرف کی قدرت
کے ساتھ ملحق ہے جو انسان کی پیروی کو نظر رکھتے ہیں اور انہیں صحیح اخلاقی
اور عقلی عادات کے ذریعہ جو انجیل ہم میں پیدا کرنا چاہتی ہے فطرت کے پیچیدہ
کو کافی طور سے دیانت کر سکتے ہیں۔ کمال اخلاقی تعلقی کے ذریعہ یہ سائنس
جو مجھوں کی ترویج کرتی ہے انہیں میں اس کی جڑ ہے اگر سائنس کراں

کی تاثیر ہے لگ کر دیں تو وہ فراموش کر سکتے ہیں۔
 انیس کی ایک اور بڑی بات ہے کہ اس نے لاکھوں کو تسلی اور اطمینان خاطر
 عطا کر دیا ہے اور یہ یقینی صبح کے دکھوں میں ہے۔ صبح کے دکھ اور رات کی
 چڑا اور اس کے خرابہ نوع انسان کے دکھوں پر بہت روشنی پڑتی ہے۔
 ہر قوم اور ہر زمانہ میں جب کسی فرد نے موت کا مقابلہ کیا یا کسی صورت نے
 دکھ اٹھایا اس یقین پر شہادت دی کہ جب تک وہ انسانی مقصد کے لئے
 برداشت کرتے ہیں تو موت ہر وقت سے پہلے جانتی ہے اور اس شخص
 کو اور دل میں متاثر کر دیتی ہے۔ لیکن صبح کی صلیب کے ذریعہ یہ یقین
 انسانی فطرت کا ایک لٹے قانون ثابت ہوا ہے اور صبح کا تعلق دکھوں
 کے ساتھ انسانی تجربہ میں ایک قرار رکھنا درست ہے۔ اس صلیب کے واقعہ
 سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو انسان ہر وقت سے کمال تھا جو اس بناؤں سے
 نہایت محنت رکھتا تھا اور اپنی لذت کے ساتھ جس کا کمال اتنا تھا اس
 نے اپنے کمال کے لئے سب سے زیادہ دکھ اٹھایا اور انہیں کے ذریعہ
 سے اپنے کمال میں سے باپ خوش خدا پر سے طور سے ظاہر ہوا آدمی
 شام چھ بجے تک اور تکلیف کا مجیدہ دیکھے لیکن اتنا تو وہ جان لے گا کہ یہ
 بلا تک ایک تواریک واقعہ ہے جس پر جہوں کے دل شہادت دیتے ہیں
 کہ وہ انسانی اور روحانی شخص میں کائناتی جان میں جو اپنی نہیں نہایت
 سنت دکھوں اور تکلیفوں کا متعلق ہوا ہے نہیں سمجھنا چاہئے کہ جو تک اس نے
 یہ دکھ ہمارے لئے اٹھائے اس لئے اس کی روح کران سے تکلیف
 نہیں پہنچی۔ بلکہ یہ تکلیف اس کو پہنچی اور اسی وجہ سے وہ ہمارا وکیل بن گیا
 لکھا ہے کہ "وہ خدا کے فضل سے صاب آدمیوں کے لئے موت کا مزہ چکے"

کیونکہ اس کو جس کے لئے سب چیزیں ہیں اور جس کے وسیلے ساری چیزیں
 میں یہ متاثر تھا کہ جب بہت سے طرز زندگی کو جلال میں لائے ان
 کی نجات کے پیشوا کو اذیتوں سے کال کر کے کہہ کر وہ جو پاک کرنا اور جو
 پاک کئے جاتے سب ایک ہی کے ہیں اس لئے وہ انہیں بھائی کہنے
 سے نہیں شرارتا وہ دکھ دوسرے دکھوں کی نسبت زیادہ گماؤ کا نتیجہ تھے
 یعنی انسانی فطرت اور کل فطرت کو ماکر اخروی بے انصافی یا ظلم تھا لیکن چونکہ
 گناہ اس فطرت کی صحت کی حیثیت میں موجود تھا جس کو صبح نے اختیار کیا
 اس لئے یہ دکھ اس کے کمال کے منکشف کرنے کا وسیلہ تھے اور فطرت
 کی اس اخروی انکس کے ذریعہ اس کی روح کنہ کی طرح چمکنے لگی اس
 وقت سے لے کر جب کہ ہم رسول کی طرح یہ ظاہر رکھتے ہیں کہ خدا کے وارث
 اور صبح کے شریک ہوں تو ہمارے دلوں سے یہ آواز نکلتی ہے "اگر ہم دکھ
 پہنچنے تو اس کے ساتھ بار شاہی بھی کر سکتے ہیں ہم اس کے ساتھ دکھ اٹھائیں
 تاکہ اس کے ساتھ جلال بھی پائیں" پوس رسول نے ذکر کیا کہ ساری چیزیں گریا
 صبح میں صبح ہیں۔ کیونکہ وہ اس ہی میں ہیں جو سکتی ہیں جس میں نہ صرف خوشی بلکہ
 اندھ تک بھی جمع ہو گئے یعنی صلیب اور قیامت۔ اس وجہ سے پوس رسول
 اور اس کے بعد بہت سی چیزیں لے کر کہا "میری ماں سے میں زمانہ حال کے دکھ
 اور اس لائق نہیں کہ اس جلال کے مقابل چھٹیں جو ہم نے ظاہر ہونے والا ہے۔
 کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ساری مخلوقات بل کر ایک گراہی ہے اور دورہ میں رہتی
 ہے اور نقطہ وہی جگہ ہم بھی نہیں روح کے پہلے پہل میں آپ اپنے بالوں میں
 کر رہے ہیں اور لپٹا لپٹا ہونے میں اپنے جسم کے چھٹکارے کی راہ دیکھتے ہیں۔
 ہمارے بڑوں اور رعوں کا دکھ اور کل خلقت کے دکھ و درد کا جز ہے اور یہ دکھ

درویش کی جان کا وہ گھوٹا ہے۔ اور اگر اس نے جو کامل روشنی میری کے ذریعہ پاکیزگی اور انصاف
 کو جانتا تھا اور اپنی کامل مصروفیت اور دکھوں کی شدت سے واقف تھا اس روشنی
 کے لئے جو اس کے سامنے دھری گئی تھی حسیب کی برداشت کی نوکنا زیادہ ہم کو
 یہ یقین ہونا چاہئے کہ سب چیزیں بل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کیلئے بھلائی ہو سکتی ہیں
 زندگی کے اس مسئلہ کا یہ جواب آجکل سامنے دیا ہے۔ اس مجید کو صاف طور سے منطقی طریقہ
 پر عمل کرنے میں کیا یہ ایمان کو پیش کرتی ہے جو اخلاقی یقین پر مبنی ہے اور ہم سے وہ یہ ملے گا
 ہے کہ مجھروں کے ذریعہ ہم نہ صرف تائبانہ ہوں بلکہ اس دنیا میں جس طرح کریں اور اس کی پیروی
 کریں کہ جن باتوں کے بارے میں وہ ہم سے ایمان طلب کرتا ہے ان کا خدا اس نے تجویز کیا ہے۔
 انسان کی اخلاقی عظمت ایک بھید ہے ویسا ہی یہ ایک بھید ہے اور بھید یہ رہیگا۔ لیکن حال ہی
 ہے کہ ایسے بھید کے درمیان سہارا سامنے کے نہ صرف اور تائید کی نظر سے قابل قبول بلکہ لازم
 اخلاقی یقین کی بنا پر اسے فوجی کر لیں جس پہلو سے اس مسئلہ پر چھوڑیں عمل جہاں ہوتی ہے لیکن
 اس شائیں ایک شخص نو وارد ہوتا ہے جو ہمارے دلوں اور نفس سے مخاطب ہوتا ہے کہ کمال چاہی
 راستبازی اور جھوٹ کا دور وہ ہمیں اس کی حیثیت اور دکھوں میں شریک ہونے کی حیثیت ہم سے لٹا کر
 ہے کہ ہم اس پر ایمان لائیں اور عید اس لئے یقین رکھنا ویسا ہی ہمارے یقین کو خدا جاری کرتا خواہ باقی
 سب مخالف ہوں۔ وہ شخص جس ان باور لگا یقین دلاتا چاہتا ہے جس نے نہ صرف موت کو مرنا چاہا بلکہ اس
 تلافی اور طبی و کھڑکھڑا چکھا اور ان پر تکیا ہوا اور اپنے دکھوں اور نفسیاتی کی بنا پر چاہتا ہے کہ ہم اس
 پر چھوڑ دے کہیں اس طرح سوال سے کسی عقیدہ کا بیان دینے کے خواہش کرنا ہے جس کی جگہ ہم کو ان جواب
 کو چھوڑ دے اصل اور واقعی کی طرف توجہ دانی باتوں کی طرف توجہ دلا ہے۔ یہ محبت انسانی اور اس میں ایک
 غیر مست قوت ہے۔ یہ دانی روحانی حقیقت ہے جس اس فکر کے بعد میں اس میں نہ کہیں کہیں اور سرچنے
 تجویز اور عقل بنانی و حوصلوں کا بھر پور خاکہ ہے کہ ان کچھروں کے وسیلے اگر ہم میں ان کے نقصوں کے
 باعث دعا کی آگاہی ہوں اس کی طرح یہ کہنے اور ماننے میں مدد ہے "مجھے کہتے ہیں کہ زندگی جو محبت
 حاصل ہے وہ خداوند روح پرورد کے پہلے سے ہے اس سے کہو نہ موت ہو کہ اس کی زندگی خداوند کے حکمتیں
 دہائی کی فائز ہوں گی جس میں نہ قہر نہیں نہ ہمدی نہ کسی نہ کوئی اور نہ کوئی۔"

فہرست کتب

معجزات نبی ﷺ جس میں احادیث
 سے اس کے معجزات کی اندلس شرح و تفسیر درج
 ہے اور نیز نصائح اور نصیحتات جہاں
 سے مستنبط ہوئے ہیں اس کے علاوہ ایک
 تعداد میں معجزات کی حقیقت اور دلائل اور حقائق
 پر تفصیل اور دلیل کی گئی ہے بہت پر مدلل ہے۔
 اس میں ایک پین کے ایک
 پاسٹرشلی کے ایک نامہ میں کے حالات
 جس نے خداوند مسیح کے واسطے اپنی زندگی
 وقف کر کے بہت کچھ کام کیا۔ قیمت ۶/-
 تعلیم نجات کے معنی و اثر پر مدلل ہے
 جو ایس کی شکستہ کی کہ ایک خداوند نے
 کے متعلق ایک کامل پین میں اس نے اسے
 جو چیز اور محمدی مذہب میں پڑا ہے
 روحانی شکستہ کا حال بیان کرتے ہوئے ہے
 اور خوب مطالب بیان کرتے ہیں۔ قیمت ۴/-

شہیدانِ کار خفجہ { ابتدائی مسیحی زمانے کے متعلق ایک

نہایت دردمیز اور رقت انگیز ناول ہے

جس میں پہلے زمانے کے ایمانداروں کی

تکالیف اور ثابت قدمی کا حال ایسے مؤثر

الفاظ میں درج ہے کہ پڑھ کر بے اختیار آنسو

نکل پڑتے ہیں۔ جگہ جگہ تشاویر بھی لگائی گئی

ہیں۔ لے مگا کر ضرور پڑھئے۔ قیمت ۱۲

طیطس { یعنی رفیق صلیب جس

میں قصہ کے پیرائے

میں خداوند یسوع مسیح کی زندگی کے حالات

اور تعلیمات کا نہایت عمدہ طور سے ذکر کیا گیا

ہے۔ اور ساتھ ہی اس زمانہ کے ملکی۔ تمدنی۔

اور اخلاقی حالات کا ایسا فوٹو کھینچا ہے کہ

اُس زمانے کی تصویر عین عین آنکھوں کے

قدیم سچیوں کے حالات۔ با تصویر

مارٹن لوتھر کا احوال۔ پوروں کے مشہور و معروف مصلح دین کا دلچسپ حال قیمت ۱

۱۱ ملٹ

اسٹنٹ سکریٹری پنجاب لبریری سوسائٹی

لاہور

سامنے پھر جاتی ہے۔ جو لوگ ناول

پڑھنے کے شائق ہیں وہ اس میں ناول

کا لطف اٹھا سینگے۔ مگر ساتھ ہی نہایت

کارآمد روحانی اور اخلاقی سبق بھی حاصل

کرینگے۔ صفحہ ۳۰۰۔ قیمت ۱۰

اس میں تقہ

کلاڈیا کی حق شناسی { اس کے پیرائے

میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیصر روم کے

محل میں باوجود قیصر کی مخالفت اور

ایذارسانی کے کس طرح سچیل کی اشاعت

ہوئی۔ قیمت ۸

حیات المسیح { یسوع مسیح کی زندگی

اور تعلیمات پر بحث کی گئی ہے۔

قیمت ۱۲

۱۱

۱۱

۱۱

۱۱